مکمل و مدلل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

جلد ۱۰

کتاب الطلاق نصف آخر

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

مقدمہ طبع جدید

الحمدُ للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد :-

اللہ جل شانہٗ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیبِ جدید) کو محض اپنے فضل وکرم سے قبولیتِ عام عطا فرمائی ہے مسلسل ایڈیشن چھپتے رہے جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہوچکی تھیں، نیز عصرِ حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیارِ طباعت بلند کیا جائے، اسلئے بنامِ خدا آفسیٹ سے اب طبع کیا جارہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا، اور بہت سے اہلِ علم قارئین نے توجہ بھی دلائی تھی کہ نظرِ ثانی کی ضرورت ہے، بعض جگہ مسائل کی تصحیح بھی ضروری تھی، اور بعض جگہ مرتب نے جو حواشی لکھے تھے ان کی تصحیح وتکمیل کی بھی حاجت تھی، اس لئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت میں دوچند اضافہ ہوگا۔ اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن غفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دہم

باب نہم خلع سے متعلق احکام ومسائل

باب سیزدہم، نامرد، مجنون متعنت اور دوسرے عیوب کی وجہ سے تفریق اور فسخ نکاح کے احکام و مسائل ۲۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد دہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی پہلی جلد خاکسار مرتب و محشی نے ۱۳۸۲ھ میں پیش کی تھی، اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اس کی بعد والی جلدیں شائع کرتا رہا اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ انعام و احسان ہے کہ آج اس کی دسویں جلد پیش ہو رہی ہے۔ اس موقع سے خاکسار مرتب و محشی کا دل حمد و شکر خداوندی سے لبریز، اپنے رب بے نیاز کے آگے سجدہ ریز ہے، جس کی توفیق سے یہ خدمت انجام پذیر ہوئی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اپنے فضل و کرم سے یہ خدمت قبول فرمائے اور اپنے شکرگذار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج کر دے۔

یہ سب دراصل دارالعلوم دیوبند کا فیض ہے، جو ایک سو چودہ سال سے مسلسل کتاب و سنت اور ملک و ملت کی ہمہ گیر خدمات میں منہمک ہے، خدا کرے تا قیامت اس کا یہ بحر بے کراں موجزن رہے، اور کائنات انسانی اس سے مستفید ہوتی رہے۔

یہاں پہنچ کر بے ساختہ زبان قلم پر اپنے مرشد و مربی حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کا نام نامی آرہا ہے۔ جنہوں نے اولاً اس خدمت گرامی کے لئے

خاکسار کا انتخاب فرمایا، اور اعتماد کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کی دولت سے نوازے، اور آپ کے حسن ظن کی لاج رکھ لے، اور فتاویٰ کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اسے بھی بحسن وخوبی مرتب کرنے کی توفیق عطا فرمادے، وماذلک علی اللہ بعزیز۔

فتاویٰ کے اہم اور پھیلے ہوئے حصہ کی اس جلد پر تکمیل ہوگئی، کیونکہ عام مسلمانوں کو جو دلچسپی اور جیسی ضرورت طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نکاح وطلاق سے متعلق مسائل واحکام کی ہوا کرتی ہے، دوسرے ابواب سے متعلق مسائل واحکام سے نہیں ہوتی۔

ظاہر ہے کہ طلاق کے مسائل اپنے اندر بڑی نزاکت رکھتے ہیں، اور ان کے نتائج دور رس ہوتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ طلاق کے استعمال میں پوری احتیاط اور بیدار دماغی سے کام لیں، ذرا ذرا سی بات اور خفگی پر اس لفظ یا اس کے ہم معنی الفاظ زبان پر لانے سے پرہیز رکھیں۔

نکاح اس لئے نہیں منعقد ہوتا ہے کہ اس کو توڑا جائے، بلکہ اس کا مقصد باہم محبت ومودت اور طمانیت وسکینت قلبی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اور اس کی نشانیوں سے یہ کہ بنادئے تم کو
اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ	تمہاری قسم سے جوڑے، کہ چین پکڑو ان کے پاس،
مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ (سورۃ الروم - ۳-)	اور رکھا تمہارے درمیان پیار اور محبت۔

لیکن یہ بھی درست ہے کہ کبھی مزاجوں کی ناموافقت کی وجہ سے حالات ناسازگار ہوجاتے ہیں اور بظاہر نباہ مشکل محسوس ہونے لگتا ہے، ادھر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ اسلام نہ تو طلاق کو پسند کرتا ہے اور نہ طلاق دینے والے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، بلکہ اس عمل کو مبغوض قرار دیتا ہے، اور رشتۂ ازدواج کو شکست وریخت سے بچانے کے لئے ایسی تدبیروں پر عمل کی تاکید کرتا ہے جن سے باہمی غلط فہمیاں دور

ہوکر آپس کے تعلقات استوار ہوجائیں۔

زن وشو کی ملی جلی زندگی میں صدر کی حیثیت اسلام نے مرد کو دی ہے۔ چنانچہ اختلاف کے وقت میں شوہروں کو ہدایت ربانی ہے۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ	تم اپنی جن بیویوں سے نافرمانی کا خطرہ محسوس
وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ	کرو، انھیں زبانی سمجھاؤ، اگر باز نہ آئیں تو ان کے
وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ	ساتھ ہمبستری ترک کردو، اگر اس کا بھی اثر قبول
فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا۔	نہ کریں تو ان کو پیٹو، اگر فرمانبردار بنجائیں تو پھران
(سورۃ النساء۔ ۶)	کے خلاف کوئی الزام نہ تلاش کرو۔

پہلے مرحلے میں نفع ونقصان اور معاملات کے نشیب وفراز سمجھانے کی سعی کی جائے، اور رفیقۂ حیات کو راہ راست پر گامزن رکھنے کی مخلصانہ جدوجہد کی جائے، اس سعی میں اس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے کہ اس کے جذبات واحساسات کو ٹھیس نہ لگنے پائے۔

دوسرے مرحلے میں شوہر اپنی دلی اذیت اور دل شکنی کو اس طرح ظاہر کرے کہ اپنا بستر الگ کرلے، تاکہ شریک زندگی اپنی زیادتی اور بیجا ضد محسوس کرنے پر مجبور ہو۔

اخیر مرحلے میں شوہر کو معمولی سرزنش کا اختیار دیا گیا ہے، عموماً انسانی طبائع کے یہی تین درجے ہوتے ہیں، ان میں سے جس مرحلہ میں بات بن جائے اور تعلیم صفائی ہوجائے خدا کا شکر ادا کرے، اور اس قیمتی رشتہ کو ہرگز مجروح نہ ہونے دے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔

اگر شوہر ذاتی طور پر اپنی تدبیروں میں ناکام ہوجائے، تو ان دونوں کے مخلصوں اور بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وہ ل کر بذریعہ خداترس حَکَم ان کے معاملات کو درست کرنے کی سعی بلیغ کریں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا	اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی کے

حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۔	درمیان کشاکشی کا اندیشہ ہو، تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی لائق تصفیہ عورت کے خاندان سے بھیجو، اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں اتفاق پیدا کردیں گے، اللہ علم والے خبر والے ہیں ۔
(سورۃ النساء ۔ ۔)	

مختصر یہ کہ ہر طرح کوشش کی جائے کہ جو رشتہ قائم ہوچکا ہے وہ ٹوٹنے نہ پائے، عورتوں کے سلسلہ میں اس ارشاد نبوی کو بھی سامنے رکھا جائے جس میں عورتوں کی مزاجی کیفیت کی نشاندہی کی گئی ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

استوصوا بالنساء خيرا فإنهن خلقن من ضلع وانه اعوج شئ في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج فاستوصوا بالنساء	عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کی بات قبول کرو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اوپر کی پسلی میں ہوتا ہے، اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنے کی بات کروگے تو توڑ ڈالوگے اور یونہی چھوڑ دوگے تو جوں کی توں کجی باقی رہے گی، لہٰذا عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اختیار کرو ۔
(بخاری باب الوصاۃ بالنساء)	

نئی تحقیقات نے بھی ثابت کردیا ہے، کہ عورت کے عضلات مرد کے عضلات کے مقابلے میں کمزور ہیں، اور یہی تفاوت مرد وعورت کے دماغ اور عقل میں بھی ہے، پھر عورت میں انفعال اور ہیجان کا مادہ زیادہ ہے، جس کے نتیجہ میں یہ تلون مزاجی کا بآسانی شکار ہوجاتی ہے اس میں عورت کی ترکیب جسمانی کا بھی بڑا دخل ہے ۔ مرد کے ہاتھ میں طلاق کی باگ ڈور دوسرے وجوہ کے ساتھ اس وجہ سے بھی

دی گئی ہے، تاکہ طلاق اور تفریق کی نوبت کم سے کم آئے۔ تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب "اسلام کا نظام عفت و عصمت" مطالعہ کی جائے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ بلا وجہ طلاق دینا قابل تعزیر فعل ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مکروہ تحریمی تک قرار دیا ہے۔ اور علماء اسلام نے متفقہ طور پر اس کے بیجا استعمال سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

موجودہ دور میں عوام جس طرح طلاق کا استعمال کرتے ہیں، وہ سراسر غلط اور اصول شرع کے خلاف ہے، پہلے علماء سے معلوم کرنا چاہئے کہ کن حالات میں طلاق دینے کی اجازت ہے، عجلت سے ہرگز کام نہیں لینا چاہئے۔

خدانخواستہ جب کبھی طلاق دینا ناگزیر ہی ہو جائے اور اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار باقی نہ رہ جائے۔ تو اس وقت صرف ایک طلاق صریح دے کر چھوڑ دے تاآنکہ اس کی عدت گذر جائے، اور طلاق ایسے وقت میں دی جائے جب عورت ایام حیض سے نکل کر ایام طہارت میں داخل ہو چکی ہو، اور اس زمانۂ طہارت میں شوہر کو اس سے ہمبستر ہونے کی نوبت نہ آئی ہو۔

فالاحسن ان یطلق الرجل امرأته تطلیقة واحدة فی طهر لم یجامعها فیه ویترکها حتی تنقضی عدتها لان الصحابة کانوا یستحبون ان لا یزید وا فی الطلاق علی واحدة حتی تنقضی العدة (هدایه ص۳۴۴ ج ۲)	سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے اور طلاق اس طہر میں دے جس میں اس سے جماع نہ کیا ہو تاآنکہ اس کی عدت گذر جائے۔ اس لئے کہ صحابہ کرامؓ ایک سے زیادہ طلاق دینا پسند نہیں کرتے تھے جبتک عدت پوری نہ ہو جائے۔

اس طریقہ میں دونوں کا فائدہ ہے، عورت کا فائدہ یہ ہے کہ عدت کے دن کم ہوں گے، اور مرد کا فائدہ یہ ہے کہ دورانِ عدت میں اسے رجعت کا حق حاصل

ہوگا، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو، اور عدت پوری ہو جانے کے بعد عورت کی رضامندی سے وہ نکاح جدید کر سکتا ہے۔

حالت حیض میں طلاق دینے سے روکا گیا ہے اور اسے گناہ اور بدعت قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح تین طلاق دینے کو بھی معصیت کہا گیا ہے، اور اس سے منع کیا گیا ہے عہد نبوی میں جب ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور اس کی اطلاع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا۔

ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم (دارقطنی) کیا وہ میرے موجود ہوتے ہوئے کتاب اللہ سے کھیل کرتا ہے۔

مجھے پوری توقع ہے کہ شریعت کی یہ بات عوام تک پہنچائی جائے گی، اور عوام اس باب میں پوری احتیاط، خداترسی اور دوراندیشی سے کام لیں گے۔

یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ انسانی بھول چوک سے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین بلاتردد اس سے مطلع کریں، تاکہ آئندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

اخیر میں اپنے اساتذہ کرام، سرپرست شعبہ اور اراکین مجلس شوریٰ دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں ہدیہ امتنان وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہات، دعاؤں اور تعاون سے یہ خدمت انجام پارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیر خدمت قبول فرمائے اور خاکسار مرتب کے لئے زاد آخرت بنائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ —— طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۱/محرم ۱۳۹۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

باب پنجم

تفویض کا بیان اور اس سے متعلق احکام و مسائل

تفویض طلاق

سوال (۶۰۷) عبداللہ نے ہندہ سے بشرائط مندرجہ کابین نامہ نکاح کیا۔ اور یہ بھی لکھ دیا کہ اگر میں ان شرائط کے خلاف کروں گا تو ہندہ کو اختیار تین طلاق کا ہے، چنانچہ بعد نکاح کے عبداللہ نے چند شرطوں کا خلاف کیا، اس بناء پر ہندہ نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدیں۔ اور بعد عدت زید نے نکاح کرلیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور عبداللہ شوہر اول ہندہ کا اور چند آدمی کہتے ہیں کہ کابین نامہ جھوٹ بنالیا ہے، اور ہندہ اور ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ کابین نامہ صحیح ہے، اور زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید پر کچھ گناہ ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ اگر دو گواہ عادل علاوہ ہندہ اور ہندہ کے باپ کے

شرائط کابین نامہ کے ہیں تو تین طلاق ہندہ پر واقع ہوگئیں[1]، اور دوسرا نکاح زید سے درست ہے اور زید کے پیچھے نماز درست ہے اور زید پر کچھ گناہ نہیں۔

اگر اتنے دنوں خبرگیری نہ کروں تو تم کو طلاق واقع کرنے کا اختیار ہے اس شرط پر نکاح کیا، کیا حکم ہے

سوال (۶۰۸) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ مہینہ تم سے جدا رہوں اور اس اثناء میں تمہاری خبرگیری یعنی خورد ونوش ادا نہ کروں تو تم کو تین طلاق کا اختیار ہے، لہٰذا بعد وجود شرط اگر تمہاری مرضی ہو تو تم اپنے آپ مطلقہ ہو کر دوسرے کے نکاح میں جا سکتی ہو، اس صورت میں عورت کو اختیار طلاق کا ہوگا یا نہیں، یہ شرط عورت کی جانب سے تھی، اگر اس شرط کی ابتداء زوج کی طرف سے ہو تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں تحقق شرط کے بعد عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے، اور دونوں صورتیں برابر ہیں، درمختار میں ہے قال لہا اختاری او امرک بیدک ینوی تفویض الطلاق الخ او طلقی نفسک فلہا ان تطلق فی مجلس علمہا بہ مشافہۃ او اخبارا الخ[2]۔

اگر تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے اس اختیار کے بعد عورت کی طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۰۹) ایک شخص نے بوقت تزویج زوجہ کو یہ اختیار دیا کہ اگر میں بلا اذن تمہارے دوسرا نکاح کروں تو اس حالت میں تم کو اختیار ہوگا کہ اس

---

[1] اقول وظاہر ان التعلیق کالتنجیز فی وقت تحقق الشرط ۱۲ ردالمحتار باب الامر بالید ص ۶۶۶ ج ۲، وما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق والوکالۃ والوصیۃ ونحو ذلک (ہدایہ کتاب الشہادۃ ص ۱۵۲ ج ۳) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۵۳ ج ۲۔ ظفیر۔

دوسری بی بی کو طلاق بائن دے کر میرے عقد سے دور کردو، اس صورت میں اس عورت کو طلاق کا اختیار دینا صحیح ہے یا نہیں، اور اس کو اختیار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں عورت کو اختیار دینا درست ہے، اور اگر وہ اس وقت طلاق دے گی تو واقع ہو جاوے گی[1]۔

کابین نامہ کے بموجب مدت مذکورہ کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے

سوال (۶۱۰) ایک عورت کا خاوند چھ سات سال سے مفقود الخبر ہے اور وہ نکاح کے وقت اپنی زوجہ کو ایک کابین نامہ بدیں مضمون لکھ دیا تھا کہ اگر میں نامرد ہو جاؤں یا مفقود الخبر یا قید، یا پردیس رہ کر تمہارے پاس آمد و رفت نہ رکھوں، اور خبرگیری نان و پارچہ کی نہ کروں تو دو سال میرا انتظار کر کے مجھے طلاق دینے کا جو حق اور اختیار ہے وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تم تین طلاق دے کر دوسرے شخص سے نکاح کرلینا، اس صورت میں موافق شرط کابین نامہ عورت طلاق لے کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بعد تحقق شرط عورت کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ جس مجلس میں وہ مدت پوری ہو جس کے بعد شوہر نے اختیار طلاق کا دیا ہے، یعنی دو برس کی مدت، اسی وقت اور اسی مجلس میں عورت اگر اپنے نفس کو تین طلاق دے کر شوہر کی زوجیت سے علحدہ ہو جاوے تو ہوسکتی ہے قال لها اختاري (الی ان قال) او طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال يوما او اكثر ما لم يوقته ويمضي الوقت قبل علمها الخ (در مختار)[2] قوله ما لم يوقته فلو قال جعلت لها ان تطلق نفسها

---

[1] ذكر ما يوقعه غيره بلا نية وانواعه ثلاثة تفويض وتوكيل ورسالة الخ واما في طلقي ضرتك فيصح رجوعه ولم يتقيد بالمجلس لانه توكيل محض (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التفويض ص ۷۵۲/۲) ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔

اليوم اعتبر مجلس علمها في هذا اليوم فلو مضى اليوم ثم علمت خرج الامر من يدها وكذا اكل وقت فيد التفويض به ۱۲ شامی ص۵۵۵ ج۲ - اقول وظاہر ان التعليق كالتنجيز في وقت تحقق الشرط قال في الشامي والتخيير بمنزلة التعليق ص۵۵۵ ج۲ - وفي الدر المختار لكن في البحر عن القنية ظاهر الرواية ان المعلق كالمنجز ص۵۵۵ ج۲ - وفي الدر المختار ايضا ومن الالفاظ المستعملة الطلاق يلزمني والحرام يلزمني وعلى الطلاق وعلى الحرام فيقع بلا نية للعرف او ص۵۸۸ ج۲ شامی وفيه تفصيل حققه في الشامي -

اختیار سپرد کئے جانے کے مطابق عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

سوال (۶۱۱) زاہد علی ولد عابد علی کا نکاح مسماۃ کرینا بنت عبد اللہ کے ساتھ بہ اقرار امر بالید منعقد ہو کر نکاح نامہ لکھا گیا جس میں یہ الفاظ تحریر ہیں، مسماۃ کرینا موصوفہ کو برضا مندی خود بلا اجبار و اکراہ احدی مضمون امر بالید بااپر مختار کر دیا، یعنی مسماۃ کرینا مدوحہ جب چاہیں اپنی ذات کو میرے عقد نکاح سے خارج کر کے آزاد کر لیں مجھ کو کبھی کسی طرح اپنے نکاح قائم رہنے کا دعویٰ نہ ہو سکے گا، کیونکہ بموجب اختیار مضمون امر بالید بااس وقت قطعاً یقیناً وہ میرے عقد نکاح سے خارج ہو جائیں گی۔ اب محمد زاہد علی کے افعال ناشائستہ کی وجہ سے مسماۃ کرینا زاہد علی کے نکاح سے علیحدہ ہو کر عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، پس مسماۃ کرینا کن الفاظ از روئے مضمون طلاق کو رو برو چند گواہوں کے اپنی زبان سے ادا کرے کہ طلاق واقع ہو جائے۔ اور اپنی ذات کو اس کے عقد سے آزاد کر لیوے۔

الجواب: - اس صورت میں کرینا کو اختیار ہے کہ وہ جب چاہے اپنا نکاح

۱؎ رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ص۵۵۵ ج۲ و ص۵۵۵ ج۲ ۱۲ ظفیر ۲؎ رد المحتار باب الامر بالید ص۶۶۶ ج۲ ۱۲ ظفیر ۳؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الامر بالید ص۶۶۶ ج۲ ۱۲ ظفیر ۴؎ ایضاً کتاب الطلاق باب الصریح ص۵۸۸ ج۲ ۱۲ ظفیر

فسخ کرے۔ اور وہ یہ الفاظ کہہ لیوے کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق بائنہ دی اور اپنے شوہر زاہد علی کے نکاح سے اپنے نفس کو خارج کردیا، تو اس حالت میں کریمؔا پر طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی، اور وہ زاہد علی کے نکاح سے خارج ہو جاوے گی۔ بعد عدت کے اس کو جائز ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے مگر یہ شرط ہے کہ شوہر نے الفاظ امر بالید بہ نیت طلاق کہے ہوں، کما فی الدرالمختار قال لھا اختاری او امرک بیدک ینوی تفویض الطلاق لانھما کنایۃ فلا یعملان بلا نیۃ الخ فلھا ان تطلق[1] الخ۔

نکاح سے پہلے تفویض نامہ صحیح نہیں، ہاں بطور تعلیق ہو تو درست ہے

سوال (۶۱۲) ایک شخص قبل از عقد نکاح اپنی عورت کو جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تفویض طلاق کا اختیار دیتا ہے یعنی جس وقت عورت چاہے مرد سے اپنی ذات کو بذریعہ طلاق جدا کرلے اور مطلقہ ہو جاوے، یہ تفویض قبل از نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب: - نکاح سے پہلے تفویض طلاق نہیں ہو سکتی لیکن اگر بطریق تعلیق واضافت کہے اس طرح کہ جب تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے یا یہ کہے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو اس طرح تفویض صحیح ہے[2]۔

اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے

سوال (۶۱۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا تھا کہ مسماۃ کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی، اگر ہو تو مسماۃ کو اختیار ہے کہ وہ اپنا فیصلہ کرے۔ اس کے بعد عورت نے شوہر کی مرضی کے خلاف کام کیا جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو مارا، عورت فرار ہو کر والدین کے گھر چلی گئی اور عدالت میں دعویٰ کیا، عدالت نے

---

[1] الدرالمختار علیٰ ہامش ردالمحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ص ۶۰۳ ج ۲۔ ظفیر

[2] شرطہ الملک کقولہ لمنکوحتہ ان ذھبت فانت طالق او الاضافۃ الیہ ای الملک کان نکحتک فانت طالق الا فلا فقولہ لاجنبیۃ ان زرت زیدا فانت طالق (الدرالمختار علیٰ ہامش ردالمحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲) ظفیر۔

اقرارنامہ کی وجہ سے حکم طلاق کا دیدیا، اس حالت میں عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ شوہر نے ایسا اقرارنامہ لکھ دیا تھا اس کے موافق شرط کے پائے جانے پر عورت کو اختیار طلاق لینے کا ہے، اور بعد عدت کے دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

کابین نامہ کی شرط جب نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۱۴۶۱) مولوی زید نے اپنی لڑکی خالدہ کا نکاح بکر سے کر دیا، ایک کابین نامہ بچند شرائط لکھوایا منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے اگر میں دائم المرض یا دائم الحبس یا مفقود الخبر ہو جاؤں یا طاقت جماع نہ رہے تو تین سال انتظار کے بعد خالدہ کو اختیار ہوگا کہ اپنے کو مطلقہ کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر لیوے، چند روز بعد سسر داماد میں ناچاقی ہوئی، بکر نے میل جول اپنی زوجہ سے قطع کر دیا، مولوی نے فتویٰ دیا کہ بعد وجود شرط طلاق واقع ہوگئی، اس پر زید نے اپنی دختر خالدہ کا نکاح ثانی کر دیا، شوہر نے اس سے وطی بھی کر لی، اس صورت میں جس نے فتویٰ دیا اور شوہر ثانی کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جب شرط کابین نامہ متحقق نہیں ہوئی تو عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے اور نکاح ثانی اس کا صحیح نہیں ہوا، باقی شوہر ثانی نے جب کہ بربنا فتویٰ نکاح اور وطی کی ہے تو وہ مواخذہ سے بری ہے، گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔

له والثانی تعلیق التفویض بالشرط وانه اقسام احدها تعلیق التفویض بالغیبة الخ ان فلانا جعل امر امرأته فلانة بیدها معلقا بشرط انه متی غاب عنها من کورة کذا او من مکان کذا الخ ولو بعد الیها فی هذه المدة فانها تطلق تطلیقة واحدة بائنة بعد ذلك متی شاءت الخ القسم الثانی تعلیق التفویض بترك نقد المعجل الی وقت كذا الخ القسم الثالث تعلیق التفویض بشرط قماره او بشربه الخمر او ضربه ضربا موجعا الخ (عالمگیری کتاب الشروط فصل ثالث ص۲۲۲ و ص۲۲۳ / ۶) ظفیر۔

حلالہ میں یہ شرط لگانا باطل ہے کہ جب میں چاہوں گی طلاق دیکر آزاد ہو جاؤں گی

سوال (۶۱۵) زید اگر اپنی زوجہ مطلقہ سے حلالہ اس شرط سے کرائے کہ خود زوجہ مطلقہ زید وقت نکاح ثانی یہ شرط لگائے کہ میں جب چاہوں گی شوہر ثانی سے طلاق بائنہ لے کر آزاد ہو جاؤں گی تو کیا اس صورت میں حلالہ درست ہو جائے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر ثانی جس وقت بعد وطی کے اس کو طلاق دے گا تو عدت کے بعد وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہے۔ اور عورت کا یہ شرط کرنا قبل از نکاح باطل ہے اس سے عورت کو خود اختیار طلاق کا حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اگر یہ شرط کہ بعد نکاح میں جس وقت چاہوں گی طلاق لے لوں گی۔ اور شوہر ثانی اس کو منظور کرے کہ بعد نکاح کے تجھ کو اختیار طلاق لینے کا ہے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے[1]، اور وطی شوہر ثانی کی حلالہ میں ضروری ہے۔

بہ نیت تین طلاق بیوی سے کہا طلقی نفسک تو کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۱۶) اگر زید نے بہ نیت سہ طلاق اپنی بیوی سے کہا طلقی نفسک۔ اس سے تین طلاق پڑیں گی یا ایک رجعی۔

الجواب:۔ اگر وہ تین طلاق اپنے نفس پر واقع کرے گی تین طلاق واقع ہو جاویں گی اور اگر ایک طلاق دے گی تو ایک واقع ہوگی[2]۔

---

[1] شهدوا ان فلانا جعل امر امرأته فلانة بيدها على ان تطلق نفسها ما شاءت ومتى شاءت ابدا وانها قبلت منه هذا الامر (عالمگیری مصری مختصرا ج۱ ص۲۲۲) قال لها طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال يوما او اكثر مالم يوقته (الدر المختار على هامش رد المختار باب تفويض الطلاق ج۲ ص۶۵۱) ظفير

[2] قال لها طلقي نفسك فلها ان تطلق نفسها (در مختار) هذا تفويض بالصريح ولا يحتاج الى نية والواقع به رجعي وتصح فيه نية الثلاث كما سيذكره المصنف اول فصل المشيئة (رد المحتار باب التفويض ج۲ ص۶۵۲) ظفير

طلقی نفسک کہہ کر سال بھر خاموش رہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۱۷) زید اپنی بیوی کو طلقی نفسک کہہ کر ایک سال تک خاموش رہا، اس صورت میں زید کی نیت تین طلاق کی سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- نہیں[1]۔

طلاق سے جب جاہلوں کے عرف میں تین طلاق مراد ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۶۱۸) جاہلوں کے عرف میں طلاق کا لفظ بمعنی طلاق مغلظہ ہے، اس عرف کا کچھ اعتبار ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس عرف کا اعتبار نہیں[2] ہے۔

---

[1] او طلقی نفسک فلها ان تطلق (در مختار) هذا تفویض بالصریح ولا یحتاج الی نیته والو رجعیا (رد المحتار باب التفویض ص ۶۵۲ ج ۲) بغیر شوہر کی نیت کے صرف مدت دراز ہو جانے سے کچھ نہیں ہوتا قال لها طلقی نفسک ولم ینو او نوی واحدة فطلقت وقعت رجعیة وان طلقت ثلاثا ونواه وقعن (ایضاً ص ۶۶۳ ج ۲) ظفیر

[2] والطلاق یقع بعدد قرن به لا به (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الطلاق غیر المدخول بها ص ۶۲۷ ج ۲) ظفیر۔

باب ششم

طلاق معلق کے احکام ومسائل

مرد نے کہا اگر فلاں جگہ جاؤں تو مجھے تین طلاق. کیا حکم ہے

سوال (۶۱۹) زید نے بحالت غصہ سخت اپنی ہمشیرہ کے ساتھ جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں علاقہ بار کے چک میں جاؤں تو مجھے تین طلاق ہیں، ان الفاظ سے کیا ثابت ہوگا، کیا یہ الفاظ معلق بالشرط ٹھہریں گے، اور ان الفاظ سے کونسی طلاق ہوگی۔

الجواب: اس صورت میں تین طلاق شرط مذکور پر معلق ہوں گی. اگر اس فعل کو کرے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوجاویں گی، اور بدون حلالہ کے اس کی زوجہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی قال فی الدر المختار ومن الالفاظ المستعملۃ الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ[۱] الخ والتفصیل فی الشامی[۲]۔

جس کے انکار پر طلاق کو معلق کیا. اس نے انکار کردیا تو طلاق نہیں ہوئی

سوال (۶۲۰) زیدی گوید کہ وقتے کہ ہمراہ عمر فساد دنیاوی کردہ بودم آں وقت خالد من را زدوکوب ساخت، شخصے جوابش داد کہ خالد ہرگز با تو زدوکوب نہ کردہ است۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[۲] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الصریح ص ۵۹۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

پس زید گفت کہ اگر خالد مرا زدو کوب نہ کردہ باشد و حلفاً منکر می شود، پس زوجۂ مرا سہ طلاق است بعد ازاں خالد بروئے جماعت مسلمین حلف شرعی نمود کہ ہرگز کدام گونہ بازید زدو کوب نہ کردہ ام، دریں صورت زید راچہ حکم است، سہ طلاق واقع شود یا نہ۔

الجواب:- ہرگاہ زید بر قول خود مقر است و می گوید کہ خالد مرا زدو کوب کردہ است طلاق بر زوجہ اش واقع نخواہد شد۔

اگر بچہ فلاں جگہ ہوا تو طلاق یہ جملہ کہے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۲۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تیرے بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے، چنانچہ بچہ اس کی ماں کے گھر پیدا ہوا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔ زوجہ نے خود قرآن شریف ہاتھ میں لے کر میرے سامنے حلف سے بیان کیا اور دو رشتہ دار زوجہ کا سب کا یہی بیان ہے، اس کے زوج سے دریافت کیا تو اس نے جامع مسجد میں قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف کیا کہ میں نے طلاق نہیں دی، ایک خط زوج کا لکھا ہوا زوجہ کے نام میرے پاس تھا، اس میں لکھا تھا کہ اگر تیری ذات کو مجھ سے دھبہ لگتا ہے تو میں نے قطع تعلق کیا، افسوس صد افسوس کیا خیال تھا کیا ہو رہا ہے۔ اس خط کو دکھلایا تو اقرار کیا کہ میرا ہی ہے مگر میری یہ نیت نہیں تھی، اس صورت میں اس کا قول معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر شوہر نے واقعی ایسا کہا یا لکھا کہ اگر بچہ تیری ماں کے گھر ہوا تو تجھ پر طلاق ہے اور پھر بچہ ماں کے گھر ہوا تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی[1]، لیکن اگر شوہر اس تحریر و تقریر تعلیق سے انکار کرے، اور کوئی ثبوت اس کا باقاعدہ شرعیہ نہ ہو تو حکم طلاق کا نہ ہوگا۔ کیونکہ اس بارے میں قول شوہر کا معتبر ہوتا ہے، اور قطع تعلق کے لفظ میں نیت کا

---

[1] وان اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری ص ۴۰۴ ج ۱)، اور یہاں خواہ نہیں پائی گئی۔ ظفیر۔ [2] فاذا اضافه ای الطلاق الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً (عالمگیری کشوری باب التعلیق ص ۴۰۴ ج ۱) ظفیر۔

اعتبار ہے، اگر شوہر نیت طلاق کو تسلیم نہ کرے تو اس لفظ سے شرعاً طلاق واقع نہ ہوگی لیکن اگر عورت کو یقین طلاق کا ہو مثلاً یہ کہ اس نے خود طلاق کا لفظ سنا ہے یا اس کی تحریر میں دیکھا ہے تو اگر وہ اپنے آپ کو بچا سکے اور علیحدہ رہ سکے تو علیحدہ رہے اور بمجبوری گناہ شوہر کے ذمہ ہوگا، عورت پر مواخذہ نہیں[1] ہے۔

طلاق معلق میں شک ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۶۲۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں نے عمر کی شکایت کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے، کچھ دنوں کے بعد اس کو یاد آیا کہ میں نے اس قسم کھانے سے پہلے فلاں شخص سے جو عمر کی شکایتوں سے واقف تھا مثلاً کلکتہ میں یہ کہا تھا کہ جب بنارس جاؤ تو عمر کی شکایت فلاں شخص سے کرنا، بنارس جا کر اس نے شکایت بھی کر دی تھی، مگر اس قسم میں زید کو یہ شبہ ہے کہ قسم کھاتے وقت کسی جگہ اور مکان کی تخصیص کی تھی یا نہیں، مثلاً اس طرح کہا تھا کہ اگر میں نے عمر کی شکایت بنارس میں کسی سے کی ہو تو میری بیوی پر طلاق مغلظہ ہے یا یہ کہ مطلق کسی جگہ وغیرہ کی تخصیص نہیں کی تھی، اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب: شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی، پس جب کہ صورت مسئولہ میں اس کو تعمیم وتخصیص مکان میں شک ہے، تو تحقق شرط سے طلاق واقع نہ ہوگی، علم انہ حلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شك اطلق ام لا (در مختار[2])۔

طلاق کو بیوی کے کسی کام پر صیغہ استقبال کے ساتھ معلق کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۶۲۳) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کلمہ کہے کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھ کو

---

[1] والمرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرها عدل لا یحل لها تمکینہ ۱۲ انما ترفع الامر الی القاضی فان حلف ولا بینۃ لها فالاثم علیه (رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۴۹۹ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۶۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

طلاق دیدوں گا، اگر عورت غلطی سے وہ کام کرے، اور مرد عورت پر کلمہ مذکور کا استعمال نہ کرے تو پہلے ہی کلمہ سے کیا عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی یا نہیں ۔

الجواب: ۔ اگر وہ عورت اس کام کو کرے گی تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی، البتہ اگر شوہر طلاق دیدے گا تو طلاق واقع ہوگی، بدون طلاق دیئے اس پہلے کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی[1] ۔

سوال (۶۲۴) زید اپنی سسرال میں واسطے لینے اپنی اہلیہ کے گیا، بعد گفت وشنید بسیار کے اس نے بحالت غصہ اپنی اہلیہ کی نسبت لوگوں سے یہ کہا کہ میری بیوی کو میرے ساتھ روانہ کردو، ورنہ میں طلاق دیتا ہوں یا دیدوں گا لو طلاقنامہ لکھوالو، اور یہ الفاظ مختلف مجلسوں میں پندرہ بیس مرتبہ ادا کئے۔ ان الفاظ کی خبر لوگوں نے ہفتہ عشرہ تک زید کے خسر اور اس کی اہلیہ کو نہیں کی، اور زید کی اہلیہ کو اس کے ہمراہ روانہ نہیں کیا اور وہ بے نیل مرام واپس چلا گیا، اب اس واقعہ کو پندرہ بیس روز کا عرصہ گذر گیا تو زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں، ایک ہوئی یا تین ۔

> ساتھ روانہ کردو، ورنہ طلاق دیتا ہوں یہ کہا اور بیوی روانہ نہیں کی گئی تو طلاق ہوگئی

الجواب: ۔ (لفظ ورنہ میں طلاق دیتا ہوں) سے بوقت تحقق شرط طلاق واقع ہوجاوے گی، اور "دیدوں گا" میں طلاق واقع نہ ہوگی لانہ وعد کما فی الشامی[1] اور لفظ "لو طلاقنامہ لکھوالو" سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر قائل کو شک ہے کہ "طلاق دیتا ہوں" کہا ہے یا "طلاق دیدوں گا" تو صورت شک میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور جس صورت میں طلاق واقع ہوگی ایک طلاق واقع ہوگی، اور متعدد مجلسوں میں نقل کرنے سے اگر غرض اس کی اخبار از طلاق اول ہے تو اس تکرار سے جدید طلاق واقع نہ ہوگی فی الدر المختار[2]

---

[1] انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (در مختار) وعبارۃ الجوہرۃ وان قال طلقی نفسک فقالت انا اطلق لم یقع قیاساً واستحساناً (رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۵۵/۲۰۷) ظفیر۔ [2] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار للشامی ص ۶۵۹/۲۰۹ ۱۲ ظفیر

علم انہ خلف ولم یدر بطلاق او غیرہ لغا کما لو شک اطلق ام لا۔ ولو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل[1]۔

طلاق کو امر محال پر معلق کرنے سے طلاق نہیں ہوئی

سوال (۶۲۵)

زید بالغ کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا۔ زید نے کسی رنجش سے یہ قسم کھائی کہ جب تک نکاح اپنی زوجہ ہندہ سے کروں تو وہ مجھ پر حرام ہے لیکن قسم سے طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم میں شرط لغو ہے نکاح تو ہو چکا۔ اب ایسی قسم کا اثر نکاح پر نہ ہوگا۔ البتہ قبل نکاح یہ قسم کھاتا تو ہندہ سے نکاح نہ ہو سکتا، اس صورت میں زید پر ہندہ حرام ہوئی یا نہیں۔

الجواب :-

درمختار باب التعلیق میں ہے وشرط صحتہ کون الشرط معدوما علی خطر الوجود فالمحقق کان کان السماء فوقنا تنجیز والمستحیل کان دخل الجمل فی سم الخیاط لغو (در مختار) قولہ لغو فلا یقع اصلا لان غرضہ منہ تحقیق النفی حیث علقہ بامر محال وھذا یرجع الی قولہم ما امکان البر شرط انعقاد الیمین[2] الشامی جلد ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امر مستحیل پر طلاق کو معلق کرے گا تو وہ لغو ہے، پس صورت مسئول میں ظاہر ہے کہ جس وجہ سے جب تک وہ اس کی زوجہ ہے نکاح نہیں ہو سکتا اور منکوحہ محل نکاح نہیں ہے۔ پس جب کہ یہ کلام لغو ہوا۔ تو اگر بعد طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے گا تب بھی اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ پس بحالت موجودہ جب کہ وہ عورت اس کے نکاح میں پہلے سے ہے اس پر بسبب تعلیق مذکور کے طلاق واقع نہ ہوگی۔

طلاق کو روپیہ دینے پر معلق کیا ہے تو بغیر روپیہ دیئے طلاق نہیں ہوگی

سوال (۶۲۶)

زید کو یہ کہا گیا کہ ہندہ جو تیری منکوحہ ہے اس کو طلاق دیدے ہم تیرا دوسرا نکاح پڑھا دیں گے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۶۳۳ ج ۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۹ ج ۲ ظفیر

اور اس قدر روپیہ بھی دیں گے، اس پر زید نے طلاقنامہ بھی لکھ دیا، مگر طرف ثانی سے اب تک کوئی معاہدہ پورا نہیں ہوا نہ روپیہ دیا نہ نکاح کرایا، اور زید نے صرف یہ طلاقنامہ لکھا زبانی طلاق نہیں دی، آیا یہ عورت زید کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ طلاقنامہ کا لکھوانا روپیہ دینے پر تھا اور روپیہ نہیں دیا گیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بیوی سے کہا آٹھ دن تک کھانا کھائے تو تجھ پر طلاق، تین دن بعد بیوی نے کھالیا کیا حکم ہے

سوال (۶۲۷) ایک شخص نے بموجودگی والدہ و ہمشیرہ کے اپنی زوجہ کو غصہ میں یہ کہا اگر تو آٹھ روز تک کھانا کھاوے تو تجھ پر طلاق ہے، زوجہ مذکورہ نے دو تین روز تک کھانا نہ کھایا زوجہ کے بھائی نے باصرار اس کو کھانا کھلا دیا معیاد کے اندر، اور شوہر الفاظ مذکورہ کے کہنے سے انکار کرتا ہے، عورت مذکورہ کہتی ہے کہ بیشک کہے ہیں، تو طلاق ہوئی یا نہیں، بعد چھ ماہ کے زبردستی شوہر زوجہ کو اپنے گھر لے آیا۔

الجواب:- جب کہ شوہر منکر ان الفاظ کہنے کا ہے اور دو گواہ عادل و معتبر موجود نہیں ہیں تو قضاءً شوہر کا قول معتبر ہوتا ہے اور طلاق ثابت نہیں ہوتی[1]، لیکن جبکہ عورت کو یقیناً معلوم ہے کہ شوہر نے یہ الفاظ کہے ہیں اور بوجہ متحقق ہونے شرط کے طلاق واقع ہوگئی ہے تو عورت کو حتی الوسع اس سے علیحدہ رہنا چاہئے اور بمجبوری گنہ شوہر پر ہے[2]، اور چونکہ اس صورت میں موافق بیان زوجہ کے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور عدت کے اندر رجعت نہیں ہوئی جیسا کہ واقعہ سوال سے معلوم ہوتا ہے، تو اب حلال ہونے کی صورت عند اللہ یہ ہے کہ شوہر کو اس پر راضی کیا جاوے کہ تجدید نکاح کر لیا جاوے یعنی دو آدمیوں کے سامنے پھر ایجاب و

---

[1] فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول لہ مع الیمین لانکارہ الطلاق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۰۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] اذا سمعت المرأة الطلاق ولم تسمع الاستثناء لا یسعہا ان تمکنہ من الوطی (رد المحتار للشامی باب التعلیق ص ۶۰۷ ج ۲) ظفیر۔

قبول کرلیں، اور تین چار روپیہ مہر کے مقرر کرلیں[1]۔

جب طلاق دیتے وقت اس کو کسی امر پر معلق نہیں کیا تو بعد میں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا طلاق ہوگئی

سوال (۶۲۸) ہندہ کو اس کے شوہر زید نے اثنائے گفتگو میں یہ الفاظ کہے کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا، میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، میں نے تجھ کو طلاق دی، بعد چند روز کے عدت پوری نہ ہوئی تھی کہ ہندہ کو اپنے گھر لے جاکر رکھا اور اب تک اس کے پاس ہے، اب ہندہ کہتی ہے کہ میں نے شرک کروانے کی نیت نہیں کی تھی، اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسی شرط پر طلاق دی ہے کہ اگر شرک ثابت ہوگا تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، لہٰذا شرک ثابت نہیں ہوا اس وجہ سے میں نے رجوع کرلیا، جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - اس صورت میں زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، اب بدون حلالہ کے زید کی زوجہ زید کے لئے حلال نہیں ہے، اور رجوع کرنا اور نکاح جدید کرنا اس سے بدون حلالہ کے درست نہیں ہے، کیونکہ زید کے اخیر الفاظ یہ ہیں کہ شرک کرنا تمہارا ثابت ہوا میں نے تجھ کو طلاق دی الخ پس اس میں طلاق کسی شرط پر معلق نہیں کی بلکہ بلا کسی شرط کے طلاق دی ہے، اور صریح الفاظ میں نیت ضروری نہیں ہے اور حالت غصہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اور حالت جنون ثابت نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے ثلٰث جدهن جد وهزلهن جد[2] الحدیث۔

زبان سے طلاق دی اور دل میں تعلیق کا ارادہ کیا تو زبان کا اعتبار ہوگا

سوال (۶۲۹) ایک طالب علم نے آپ کے فتویٰ کو دیکھ کر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ سائل نے طلاق دل میں دی ہے زبان سے کچھ نہیں کہا، حالانکہ شوہر نے طلاق کا لفظ تین بار زبان سے کہا، لہٰذا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے، جب کہ تعلیق طلاق دل میں ہو، زبان سے نہ کہی جاوے

---

[1] ویکرہ عبانۃ بمادون الثلث (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۸۱۶ ج ۲ ظفیر۔

[2] مشکوۃ باب الطلاق ص ۲۸۳ ج ۲ ظفیر۔

اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے، صحیح ہے یا نہیں ۔

الجواب :- اقول باللہ التوفیق یہ امر صحیح ہے کہ اگر تعلیق زبان سے نہ کہی جاوے بلکہ دل میں ہو۔ اور طلاق زبان سے دی جاوے تو طلاق فی الحال واقع ہو جاتی ہے ۔ احقر نے جو جواب پہلے لکھا تھا وہ غالباً اس وقت اس بناء پر تھا کہ تعلیق یعنی الفاظ شرط اور لفظ طلاق دونوں زبان سے کہے ہیں ۔ کیونکہ پہلا سوال جو یہاں رجسٹر میں منقول ہے اس کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کے بیان کو سچ خیال کر کے یہ کہا کہ اگر ہندہ کا بیان سچا ہے تو میں نے تین طلاق دیدی ہیں اور پھر وہ بیان غلط ثابت ہوا۔ تو چونکہ شرط طلاق نہ پائی گئی ۔ اس لئے جواب یہ لکھا گیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی ۔ پس اگر واقعہ یہ ہے کہ شوہر نے زبان سے شرط کو ظاہر نہیں کیا۔ صرف دل میں خیال کیا اور طلاق زبان سے دی کہ اس میں کوئی شرط زبان سے ادا نہیں کی تو طلاق فوراً واقع ہوگئی کما ذکر فی الدر المختار[1]

یہ کام نہ کرنا ورنہ طلاق دیدوں گا یہ طلاق تعلیق نہیں ہے

سوال (۶۳۰) زید نے اپنی بیوی سے یہ کہا تم فلاں بات کسی سے نہ کہنا بلکہ کوئی بات گھر کی کسی سے کہنا اور بغیر میرے حکم کے گھر سے باہر قدم نہ رکھنا نہیں تو طلاق دیدوں گا، اور اس کے بعد زید نے اپنی ماں سے یہ کہا میں نے بیوی کو شرطیہ طلاق دیدی۔ اب زید اس طلاق کو واپس لے کر زوجہ کو ان امور کا اختیار دیدے جن امور سے منع کیا تھا اور جن امور پر طلاق کو معلق کیا تھا، یہ جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب :- درحقیقت زید نے جو الفاظ کہے تھے وہ شرطیہ طلاق نہ تھی بلکہ ایک وعدہ اور اظہار ارادہ کا تھا کہ اگر تو فلاں کام کرے گی تو طلاق دیدوں گا، تو اس سے تعلیق طلاق نہیں ہوئی بلکہ یہ وعدہ طلاق کا تھا[2]۔ اس کو اختیار ہے کہ اگر اس کی زوجہ ان کاموں سے کوئی کام

---

[1] صریحہ ما لم یستعمل الا فیہ ... ویقع بہا ای بہذہ الالفاظ وما بمعناہا من الصریح الخ واحدۃ رجعیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد (در مختار) وعبارۃ الجوہرۃ وان قال طلقی نفسک فقالت انا اطلق لم یقع قیاسا واستحسانا (رد المحتار باب تفویض الطلاق ص ۶۵۹ ج ۲) ظفیر۔

کرتی ہے تو چاہے وہ طلاق دیتا یا نہ دیتا یعنی اس وعدہ کا ایفا کرتا یا نہ کرتا، لیکن جب کہ اس نے اپنی ماں سے یہ کہا کہ میں نے شرطیہ طلاق دیدی تو یہ شرطیہ طلاق ہوگئی[1]۔

جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۳۱) زید، بکر، عمر، خالد ہر چہار چہار سیر دانہ گندم میں شریک ہیں، عمر اور بکر نے کچھ دانہ گندم فروخت کر کے ضروری معاش میں خرچ کر دیا اور زید نے بھی کچھ خرچ کئے۔ نیم پاؤ قدر دانہ گندم جو رہ گیا وہ خالد نے جب دیکھا تو دل میں کہا کہ میرا حصہ بھی تھا، مگر خالد بیچارہ میں کمزور طالب علم تھا، اس نے نیم پاؤ کو بیچ کر مٹی لے کر پارچات رنگ کر دیئے۔ زید نے کہا کہ دانہ کہاں خرچ ہوا، ہر ایک منکر ہوا، اس نے کہا سب طلاق اضافی سے کہو تو ہر ایک نے طلاق اضافی سے کہا، جب خالد کی باری آئی تو اس نے نیت میں یہ ارادہ کیا کہ میں بھی حصہ دار شریک ہوں چور نہیں ہوں۔ اس نے کہا میں چور نہیں ہوں اگر چوری کی ہو تو جب میں نکاح کروں تو میرے پردہ عورت طلاق ہے، اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں خالد پر طلاق اضافی عائد نہ ہوگی، کیونکہ درحقیقت وہ چور نہیں ہے اور اس امر میں وہ صادق ہے کہ میں چور نہیں ہوں، پس یہ شرط کہ اگر چوری کی ہو الخ اس پر عائد نہیں ہوتی۔

کابین نامہ میں ہے کہ اگر جبراً کہیں لے جاؤں گا تو آپ کو طلاق و زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا کیا حکم ہے

سوال (۶۳۲) کابین نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ آپ کو حسب دلخواہ جگہ میں رکھوں گا، اور جبراً کہیں نہیں لے جاؤں گا۔ اگر لے جاؤں گا تو آپ کو طلاق و زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا، اب شوہر عورت کو غیر مرضی کی جگہ میں لے جانا چاہتا ہے جس کو عورت ناپسند کرتی ہے، اس صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں۔

---

[1] صریحہ ما لا یستعمل الا فیہ ای بعد الالفاظ وما بمعناھا من الصریح الا واحدۃ رجعیۃ (رد المحتار، باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲) ظفیر۔

الجواب :- اس صورت میں عورت کو طلاق بائن لینے کا حق حاصل ہوگا۔ ثم اهو حكم التعليق من انه ينحل اليمين بعد وجود الشرط[1] - در مختار -

اگر نہیں جاؤگی تو طلاق دیدوں گا کہنا وعدہ ہے تعلیق نہیں

سوال (۶۳۳) اصغر علی سکینہ بی بی سے شادی کر کے سسرال میں رہتا تھا، بعدہ بیمار ہو کر آپس میں صلح کر کے گھر میں آیا اور دس ماہ تک بدستور میاں بی بی رہے، بعد اس کے زیادہ بیمار ہو کر برائے علاج بنگالہ چلا گیا، اور آپس میں خطوط بھی جاری رہے، اب اس کی غیبوبت میں سکینہ بی بی نے طلاق کی دعوے دار ہوئی۔ با نتظار مجلس رو برو دو پیش امام صاحبان اس طرح دعویٰ کیا کہ میرے شوہر نے میرے والد سے لڑائی کے وقت مجھ کو کہا تھا تم میرے ساتھ جاؤگی یا نہیں، سکینہ بولی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی، بعد تکرار مجھ کو تین طلاق دیدیا تھا سکینہ کی خالہ اور خالہ کی بیٹی اور دادا گواہ موجود ہیں۔ ان گواہوں نے بعینہ تین طلاق کی گواہی دی۔ اس بناء پر مولوی صاحب نے تین طلاق کا حکم کیا، بعد اس کے اصغر علی نے واپس آکر زوجہ کے مطلقہ ہونے کا شہرہ سنا۔ اور اصغر علی نے چند لوگوں کے سامنے بقسم کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق نہیں دی، ہاں بوقت فساد کہا تھا کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو تم کو طلاق دیدوں گا۔ اور بی بی سے بھی پوچھا گیا وہ بھی یہی کہتی ہے کہ ہم کو ساتھ جانے کو بلوایا تھا، ہم نے انکار کیا، تب اس نے کہا کہ اگر نہ جاؤگی تو طلاق دوں گا۔

اس حالت میں پیش امام مذکور نے گواہوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے پہلی مرتبہ تین طلاق دینے کی گواہی دی تھی، اب کیوں جھوٹ بولتے ہو، گواہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگوں کو سکینہ بی بی کے ایک رشتہ دار نے یہ کہا کہ تم تین طلاق دینا بیان کرنا، اس رشتہ دار سے دریافت کیا وہ بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے بغرض دوسری شادی کرنے کے ایسا کہا تھا، صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعليق ص ۲/۶۹۴ ۔ ظفیر۔

الجواب :- اصغر علی نے جو الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میرے ساتھ نہ جاؤ گی تو تم کو طلاق دوں گا، ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس میں وعدہ طلاق کا ہے۔ ایقاع طلاق نہیں ہے اور وعدۂ طلاق سے طلاق نہیں پڑتی کما صرح بہ الفقہاء[1]۔ اور طلاق کے گواہوں نے جب کہ اپنے بیان کی تغلیط کی اور ان ہی الفاظ کا اقرار کیا جو شوہر نے بیان کیا تو ان کی گواہی غیر معتبر اور ساقط ہوگئی، البتہ قضاء قاضی کے بعد گواہوں کا رجوع مبطل حکم طلاق نہیں ہے۔ مگر مولوی صاحب جنہوں نے حکم طلاق کیا ہے قاضی ہیں نہ حکم فان رجعا قبل الحکم بها سقطت الخ وبعده لم یفسخ الحکم مطلقا لترجحه بالقضاء[2] درمختار۔ الحاصل صورت مذکورہ میں تین طلاق ثابت نہیں ہوئی۔ سکینہ بی بی بدستور اصغر علی کی زوجہ ہے۔

تعلیق غیر متعین کی صورت میں بوقت موت طلاق واقع ہوگی	**سوال (۴۶۳)** ایک شخص اور اس کی زوجہ میں جھگڑا ہوا۔ شوہر نے زوجہ کی ہمراہی عورتوں سے یہ کہا کہ اگر میں تم کو

جہلم تک نہ پہنچا دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ تعلیق غیر متعین کا کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس صورت میں تعلیق بالطلاق ہوگئی۔ اگر شوہر شرط کو پورا نہ کرے گا یعنی جہلم تک ان عورتوں کو نہ پہنچا دے گا تو تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جائیں گی۔ مگر چونکہ وقت اس کا متعین نہیں کیا، اس لئے آخر عمر تک انتظار کیا جاوے گا۔ بوقت موت تین طلاق واقع ہوں گی، قال فی الشامی بخلاف ما اذا کان شرط الحنث امرا عدمیا مثل ان لم اکلم زیدا او ان لم ادخل فانما لا ینحل بفوت المحل بل یتحقق به الحنث للیأس من شرط البر وهذا اذا لم یکن شرط البر مستحیلا[3]

[1] انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التفویض ج۲ ص۵۹ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجوع عن الشهادة ج۴ ص... ظفیر۔ [3] رد المحتار باب التعلیق مبحث مطلب فی مسئلة الکوز ج۲ ص... ظفیر۔

تعلیق میں شرائط کے وجود سے طلاق ہو جاتی ہے

سوال (۶۳۵) ایک شخص نے موافق رسم قبیلہ کے وقت نکاح کے یہ لکھدیا کہ اگر میں زوجہ کو گھر سے نکالوں یا سخت گالیاں دوں یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں تو میری طرف سے اس عورت کو تین طلاق ہیں، مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا، بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آگیا تو موافق شرط کے اس زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو وہ لغو ہے اس کا کچھ اثر بعد نکاح کے نہ ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرطه الملك حقيقة او الاضافة اليه درمختار[1] اور اگر بعد نکاح کے یہ شرط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی

اگر اتنے دن خرچہ نہ دوں تو حق شوہری نہیں طلاق کی نیت سے کوئی کہے تو شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۳۶) شوہر اور زوجہ میں تکرار ہوا، بعدہ شوہر نے یہ اقرارنامہ لکھ دیا کہ میں اگر چھ ماہ تک خرچ نہ دوں تو اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں بلکہ یہ اپنی خوشی سے جہاں بھی چاہے نکاح کرلے، اس صورت میں کیا حکم ہے، آیا عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر شوہر نے یہ الفاظ کہ اس عورت پر میرا خاوندی کا حق نہیں ہے بہ نیت طلاق کہے ہیں تو در صورت پائے جانے شرط طلاق کے اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی[2]۔ عدت کے بعد دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

طلاق کو مہر کی معافی کی شرط پر معلق کیا تو جب تک مہر معاف نہ کرے گی طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۶۳۷) زوجہ کا اپنے شوہر سے یہ معاہدہ ہوا کہ شوہر مجھ کو طلاق دیدے اور میں مہر معاف کردوں، چنانچہ شوہر نے بدیں الفاظ طلاق دی کہ اگر زوجہ نے مہر معاف کردیا

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعليق ص ۶۸۰ ج ۲ ، ۱۲ ظفیر۔

[2] وتنحل اليمين اذا وجد الشرط مرة (ايضاً ص ۶۸۴ ج ۲) ظفیر۔

تو میری طرف سے طلاق ہے لیکن زوجہ بعد حصول طلاق فیصلہ مذکور کی پابند نہ رہی اور مہر کا دعویٰ قائم کر دیا، چونکہ شوہر نے طلاق بالشرط دی تھی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ طلاق معلق تھی زوجہ کی طرف سے مہر معاف ہونے پر تو اگر زوجہ نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی، ھذا حکم التعلیقات کذا فی المعتبرات[1]۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۶۳۸) زید اور اس کی منکوحہ میں کچھ تکرار ہو رہی تھی، اس کی زوجہ نے مغلوب الغضب ہو کر گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا چونکہ دن کا وقت تھا بے پردگی اور رسوائی کا سبب تھا، زید نے غصہ میں آ کر اپنی زوجہ سے کہا کہ یاد رکھ جیسے ہی گھر سے باہر نکلی تجھ کو طلاق ہے، اس کی زوجہ ڈر گئی، اور اپنے اس قصد سے باز رہی رات کو پھر کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی، اور اب زید مغلوب الغضب ہو کر زوجہ کو دھمکانے کی غرض سے باہر چلا، اس وقت چونکہ بے پردگی وغیرہ کا کچھ احتمال بھی نہ تھا اور یہ خیال کر کے کہ زید کہیں چلا نہ جاوے، اس کی زوجہ بھی ساتھ ہو لی، بعدہ دہلیز کے باہر نکل آئی۔ اس صورت میں اس پر طلاق ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی کما ھو مذکور فی کتب الفقہ فی یمین الفور[2]۔

اگر قرآن نہ پڑھے گی تو طلاق دیدوں گا کہنا تو نہ طلاق دینا لازم نہ کفارہ۔

سوال (۶۳۹) زید نے اپنی زوجہ سے تہدیداً قسم کھا کر کہا کہ اگر تو قرآن شریف نہ پڑھے گی تو میں تجھ کو طلاق دیدوں گا، اب اس کی زوجہ نے کچھ پارے قرآن پاک کے ختم کئے۔ اور

---

[1] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۳۰۶) ظفیر۔ [2] وشرط للحنث فی قولہ ان خرجت مثلاً فانت طالق لمرید الخروج فعلہ فوراً لان قصدہ المنع عن ذلک الفعل عرفا ومدار الایمان علیہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب یمین الفور ص ۸۱۶) ظفیر

ابھی گاہ بگاہ قرآن پاک کا سبق پڑھتی ہے۔ در صورت نہ ختم ہونے قرآن شریف کے زید کو طلاق دینا لازم آوے گا یا قسم کا کفارہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں نہ طلاق دینا لازم ہے اور نہ کفارۂ قسم واجب ہے۔

> اگر لکھا کہ اتنے دن نفقہ نہ دوں تو اس کے بعد تم مطلقہ بسہ طلاق ہو کر شادی کر سکو گی کیا حکم ہے

سوال (۶۴۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ دیا کہ اگر میں تمہارا نفقہ شش ماہ نہ دوں یا بے اجازت تمہاری دوسری شادی کروں تو تم باختیار خود مطلقہ بسہ طلاق ہو کر بعد عدت دوسری شادی کر سکو گی، بعدہ شوہر سے بعض افعال صادر ہوئے اور زوجہ معلوم ہونے پر خاموش رہی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اختیار کے لفظ میں عدم تبدیل مجلس شرط ہے۔ اگر مجلس بدل گئی اختیار ساقط ہے کذا فی الدر المختار[۱]۔

> اگر اس صحن میں روزہ رکھوں تو بیوی پر طلاق یہ کہا تو دوسری جگہ جا کر روزہ رکھے

سوال (۶۴۱) میں نے غصہ کی حالت میں روزہ کے بارے میں یہ کہا کہ جو کوئی اس صحن میں روزہ رکھے گا اس پر زن طلاق ہے، یہ جملہ میں نے اپنے حق میں کہا ہے، اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، روزہ رکھنے سے نکاح میں کچھ نقصان آوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ تو ظاہر ہے کہ روزے رمضان شریف کے رکھنے چاہئیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ موافق شرط کے روزہ رکھنے سے طلاق پڑ جاوے گی، پس اس طرح کرنا چاہئے کہ اس صحن میں روزے نہ رکھے جاویں، یعنی روزہ کہیں اور جا کر اور رہ کر رکھنا چاہئے بحالت روزہ اس صحن میں جس کی نسبت شرط کی ہے نہ جاوے۔

---

[۱] فلها ان تطلق في مجلس علمها به لا تطلق بعده اى المجلس (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التفويض ص ۶۵۵ ج ۲) ظفير

میری بیوی کو فلاں تاریخ تک نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی یہ جملہ لکھا کیا حکم ہے

سوال (۶۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کے باپ کو خط لکھا کہ میری عورت فلاں تاریخ تک میرے پاس بھیج دو تو بہتر ورنہ طلاق ہو جائے گی یعنی مطلقہ سمجھی جائے گی. عورت کے باپ نے خوشامد کرکے شوہر کو راضی کرلیا کہ تاریخ مذکور تک تمہاری زوجہ نہیں آسکتی بعد میں بھیجونگا اس صورت میں عورت مطلقہ ہوگی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں اگر اس عورت کا باپ تاریخ معین پر اس عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجے گا عورت مطلقہ ہو جاوے گی. بوجہ تحقق شرط طلاق[1] کے مرد کا راضی ہو جانا اس تعلیق[2] سابق کو باطل نہیں کرتا۔

بیوی سے کہا صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے کیا حکم ہے

سوال (۶۴۳) ایک شخص نے بحالت ناراضی اپنی زوجہ کو کہا کہ ابھی میرے مکان سے چلی جاؤ. اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے ایسا کہنے سے رجعی واقع ہوگی یا بائن. طلاق بائن میں تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے یا حلالہ کی۔

الجواب:- اس لفظ سے کہ ابھی میرے مکان سے چلی جا اگر نیت طلاق کی ہے طلاق بائنہ واقع ہوگی[1] اور اگر ان الفاظ سے کہ اگر صورت دکھاؤ گی تو یہی طلاق ہے اگر زوجہ نے اس کے بعد صورت دکھائی طلاق رجعی واقع ہوگی[2]۔ اور اگر پہلے لفظ میں نیت طلاق تھی جس کی وجہ سے طلاق بائنہ واقع ہوئی تو دوسرے لفظ سے بھی طلاق بائنہ ہوگی. اس صورت میں دو طلاق بائنہ واقع ہوں گی، اس میں تجدید نکاح کی ضرورت ہے. حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

---

[1] فالکنایات لا تطلق بها إلا بنیة أو دلالة الحال فنحو اخرجي واذهبي وقومي الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ص ۳۳۵/۲ ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین إذا وجد الشرط (ایضاً باب التعلیق ص ۶۸۸/۲) ظفیر۔

سوال (۶۴۴) ما قول العلماء الذین وارث الانبیاء ایدھم اللہ تعالیٰ بمزید	اگر اس احاطہ میں بود و باش کروں تو میری بیوی پر طلاق ہے کہا تو کیا حکم ہے

الارتقاء والبقاء کہ ایک شخص بتنازع والدین کہتا ہے کہ اگر میں اس احاطہ میں سکونت کروں جس میں آپ رہتے ہیں تو میری منکوحہ مجھ پر سہ طلاق ہے۔ اب معروض تحریر امر ہے کہ آیا وہ اس میں بود و باش کرے حانث ہوگا یا مطلقاً خواہ اس میں اقامت کرے خواہ عبادت کے طور پر داخل ہو تو حانث ہو جاوے گا۔ علاوہ ازیں قائل قول معروض بالا خدمت والا میں بیان کرتا ہے کہ میں نے عند التلفظ بود و باش کا قصد کیا تھا یعنی میرا یہ ارادہ تھا کہ اگر میں یہاں رہوں تو میری بیوی پر تین طلاق ہیں ورنہ نہیں، چنانچہ حالف نے اسی احاطہ میں سے ایک مکان کا دروازہ جو اس احاطہ کے اندر کی طرف تھا وہ بند کر کے اس کا دوسرا دروازہ دوسرے احاطہ میں نکال کر مقیم ہے تو آیا اب حانث ہوا یا نہیں؟۔

الجواب:- بود و باش کرنے سے حانث ہوگا صرف داخل ہونے سے نہیں، مکان چونکہ اس احاطہ میں ہے جس میں داخل ہونے کی قسم کھائی ہے اس لئے اس میں سکونت کرنے سے حانث ہو جائے گا، اگرچہ دروازہ بدل دیا ہے۔

سوال (۶۴۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں نے جھوٹی قسم کھائی یا فلاں شخص	فلاں سے بات کروں تو میری بیوی نکاح سے باہر ہو جائے اور بغیر حلالہ نکاح میں نہ آوے تعلیق ہے

سے کلام کیا تو میری زوجہ نکاح سے باہر ہو جاوے اور بغیر حلالہ کے میرے نکاح میں نہ آوے تو بعد تحقق شرط کے کونسی طلاق واقع ہوگی، اور اگر دوبارہ شرط پائی جاوے تو پھر بھی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

الجواب:- اگر شرط پائی گئی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگی اور حلالہ کے بعد اگر شوہر اول کے نکاح میں وہ مطلقہ آوے گی اور دوبارہ شرط پائی جاوے تو دوبارہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ او قال نویت البینونۃ الکبری الخ درمختار وفی الدر المختار

باب التعلیق وفیہا کلہا تنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فلا یقع ان نکحہا بعد زوج آخر اہ ۔

یہ کہنا میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق

سوال (۶۴۶) چند آدمی طلاق کی گفتگو کر رہے تھے، ایک شخص نے کہا کہ میں جتنی شادی کروں گا تین طلاق، اس صورت میں وہ شخص اگر شادی کرے گا تو کیا اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوں گی تو اس کو کہتے وقت یہ مسئلہ معلوم نہ تھا۔

الجواب:- اس طرح کہنے سے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے واقعی جب وہ نکاح کرے گا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی۔ کیونکہ ذکر اس مسئلہ کا تھا، اور تذکرہ منکوحہ پر طلاق واقع ہونے کا تھا یہی مراد قائل کی سمجھی جاوے گی اور جہل عذر نہیں ہے[۲]۔

یہ کہنا کہ میں اپنے پچاس جبراً نہ لوں تو میری بیوی کو تین طلاق

سوال (۶۴۷) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا کہ اگر میں پچاس روپیہ جو میرے تم پر ہیں جبراً نہ لوں تو میری زوجہ بسہ طلاق حرام ہے، اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دیدے کو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جبراً نہ لے سکے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر چچا رضا سے روپیہ دیدے تو یمین ساقط ہو لی، وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ ولکن الوحلف ان یجرہ الی باب القاضی و یحلفہ فاعترف الخصم او ظہر شہود سقط الیمین لتقیدہ من جہۃ المعنی بحال انکارہ[۳] درمختار۔ اور اگر وہ رضا سے نہ دے اور یہ جبراً

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۷۶۲ ج۲ ظفیر۔ [۲] او الاضافۃ الیہ کان نکحت امرأۃ او ان نکحتک وکذا کل امرأۃ ویکفی معنی الشرط الا فی المعینۃ باسم او نسب او اشارۃ فلو قال المرأۃ التی اتزوجہا طالق تطلق بتزوجہا (درمختار باب التعلیق ص۶۵۲ ج۲) ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یفارقنی ص۱۲۶ ج۳۔ ظفیر

وصول نہ کرسکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے، اس لئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگی، اگر وہ اس وقت تک زندہ رہی، کذا فی الدر المختار[1] والشامی۔

نابالغ شوہر کا اقرار معتبر نہیں

سوال (۶۴۸) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کے لڑکے سے اس اقرار پر کیا کہ اتنی مدت تک لڑکا بلا اجازت کہیں نہ جاوے ورنہ بالطلاق زوجہ اس پر حرام، لڑکے نے یہ اقرار لکھ دیا، اور پھر خلاف شرط بلا اجازت بھاگ گیا، اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نابالغ کا اقرار اور عہد کچھ معتبر نہیں ہے، اس صورت میں اس لڑکے کے بھاگ جانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور شرط لغو ہے۔

اگر کہا کہ فلاں کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق، اس صورت میں کیا حیلہ کرے

سوال (۶۴۹) زید نے کہا کہ اگر میں سلمہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے تو اب کس حیلہ سے نکاح کرسکتا ہے۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق اس منکوحہ پر واقع ہوجاوے گی اور حیلہ اس کا فقہاء نے نکاح بذریعہ فضولی کے لکھا ہے فلیراجع[2]۔

---

[1] حلف لیأتینہ فعوان یأتی، فلم یأته حتی مات احدهما حنث فی آخر حیاته ولکن اکل یمین مطلقة (در مختار) ای لا خصوصیة للاتیان بل کل فعل حلف ان یفعله فی المستقبل واطلقه ولم یقیده بوقت لم یحنث حتی یقع الیاس عن البر وتحقق الیاس عن البر یکون بفوت احدهما (رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یخرج الی مکة ص ۱۳۸ ج ۳) ظفیر. [2] والحیلة فیه ما فی البحر من انه یزوجه فضولی ویجیز بالفعل کسوق الواجب الیها (رد المحتار باب التعلیق ص ۶۷۲ ج ۲) حلف لا یتزوج من وجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث به یفتی خانیه وقل امرأة تدخل فی نکاحی فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب کل امرأة تدخل فی نکاحی ص ۱۴۵ ج ۳) ظفیر۔

تعلیق ایک مرتبہ میں ختم ہوجاتی ہے دوبارہ نکاح میں طلاق نہیں ہوتی

سوال (۶۵۰) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کروں گا اگر کروں تو زبیدہ کو طلاق ہے۔ اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لاوے گا تو طلاق پڑجاوے گی، پھر دوبارہ نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہوجاوے گی، دوبارہ نکاح زبیدہ سے کرسکتا ہے وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ[1]

یہ کہا مہر کے بدلہ اپنی بیوی کو حرام کیا، کیا حکم ہے

سوال (۶۵۱) شخصے در غیبت زوجہ خود گفت کہ نفس مسماۃ فلانہ کہ زوجہ من است در بدل مہر کہ بذمہ من واجب بیک طلاق بائن حرام کردم و مطلقہ گردانیدم، زوجہ مذکور شنیدہ گفت کہ ہرگز شوہر خود را از مہر خود بری الذمہ نمی کنم، دریں صورت طلاق شود یا نہ۔

الجواب:- کما لو قال طلقتك علی الف درہم لا یقع ما لم تقبل[2] شامی۔ پس معلوم شد کہ دریں صورت طلاق واقع نہ شود۔

اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق

سوال (۶۵۲) زید عمر کے یہاں سے حقیقتاً ایک بیش قیمت چیز اٹھالایا، عمر نے زید سے کہا کہ کہو اگر میں نے تمہاری چیز لی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے، زید نے کہا اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق۔ یہ الفاظ جبراً بلانیت ... نے کہے تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر یہ لفظ کہ "اگر تمہاری چیز لی ہو تو طلاق" کسی دوسری عورت کا خیال کرکے زید نے کہا تھا اپنی زوجہ کا دل میں خیال نہ تھا اور اس کی طرف نسبت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۷۰۲ ج ۲ - ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲ ج ۲ - ظفیر

کرنا طلاق کا نیت میں نہ تھا تو زید کی زوجہ پر طلاق کسی قسم کی واقع نہیں ہوئی[1] ۔

اگر علیحدہ نہ کروں تو میری بیوی کو طلاق ایک ماہ بعد علیحدہ کر لیا کیا حکم ہے

سوال (۶۵۳) ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو کہا کہ تم شرکت میں کام اچھا نہیں کرتے، اگر میں تم سے مال علیحدہ نہ کروں تو میری زوجہ مطلقہ ہے۔ اس کے ایک ماہ بعد مال علیحدہ کیا، اس پر بعض علماء نے کہا کہ طلاق واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اب اس صورت میں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں عدم وقوع طلاق کا فتوی صحیح ہے[2] اس لئے کہ اس نے مال علیحدہ کر لیا، لہذا طلاق کی شرط پائی نہیں گئی۔ (ظفیر)۔

قبل نکاح کی تعلیق لغو ہے

سوال (۶۵۴) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کر دیا اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر امداد کاروبار میں نہ کرے تو بندہ پر طلاق ہے اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- اگر قبل از نکاح زید نے بکر سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کرائی تھی تو وہ لغو ہے، طلاق واقع نہ ہوگی، فلغا قولہ لاجنبیۃ ان زرت زیداً فانت طالق فنکحھا فزارت[3] (درمختار) اور اگر بعد از نکاح بکر نے یہ شرط کی ہے تو درصورت پورا نہ کرنے شرط کے بندہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ شرطہ الملک کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذھبت فانت طالق او الاضافۃ الیہ[4] (الدرمختار)

---

[1] و یؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ (رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا اضافہ الی الشرط (ھدایہ ص ۳۷۵ ج ۲ باب الایمان فی الطلاق) ظفیر۔ [3] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۶۸۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [4] ایضاً ص ۶۸۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

امید وفا پر طلاق کی تعلیق

سوال (۶۵۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں نے فلاں شخص سے کسی قسم کی امید وفا نہیں رکھی، اگر رکھی ہو تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ دو مرتبہ یہی الفاظ کہے اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - قسم کھانے والے سے دریافت کرنا چاہئے کہ امید وفا کی اس کو تھی یا نہیں، اگر تھی تو دو دفعہ میں دو طلاق رجعی واقع ہوئی اور اگر امید وفا نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔

بلا اجازت جانے پر طلاق کی تعلیق اور اس کا حکم

سوال (۶۵۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ اگر تو بلا اجازت اپنے باپ کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق ہے، چنانچہ زوجہ بلا اجازت چلی گئی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں شرعاً طلاق واقع ہوگئی کذا فی الدر المختار[1] اور طلاق رجعی ہوئی عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جائز ہے اور بعد عدت کے نکاح بلا حلالہ صحیح ہوگا۔

یہ کہنا کہ جب میں نکاح کروں طلاق مغلظ

سوال (۶۵۷) ایک شخص بیگانی عورت کو اغوا کر کے لے گیا، اس سے کسی عالم نے یوں طلاق دلائی کہ یہ عورت جب میں نکاح کروں اور جس حیلہ سے کر کے دی جائے اور جب حیلہ کیا جائے تو مجھ پر یہ عورت طلاق مغلظہ ہے، اب کوئی صورت جواز نکاح کی ہو سکتی ہے یا کیا؟ -

الجواب: - اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار کل

---

[1] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری ص ۴۵۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۹۱ ج ۲) ظفیر۔ [3] واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فلہ ان یراجعہا فی عدتہا رضیت بذلک او لم ترض الخ (ہدایہ ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔

امرأة تدخل فی نکاحی الخ فکذا اجازة نکاح فضولی بالفعل لا یحنث الخ ومثله ان تزوجت امرأة بنفسی او بوکیل او بفضولی او دخلت فی نکاحی بوجه ما الخ وانما ینسد باب فضولی لو زاد او اجزت نکاح فضولی ولو بالفعل فلا مخلص له الخ[1] وقال الشامی وقال الفقیه ابو جعفر وصاحب الفصول حیلته ان یزوجه فضولی بلا امرهما فیجیزه هو فیحنث قبل اجازة المرأة لا الی جزاء لعدم الملک ثم تجیزه هی فاجازتها لا تعمل فیجدد ان العقد فیجوز اذا الیمین انعقدت علی تزوج واحد الخ[2] شامی۔

تحقق شرط کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی

سوال (۶۵۸) عبدالرحمن کا عبدالرزاق کی بیٹی کے ساتھ نکاح ہوا، قبل از ایجاب وقبول یا بعد ازاں عبدالرزاق نے اپنے داماد عبدالرحمن سے کہا کہ اگر تو اس شہر سے منتقل ہو کر کسی اور شہر میں گیا (یعنی مع اہل وعیال برائے سکونت کلیہ) تو میں اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ نہ جانے دوں گا، سو معاً ہی عبدالرحمن نے اقرار کیا کہ ہاں اگر میں منتقل ہوا تو ہمارا تمہاری لڑکی یعنی اپنی زوجہ سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہا یا اگر میں نے ایسا کیا تو ہماری زوجہ مجھ پر حرام، یا اس کو طلاق، یا اپنی زوجہ سے خطاب کر کے کہا کہ اگر تم کو میں مثلاً لاہور سے ملتان میں رہنے کو لے گیا تو ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہ رہا، یا تو مجھ پر حرام، یا تجھے طلاق۔ تو بوقت ایجاب شرط مذکورہ اس کی منکوحہ مطلقہ ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- طلاق معلق بالشرط بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے، پس اگر طلاق صریح کو معلق کیا تھا تو بلا نیت بعد تحقق شرط طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر بلفظ کنایہ تعلیق کی ہے تو اگر نیت طلاق سے وہ الفاظ کہے ہیں تو بعد تحقق شرط طلاق واقع ہو جاتی ہے درمختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب کل امرأة تدخل فی نکاحی ص ۱۰۴ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضاً ص ۱۰۴ ج ۳ ۱۲ ظفیر

طلقت[1] اھ وفی باب الکنایات منہ ففی حالۃ الرضا تتوقف الاقسام الثلاثۃ علی نیتہ اھ[2]

کہا کہ پچاس روپیہ دے کر ایسا نہ کروں تو میری بیوی پر طلاق اور دیا صرف بیس روپے کیا حکم ہے

سوال (۶۵۹) فتوشاہ اور کرم شاہ دونوں شادی شدہ ہیں۔ دونوں نے لڑکیوں کے والدین کو یہ شرط تحریر کردی کہ اگر ہم ۲۰ ماہ بیساکھ کو مبلغ پچاس روپیہ دے کر اپنی زوجات کو اپنے گھر نہ لے جائیں یعنی اگر پچاس روپیہ ادا نہ کریں اور تاریخ پر نہ آئیں تو ہماری زوجات تین طلاق کے ساتھ ہمارے نفس پر حرام ہیں۔

اب فتوشاہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوا مگر نقدی صرف بیس روپے لایا، اور کرم شاہ حاضر نہ ہوا۔ اس صورت میں فتوشاہ اور کرم شاہ کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ شرط طلاق کی پائی گئی طلاق واقع ہوگئی کیونکہ طلاق معلق بوقت تحقق شرط واقع ہو جاتی ہے۔ پس جب کہ پچاس روپیہ اس تاریخ معین پر دونوں نے ادا نہ کئے اور ایک حاضر بھی نہیں ہوا تو دونوں کی عورتوں پر تین تین طلاق واقع ہوگئی[3]۔

جس جگہ جانے پر طلاق کو معلق کیا تھا وہاں کسی طرح بھی جانے سے طلاق واقع ہو جائے گی

سوال (۶۶۰) زید نے عورت کو معلق طلاق دی کہ اگر میں فلاں چک کے قطعہ زمین میں جاؤں تو میری زوجہ پر طلاق۔ اب اگر وہ شخص اس قطعہ یا اس چک میں زمین اپنی خرید کر چلا جاوے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، کیونکہ زید کی طلاق معلق تھی کہ یار کے چک فلاں میں اگر جاؤں تو زوجہ میری پر طلاق ہے، اب وہ اس چک سے زمین خرید کر اپنی ملکیت میں بنانا چاہتا ہے، کیا اس صورت میں اس کی گنجائش جانے کی ہوگی یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص۱۹۰ ج۲ - ظفیر [2] ایضاً باب الکنایات ص۲۸۴ ج۲ - ظفیر [3] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک طلقت الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص۱۹۰ ج۲ - ظفیر

الجواب: - مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ چونکہ بنی ایمان کا الفاظ ہیں نہ اغراض، جیساکہ درمختار میں ہے الایمان مبنیہ علی الالفاظ لا علی الاغراض[1] صورت مسئولہ میں بوجہ عموم لفظ اگر زید اس بینک میں سے کوئی قطعہ زمین خرید کر اس میں جاوے گا تو زوجہ اس کی مطلقہ ہو جاوے گی کما ھو حکم التعلیق[2]۔

تعلیق کی صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوگئی

سوال (۶۶۱) عبدالعزیز نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ میری بیوی حلیمہ اور میرے میں کچھ روز سے تنازع تھا۔ اس میں آج پنچوں کے سامنے یہ طے ہوا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کو اچھی طرح سے رکھوں گا اور دوسرا عقد نہ کروں گا جب تک وہ میری زوجیت میں رہے گی۔ اگر خلاف اقرار ہذا کے کروں یعنی دوسرا نکاح کروں تو میری بیوی کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ عدالت یا برادری کے طلاق لے لیوے۔ اگر میں طلاق نہ دوں تو یہی اقرار نامہ طلاقنامہ سمجھا جاوے، جب حلیمہ کے باپ نے حلیمہ کو رخصت نہ کیا تو عبدالعزیز نے دوسرا نکاح کر لیا، اس صورت میں مسماۃ مذکورہ پر طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں یعنی جب کہ شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کی زوجہ اولیٰ پر طلاق واقع ہوگئی۔

زیور اور روپیہ پر تین طلاق معلق لکھوائی تو شرط پائے جانے سے اسکی بیوی مطلقہ ہوجائیگی

سوال (۶۶۲) زید نے اپنے خسر کو پانچ آدمیوں کے روبرو اس مضمون کا خط لکھوایا کہ اگر تمہارا زیور جو تمہاری لڑکی کے پاس ہے دیدو اور مہر معاف کردو اور پانسو روپیہ زیادہ دو تو تمہاری لڑکی کو تین طلاق ہیں، سسرال خبر بھیجنے کے بعد اب زید انکار کرتا ہے اور پانچ آدمی اس امر

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب الایمان مبنیۃ علی الالفاظ ص ۹۹ ج ۳ ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲ ظفیر)۔

کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ خط لکھوایا ہے: اس صورت میں وہ اشخاص صادق مانے جائیں گے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ تحریر زید کی موجود ہے اور اس کے لکھنے والے بھی پانچ شخص مسلمان عاقل بالغ ثقہ عادل موجود ہیں تو اگر واقع میں زید نے ان گواہوں کے سامنے یہ الفاظ کہے ہیں تو تعلیق ثابت ہوگئی اور بصورت پائے جانے شرط کے اس پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے گی اور پھر بدون حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔

شوہر نے کہا کہ اگر باپ کے گھر گئی تو طلاق اب اگر باپ کے مرنے کے بعد جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۶۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو یہ کہا کہ اگر تو اپنے باپ کے گھر جائے گی تو تجھ پر طلاق، پس ہندہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد گئی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی، کیونکہ باپ کا گھر باپ کے مرنے کے بعد بھی باپ کا گھر ہی عرفاً کہلاتا ہے، شامی میں ہے اذا علمت ذلک ظهر لک ان قاعدة بناء الایمان علی العرف معناها ان المعتبر هو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمّی[۲] الخ وفیه ایضاً اعلم انه اذا حلف لا یدخل دار زید فدارہ مطلقاً دار یسکنها[۳] الخ۔

شرائط کے لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں

سوال (۶۶۴) ایک شخص نے حسب ذیل شرائط روبرو گواہان عادل لکھ دیئے ہیں اور پھر ان پر کاربند نہیں رہا، کیا بوجہ عدم تعمیل شرط رابع و سادس یا مجموعہ شرائط بموجب شریعت

لہ فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع الیمین لانکارہ الطلاق الخ لیکن یہاں گواہ موجود ہیں اس لئے شوہر کی بات نہیں مانی جائے گی۔ ظفیر۔ ۲ رد المحتار للشامی کتاب الایمان مطلب الایمان مبنیة علی الالفاظ ص ۱۰۰/۳۔ ظفیر۔ ۳ ایضاً مطلب لا یضع قدمہ فی دار فلان ص ۱۱۴/۳۔ ظفیر

محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت منکوحہ مطلقہ بائنہ ہوسکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو کس طرح یعنی خود بخود آپ کو مطلقہ تصور کرے یا حاکم وقت اور قاضی شہر کی اجازت درکار ہے، اور عدت کب سے شروع ہوگی تفصیل شرائط۔

(۱) زوجہ خود کو بخوشی وخرمی بخانہ خود آباد رکھوں گا یعنی نان ونفقہ بحسب توفیق خود برابر دیتا رہوں گا، نیز کسی امر کی تکلیف بھی نہیں دوں گا، اور زوجہ خود کو بخانہ خود واقع موضع جستروال تحصیل انبالہ ضلع امرتسر میں آباد رکھوں گا۔ علاوہ ازیں کسی دوسری جگہ بلا اجازت خسرم یا زوجہ خود نہ لے جاؤں گا۔

(۲) زوجہ خود کو والدین اور اس کے قریبی لواحقین کے آنے جانے سے مانع نہ ہوں گا یعنی اس کو رخصت ہوگی کہ میری اجازت سے والدین یا لواحقین خود کے کسی غمی اور شادی کے موقع پر آیا جایا کرے۔

(۳) اگر برخلاف نمبر ۱ و نمبر ۲ زوجہ خود کو کسی قسم کی تکلیف دوں اور آباد نہ کروں یعنی نان ونفقہ نہ دوں تو مبلغ ماہانہ (دس) روپیہ بابت نان ونفقہ جہاں چاہے میری جائیداد ذات اور میری ہر قسم کی جائیداد سے مع خرچہ وہرجہ وصول کرے مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۴) اگر آج سے بعد کوئی ایسا فعل خسرم یا زوجہ خود کروں جو قانوناً خلاف ہو یا کسی قسم کا خسرم اور زوجہ خود کو بہتان لگاؤں تو روبرو حکام وقت یہ تحریر ہذا کاذب ہوں گا بلکہ مرتکب مواخذہ فوجداری ہوں گا۔

(۵) جو زیورات میں نے زوجہ خود کو بوقت نکاح ڈالا ہے یا آئندہ ڈالوں اس تمام زیورات کے علاوہ مہر معجل اور غیر معجل زوجہ خود مالک ہوگی میرا اور میرے کسی لواحق کا حق نہ ہوگا۔

(۶) بصورت عدم ادائیگی نان ونفقہ بشرح الصدر متواتر تا عرصہ چھ ماہ یعنی بموجب نمبر ۳ اگر متواتر تا عرصہ چھ ماہ مبلغ دس روپیہ بابت نان ونفقہ نہ دوں نیز نمبر ۴ اگر مواخذہ فوجداری

کا بھی مرتکب ہوں تو زوجہ خود سے دست بردار ہوں گا اور بموجب تحریر ہذا طلاق بائنہ تصور ہوگی۔ آیا عورت مطلقہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر نکاح کے بعد شرائط مذکورہ لکھی گئی ہیں اور شوہر نے بعد نکاح کے ان شروط کو تسلیم کیا ہے تو بموجب شرط سادس بصورت خلاف ورزی کل شرائط اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہوجائے گی کما ھو حکم التعالیق قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[1] از شامی ص ۵ ج ۲ - فقط

کہا اگر فلاں نے یہ کام نہ کیا ہو تو طلاق اس کا حکم کیا ہے

سوال (۶۶۵) اگر یمین غموس طلاق کے ساتھ اٹھائی جاوے تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر کسی شخص نے اس طرح کہا کہ اگر اس نے فلاں کام زمانہ ماضی میں نہ کیا ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ ہے، اور در حقیقت اس نے وہ کام نہ کیا تھا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہوجاوے[2] گی۔

اگر کسی نے طلاق مغلظ کی شرط پر بغیر سے دستخط یا انگوٹھا لگایا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۶۶) ایک مسجد کا امام مرزائی خیالات ہونے کے علاوہ شریر اور اہل اسلام میں نفاق واختلاف ڈالتا رہتا ہے، اکثر مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے اور بعض اس کے طرفدار وحمایتی پڑھ لیتے تھے، وہاں کے باشندگان نے باتفاق ایک دیگر عالم کو کہا کہ آپ ہماری مسجد کی آبادی وبہتری اور اہل اسلام میں اتفاق کے لئے جو کچھ تجویز کریں گے ہم سب اس کو منظور کرلیں گے، عالم نے کہا کہ مجھ کو ایک شرط لکھ دو اور انگوٹھے لگا دو کہ تم میرے فیصلہ کو باتفاق تسلیم کرلو، انھوں نے کہا آپ جو شرط چاہتے ہیں لکھ لیویں ہم سب انگوٹھے لگا دیویں گے اور دستخط کردیں گے۔ چنانچہ اس عالم نے یہ شرط لکھی کہ ہم سب

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۹ ج ۲ ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۔۔۔ ظفیر

اقرار کرتے ہیں کوئی ایک بھی ہم میں سے اس فیصلہ کے خلاف کرے گا تو اسی وقت ہماری عورتوں کو ہماری طرف سے تین تین طلاق شرعاً ہو جاویں اور ہماری بیویاں ہم پر ابد الآباد تک مطلقہ ثلثہ سے موصوف ہو جاوے گی اور ہم پر مطلقاً حرام ہوں گی۔ اس کے بعد مولوی صاحب مذکور نے ہر ایک کو کہا کہ دیکھو یہ شرط بہت سخت ہے آپ کو منظور ہے تو انگوٹھے لگاؤ، چنانچہ ہر ایک نے بغیر سنے اس شرط کے تحریر شدہ شرط کے نیچے یکے بعد دیگرے انگوٹھے و دستخط کر دیئے، اس کے بعد مولوی صاحب نے فیصلہ لکھا کہ اس امام کو نکال دو اور مسجد کا امام پندرہ روز تک اور تجویز کر دو تو اہل اسلام میں اتفاق ہوگا ورنہ نہیں، پھر وہ شرط اور فیصلہ دونوں سب باشندگانِ گاؤں کو سنادیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہمارے سر ماتھے پر، اور بعض خاموش ہو رہے، اب عملی طور پر بعض آدمی اس امام کو نہیں نکالتے حالانکہ ایک ماہ فیصلہ کو ہو گیا ہے تو کیا اب اس صورت میں ان بعض کی عورتیں مطلقہ ثلثہ ہوں گی یا سب کی عورتوں پر تین تین طلاق پڑ جائیگی یا کہ جو لوگ اس کو وہاں رکھنے پر رضامند ہیں صرف ان کی عورتوں پر طلاق پڑے گی اس شرط میں یہ بھی تحریر تھا کہ ہم میں سے جس کی بیوی نہیں ہے وہ فیصلہ کو نہ ماننے کی صورت میں مدرسہ نعمانیہ لاہور کو دو سو روپیہ نقد دے گا تو جو ایسے مسلمان فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ملا کو نہیں نکالتے ان کو دو سو روپے مدرسہ نعمانیہ کو دینا ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - جن لوگوں نے اس شرط اور فیصلہ کو سن کر کہا "ہمارے سر ماتھے پر" ان کی زوجات پر بصورت خلاف کرنے کے طلاق ہو جاوے گی اور جنہوں نے سکوت کیا ان کی زوجات مطلقہ نہ ہوں گی اور چونکہ پہلے سب کا انگوٹھا لگانا بدون سنے شرط کے تھا اس لئے وہ معتبر نہیں ہے اور جو لوگ مخالفت فیصلہ کرنے والوں میں سے متزوج نہیں ہیں ان کے ذمہ جو جرمانہ دو سو روپیہ کا رکھا گیا ہے وہ باطل اور لغو ہے ان کو دو سو روپیہ مدرسہ نعمانیہ میں داخل کرنا ضرور نہ ہوگا قال فی الدر المختار لا باخذ المال فی المذہب[1] الخ وفی الحدیث

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۴۶/ ۳۰۲ ظفیر

الا لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منہ الحدیث[1] ۔

نکاح ثانی پر طلاق کو معلق کیا ہے تو نکاح ثانی کے بعد طلاق ہو جائیگی

سوال (۶۶۷) زید بسماۃ کریمہ نکاح کرد او لیا ئے کریمہ از زید یک قطعہ کابین نامہ گرفتہ بود در اں چند شرائط مرقوم بود۔ از شرائط شرطے مرقوم بود کہ اگر بلا اذن کریمہ نکاح ثانی کند پس بر ہر دو منکوحہ طلاق ثلاثہ خواہد شد، بعد چند سال زید بلا اذن کریمہ نکاح ثانی بسماۃ حلیمہ کرد، پس اندریں صورت حکم شرع چیست ۔

الجواب :- اگر زید بعد نکاح بسماۃ کریمہ کابین نامہ مذکور نوشتہ است یا اقرار ہاں کردہ است یا شرط مذکور را زبانی تسلیم کردہ است پس مفتی را روا ست کہ بصورت تحقق شرط حکم طلاق بکند و کار مفتی ہمیں است کہ بدیں طور جواب دہد کہ اگر شوہر شرط مذکور تسلیم کردہ است تحریراً یا تقریراً و آں شرط محقق شدہ است طلاق واقع است کما ھو حکم التعالیق[2] ۔

نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی گئی ہے تو شرط پائے جانے سے عورت کو طلاق کا حق ہوگا

سوال (۶۶۷) زید نے ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر بلا رضا ہندہ مدت معلومہ تک زید اسے چھوڑ کر چلا جائے تو ہندہ کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو خود مطلقہ ہو جائے گی یا دوسرا نکاح کرنے پر اس کو یا ہندہ کو طلاق ۔ اب بر تقدیر وقوع شرط اس کی جزا مرتب ہوگی یا کیا، اگر ہو تو اس پر یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ قواعد کلیہ اور بعض فقہاء کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح معلق بالشرط الفاسد ہونے سے نکاح صحیح اور شرط لاشئ رہ جائے اگر ہو تو پھر شرط فاسد ہونے کے کیا معنی ؟ ۔

الجواب :- یہ صورت تعلیق طلاق کی ہے اگر بعد نکاح کے یہ تعلیق کی گئی ہے یا قبل نکاح بطریق اضافت الی النکاح تعلیق مذکور پائی گئی ہے تو شرط محقق ہونے پر جزا مرتب

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۵۵ ظفیر ۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۶۹) ظفیر ۔

ہوگی اور طلاق باختیار عورت جو کچھ معلق کیا ہے وہ ثابت ہوگا اور اگر شرط مذکور قبل نکاح و بلا اضافۃ الی النکاح ذکر کی گئی ہے تو خود شرط باطل اور لغو ہے اور نکاح صحیح ہے[1]۔

کہا کہ اس کے بعد جو عورت نکاح میں ہے یا آئے گی اس پر تین طلاق کیا حکم ہے

سوال (۶۶۹) ایک شخص گناہ کبیرہ کرنے کے بعد تائب ہوتا ہے اور بوقت توبہ یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ اگر اس کے بعد پھر یہ کبیرہ گناہ مجھ سے صادر ہوا اور میں نے اس کا ارتکاب کیا تو اب سے بعد جو عورت میرے نکاح میں ہے یا جو عورت میں نکاح کروں گا وہ تین طلاقوں سے ہر بار مطلقہ ہوگی تو ایسے شخص کی منکوحہ سابقہ یا جو آنے والی ہے ان الفاظ مذکورہ کے کہنے سے کیا حال ہوگا۔

الجواب:- اس صورت میں اگر شرط پائی جاوے گی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہو جاوے گی اور اگر یہ کہا ہے کہ جو عورت میں نکاح میں لاؤں وہ مطلقہ ثلثہ ہے تو جس عورت سے وہ نکاح کرے گا اس پر سہ طلاق واقع ہو جاویں گی کما فی الدر المختار وفیہا کلہا تنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث[2]

لکھا کہ سسرال میں نہ رہوں تو بیوی کو طلاق کا اختیار ہے اس صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۶۷۰) ایک شخص محمد خاں نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ تحریر لکھی کر دو ماہ کے بعد استعفاء منظور ہونے پر میں آکر سسرال میں رہوں گا، اگر میں آکر سسرال میں نہ رہوں تو دولت خاں کی لڑکی کو اختیار ہے کہ خود طلاق پختہ کر سکتی ہے اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس تحریر کے بموجب لڑکی کو اختیار نکاح کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر کے تحریر میں طلاق کے متعلق یہ الفاظ ہیں، اگر سسرال میں

---

[1] وشرطہ الملک حقیقۃ کقولہ لمنکوحتہ او معتدتہ ان ذہبت فانت طالق او الاضافۃ الیہ ای الملک الحقیقی الخ کان نکحتک فانت طالق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۶/۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۷۰۶/۲ ـ ظفیر۔

نہ رہوں تو دولت خاں کی دختر کو اختیار ہے کہ خود طلاق بختہ کر سکتی ہے، پس یہ تعلیق اختیار ہے سسرال میں نہ رہنے پر سو اگر بعد دو ماہ کے استعفا منظور ہونے کے بعد محمد خاں مذکور سسرال میں آکر نہ رہا تو اس کی زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ طلاق لے لیوے، اگر اس وقت اس نے طلاق لے لی تو طلاق اس پر واقع ہوگی عدت کے بعد دوسرا نکاح اس کا درست ہے اور اگر اسی عورت نے اس وقت طلاق نہ لی تو طلاق واقع نہ ہوگی[1] ۔

کہا کہ اگر مسجد کا کام کروں تو بیوی پر طلاق اب اگر کام کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۷۰۶) مسجد کے ملا سے اور زید سے مسجد میں کسی بات پر تکرار ہوا، ملا نے غصہ میں آکر کہا کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، لفظ طلاق یاد نہیں کہ ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ کہا یا اس سے بھی زیادہ۔ ایسی صورت میں اگر ملا مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- اس قسم کی تعلیقات میں الفاظ اور عرف کا اعتبار ہوتا ہے پس چونکہ اس نے مطلقاً یہ کہا ہے کہ اب اگر مسجد کا کام کرے تو اس کی بیوی پر طلاق ہے، اور مراد لہی ذات ہے، لہذا اس کے بعد اگر وہ مسجد کا کام کرے گا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی، اور جس صورت میں یہ یاد نہ ہو کہ ایک طلاق دی یا دو یا زیادہ تو یہ دیکھے کہ غالب گمان کیا ہے جو کچھ گمان غالب ہو اس پر عمل کرے اور شامی نے خانیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی جانب مرجح نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ زیادہ کو لیوے ولعلہ لانہ یعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج الخ شامی جلد ثانی[2] ۔

---

[1] وشرط للحنث فی قولہ ان خرجت فانت طالق الا فعلہ فوراً لان قصدہ المنع عن ذلک الفعل عرفاً ومدار الایمان علیہ وھذہ تسمی یمین الفور (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی یمین الفور ص ۱۱۵/۳) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الصریح قبیل باب طلاق غیر المدخول بہا ص ۲۰۲/۲۔ ظفیر

صورت مذکورہ میں کیا حکم ہے

سوال (۶۷۲) زید درحالت غضب عمر را مخاطب ساختہ می گفت چہ اشخص، یا جیکو شخص، یا ہر کس کہ بہ برادر من بکر خویش دارد پس زنے طلاق کہ من بانکس ہرگز خویشے ندارم یا ایں الفاظ ترجمہ من است یا کلما وغیرہ و برتقدیر وقوع طلاق بخویش داشتن یک کس مع برادر مذکور حلف منحل شود یا بثلاث انجامد وایں تعلیق خاص بحالف متعلق است و یا باہل وعیال حالف، نیز در کدام حالت یعنی در حالت اجتماعی والفرادی مع برادر خود بخویشے داشتن ہر کس طلاق واقع شود، پس آں کدام حیلہ است کہ در صورت مذکورہ در حالت اجتماعی بہ ہر کس بہ مذکور طلاق واقع نہ شود۔

الجواب:- ایں الفاظ ترجمہ کل من یفعل ھذا الفعل است، پس حالت ایں کہ ہر کس بہ برادر حالف خویش کرد وحالف بانکس خویش کرد زن او مطلقہ گردد الی ان ینتھی الی ثلث طلقات وایں تعلیق خاص بذات حالف مخصوص است اگر اہل وعیال او بانکس کہ بہ برادر حالف خویش کرد خویشے کنند بر زوجہ حالف طلاق واقع نہ شود، قال فی الدر المختار وفیھا کلھا تنحل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ ینحل بعد الثلث لاقتضائھا عموم الافعال لا قتضاء کل عموم الاسماء[1] (در مختار) قال فی الشامی ولو قال المصنف الا فی کل وکلما لکان اولی[2] الخ وحیلہ کہ بصورت وجود شرط طلاق واقع نہ شود بندہ را معلوم نیست۔

بیوی کی بلا اجازت اگر نکاح کروں تو اس پر طلاق اس کے بعد اگر نکاح کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۳) زید نے بندہ سے نکاح اور کابین نامہ میں یہ شرط کی بات تو موصوفہ کی روح قالب میں رہنے تک اس کی بلا اجازت دوسری شادی یا نکاح نہ کرسکوں گا۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۸۰۲ ج ۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب التعلیق ص ۸۰۶ ج ۲۔ ظفیر۔

اگر دوسری شادی کی ضرورت ہو تو بی بی موصوفہ کا کل مہر ادا کر کے دوسرا مکان بنا کر بی بی مسطورہ سے ایک حکمنامہ رجسٹری شدہ دے کر کردے گا اور ماہواری پچیس روپیہ کر کے بابت خورو پوش کے کروں گا ما سوائے اس کے اگر بہر حکمت سے یا خفیہ دوسری بیوی کو اپنی زوجیت میں لاؤں تو منکوحہ ثانیہ پر تین طلاق۔ اتفاقاً بحکم خدا زوجہ اولیٰ سخت بیماری میں مبتلا ہو کر مثل مجنون کے ہوگئی، قابل خدمت کے نہ رہی۔ اس لئے مجبوراً اس کو تین طلاق دے کر دوسری بی بی کو زوجیت میں لایا۔ اب منکوحہ ثانیہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق رد المحتار جلد ثالث ص ۱۲۶ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک میں ہے وعلی ھذا لو قال لامرأتہ کل امرأۃ اتزوجھا بغیر اذنک فطالق فطلق امرأتہ طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنھا فطلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح[1] الخ پس اس روایت سے صراحۃً اس جزئیہ خاص کا حکم معلوم ہوگیا اور مطلقہ ہونا زوجہ ثانیہ کا ثابت ہوا۔

کابین نامہ کے خلاف ہوا تو طلاق ہوگی یا نہیں

سوال (۶۷۴) بنگال میں کابین نامۂ نکاح میں چند شرائط لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہو جاوے تو منکوحہ پر تین طلاق ہے اگر اس کابین نامہ کو عند النکاح یا بعد النکاح ناکح کو سنا کر یا دکھلا کر دستخط کرا لئے اور زبان سے ناکح نے کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں اگر شرائط مذکورہ میں سے کوئی شرط فوت ہوگئی تو منکوحہ پر تین طلاق ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نکاح کے بعد یہ تعلیق صحیح ہو سکتی ہے اور بصورت پائے جانے شرط کے طلاق ہو جاوے گی۔

---

[1] رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل ص ۳۰۳۔ ظفیر

ایک ماہ تک نہ آئی تو طلاق اس کہنے کے بعد شوہر انتقال کر گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۵) ایک شخص کی بیوی بھاگ گئی. شوہر نے نوٹس دیا کہ اگر تم ایک ماہ تک نہ آئی تو میں تم کو طلاق دے چکا وہ شخص انتقال کر گیا، اب اس کی ملکیت میں حصہ کی دعویدار ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر وہ عورت ایک ماہ تک نہ آئی تو بموجب شرط کے اس پر طلاق ہو گئی[1] اور وہ وارث شوہر کی نہ ہو گی اور شوہر کے ترکہ سے حصہ نہ پاوے گی، البتہ اپنا مہر ترکہ شوہر ہی سے لے سکتی ہے۔ اور اگر یہ تعلیق وغیرہ مرض شوہر میں ہوئی اور پھر عدت مطلقہ کے اندر شوہر مر گیا تو عورت وارث شوہر کی ہو گی والتفصیل فی کتب الفقہ۔

اگر فلاں تاریخ کو اتنے روپے ہر ماہ منی آرڈر نہ کروں تو بیوی کو طلاق، اب اگر روپیہ کسی اور ذریعے سے بھیجے تو طلاق نہیں ہوگی

سوال (۶۷۶) زید سے یہ تحریر کرالیا کہ میں اپنی منکوحہ کو مبلغ چار روپیہ بذریعہ منی آرڈ بھیجتا رہوں گا اگر کسی ماہ کی ۲۸ تاریخ کو روانہ کروں تو یہ اقرار نامہ مثل طلاقنامہ کے تصور کیا جاوے اگر اور کسی طور پر یہ چار روپیہ پہنچاؤں تو اس کو باطل خیال کیا جاوے، اس صورت میں اگر زید روپیہ منی آرڈر نہ کرے بلکہ اور طریق سے روپیہ پہنچا دے تو طلاق پڑے گی یا نہیں۔

الجواب: منی آرڈر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر دوسرے طریق سے بھی چار روپیہ پہنچاتا رہے تو طلاق واقع نہ ہو گی[2]۔

اگر میرے گھر سے باہر گئی تو مجھ پر حرام ہے یہ کہا تو کیا حکم ہے

سوال (۶۷۷) اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو کہے کہ اگر تو میرے گھر سے باہر کسی جگہ حتی کہ اپنے والدین کے گھر گئی تو مجھ پر حرام ہے، اس صورت میں کیا فتویٰ ہے۔

---

[1] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۷۹۱ ج ۲) ظفیر۔
[2] مقصد روپیہ پہنچانا ہے ذریعہ خواہ کچھ ہو۔ ظفیر۔

الجواب :- اس صورت میں اگر عورت اپنے باپ کے گھر جاوے گی تو شوہر پر حرام ہو جاوے گی یعنی طلاق بائنہ اس پر واقع ہو جاوے گی۔[1] پس بعد اس کے کہ عورت کہیں یا بہ والدین کے گھر چلی جاوے تو اس مرد کو اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہئے مہر جدید کے ساتھ۔

بیوی کے اس کہنے سے کہ فلاں تاریخ تک مہر نہ ادا کردگے تو زوجیت سے علیحدہ ہو جاؤں گی کچھ نہیں ہوتا

سوال (۶۷۸) عورت شوہر کو بذریعہ تحریر مقید کرتی ہے کہ اگر فلاں عرصہ تک تم مہر ادا نہ کردگے تو تمہاری زوجیت سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھ کر عقد ثانی کرلوں گی تو بعد میعاد مطلقہ ہوگی یا نہ۔

الجواب :- عورت کی ایسی تحریر سے وہ مطلقہ نہیں ہو سکتی۔[2]

کیا اگر ایسا نہ کروں تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ دوسرا طریقہ اختیار کرے کیا حکم ہے

سوال (۶۷۹) زید نے ہندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ اگر میں تین سال تک ہندہ کو خرچ نہ دوں اور خبرگیری نہ کروں تو اختیار ہے کہ وہ اپنی گذران اور جوانی کی امنگوں کو پورا کرنے کا دوسرا طریقہ اختیار کرلے۔ اب ہندہ ان شروط کے پائے جانے پر مختار دوسرا طریقہ اختیار کرنے پر ہوگی یا نہیں۔

الجواب :- اگر زید کی نیت الفاظ مذکورہ سے طلاق کی ہو تو بوقت پائے جانے شرط کے ہندہ کو اختیار طلاق لینے کا اور دوسرا عقد کرنے کا ہے۔[3]

مذکورہ صورت کا کیا حکم ہے

سوال (۶۸۰) ایک شخص نے بوقت نکاح منجملہ دیگر شرائط

---

[1] صورت مذکورہ میں طلاق بائن واقع ہوگی کیونکہ لفظ حرام دراصل کنایہ ہے لیکن اس کا استعمال عرف عام میں طلاق میں ہونے لگا، اس لئے بلانیت طلاق واقع ہوگی مگر بائن ہوگی اس لئے مشتبہ ایسے بغیر نیت وقوع طلاق کا حکم آرہا ہے۔ ۱۲

[2] طلاق کی مالک عورت نہیں شوہر ہوتا ہے۔ ظفیر

[3] ذکر ما یوقعہ غیرہ باذنہ وانواعہ ثلاثۃ تفویض وتوکیل ورسالۃ والفاظ التفویض ثلاثۃ تخییر وامر بید ومشیئۃ قال لہا اختاری اوامرک بیدک ینوی التفویض الطلاق لانہا کنایۃ فلا یعملان بلانیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۴۳) ظفیر

کہ ایک شرط یہ بھی تحریر کی تھی کہ اگر چھ ماہ کے اندر زیور مقرر کی ادائیگی سے قاصر رہوں تو جو کچھ میرا اب خرچ ہوا ہے یا آئندہ ہوگا اس سے دست بردار اور لادعوی ہوں گا اور یہ نکاح میرا ساقط اور کالعدم متصور ہوگا، اور تا ایفاء وعدہ کوئی حق زن وشوہر مجھ کو حاصل نہ ہوگا۔ اور زیور دینے کے بعد کل حقوق مجھ کو حاصل ہوں گے اس مدت میں چھ ماہ تک برابر پردہ رہا اور کوئی حق زن وشوہر کا حاصل نہ ہوا، لیکن شوہر نے چھ ماہ گذرنے کے بعد آج تک اپنا وعدہ پورا نہیں کیا جس کو عرصہ ۷ سال ۴ ماہ کا ہوتا ہے یہ نکاح قائم رہا یا نہیں، اور مہر مقررہ مبلغ ایک ہزار اس سے وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور مہر موجل کا مطالبہ قبل طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا، اور شرط دست برداری لغو ہے۔

کسی کو مجبور کر کے قسم لے کہ اگر وہ راز ظاہر کریگا تو جس سے شادی کرے اس پر طلاق کیا حکم ہے

سوال (۶۸۱) اگر کوئی شخص کسی کو جبراً یہ قسم دیوے کہ اگر تم میرا فلاں راز کسی سے کہو تو جب تم شادی کرو تمہاری بیوی پر طلاق پڑے، اور یہ شخص مجبوراً قسم کھا بھی لیوے پھر وہ اس راز کو ظاہر بھی کر دیوے تو اس کے لئے بعد نکاح کیا حکم ہے اور نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اگر طلاق پڑ جائے تو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس کی زوجہ پر بعد نکاح کے طلاق واقع ہو جاوے گی اور عدت میں اس کو رجوع کر سکتا ہے کیونکہ معلق طلاق واحدہ ہے۔ اور اگر عدت میں رجوع نہ کیا تو اگر بعد عدت کے پھر اس سے نکاح کرے گا تو پھر طلاق واقع ہوگی۔

شرط معلق واپس نہیں ہو سکتی

سوال (۶۸۲) ایک شخص کو کسی دوست نے مجبور کر کے اور یہ کہہ کر کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہے طلاق معلق لکھ کر دستخط کرائے۔ اب یہ شرط واپس ہو سکتی ہے یا نہ؟

الجواب :- شرط مذکور واپس نہیں ہو سکتی لقولہ علیہ السلام ثلث

جل هن جد دهن لهن جل الحديث ۔

دھوکہ دے کر کہلوایا کہ بیوی اپنے نفس پر حرام کی تو کیا حکم ہے

سوال (۶۸۳) فدوی کا عقد ہوا۔ اس کے بعد میرے مخالفوں نے مجھے بہکا کر اور دھوکہ دے کر مجھ سے یہ الفاظ کہلا دیئے کہ مسماۃ فلاں کو میں نے اپنے نفس پر حرام کی یعنی چھوڑ دی، اس صورت میں نکاح رہا یا فسخ ہوگیا، اب کیا کرنا چاہئے۔

الجواب: ۔ اس صورت میں پہلا نکاح فسخ ہوگیا دوبارہ نکاح ہونا چاہئے

آئینہ نہ دیکھوگی تو تم پر طلاق نہیں پھر شوہر نے آئینہ دکھا دیا کیا حکم ہے

سوال (۶۸۴) مرد کی زبان سے بے ساختہ اور بھولے سے نکلا کہ تم کو طلاق ہے اگر آئینہ نہ دیکھو اگر آئینہ نہ دیکھوگی تو تم پر طلاق نہیں پڑے گی، مرد نے آئینہ اٹھا کر عورت کو دکھا دیا تو طلاق پڑی یا نہیں۔

الجواب: ۔ اس صورت میں طلاق نہیں پڑی۔

تحریر کیا کہ اگر چھ ماہ میں جائداد ان کے نام منتقل نہ کردوں تو نکاح منسوخ و باطل کیا حکم ہے

سوال (۶۸۵) ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کرنے سے ایک گھنٹہ پہلے یہ معاہدہ اپنے قلم سے تحریر کردیا کہ میں اس عورت کے نام جس کے ساتھ میں اب اس وقت نکاح کرنے والا ہوں اپنی فلاں جائداد اندر چھ ماہ کے منتقل کردوں گا۔ اگر چھ ماہ تک اپنی فلاں جائداد اس عورت کے نام منتقل نہ کردوں تو بعد گذرنے چھ ماہ کے یہ نکاح منسوخ و باطل ہوگا۔ اب چھ ماہ گذر گئے اس شخص نے منکوحہ کے نام جائداد منتقل نہیں کی۔ آیا وہ نکاح باطل ہوگیا یا نہیں۔

الجواب: ۔ اس صورت میں اگر لفظ مذکور شوہر نے بہ نیت طلاق کہا ہو

لہ مشکوۃ کتاب الطلاق والخلع ص۲۸۳۔ ولیس للزوج ان یرجع فی ذلک (عالمگیری کشوری باب تفویض الطلاق ص۲۲) ظفیر۔

تو اس کی زوجہ پر بصورت معاہدہ پورا کرنے کے ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور نیت کا حال شوہر سے دریافت کرلیا جاوے جیسا کہ شامی میں ہے و مسئلہ قولہ لم اتزوجک او لہ یکن بیننا نکاح او لا حاجۃ لی فیک الی ان قال و نفی النکاح فی الحال یکون طلاقا اذا نوی[1]۔

سوال (۶۸۶) اسمٰعیل نے اپنے بڑے بھائی آدم کو اختیار دیا کہ میری عورت خدیجہ کو طلاق دینا نہ دینا تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ آدم نے کہا کہ تم نے اپنے بھائی کی عورت خدیجہ کو طلاق دیدی آیا یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

کوئی اپنے بھائی کو طلاق کا مالک بنادے اور وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے تو کیا حکم ہے

الجواب :- اس صورت میں خدیجہ پر طلاق واقع ہوگئی کذا فی کتب الفقہ[2]

سوال (۶۸۷) زید مسماۃ زینب اہلیہ عمر سے تعلق ناجائز رکھتا تھا جب عمر کو یہ معلوم و مشاہدہ ہوا تو اس نے زید کو مجلس میں بلاکر یہ کہا کہ میری اہلیہ سے تعلق ناجائز کیوں رکھتے ہو زید نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ یہ کہدو کہ اگر میں نے تمہاری اہلیہ زینب سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جب میں شادی کروں تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ زید نے بوجہ ناواقفی بعینہٖ یہی الفاظ کہدیئے اس صورت میں اگر زید نکاح کرے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے اور زید کو دیگر ائمہ ثلاثہ امام شافعی و مالک و احمد کے مذہب پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

اگر میں نے اس سے زنا کیا ہو یا ارادہ کیا ہو تو جس سے شادی کروں اس پر طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

الجواب :- اگر در حقیقت زید نے زینب اہلیہ عمر سے ارتکاب فعل کیا ہو یا ارادہ

---

[1] ردالمحتار باب الصریح ج ۲ ص ۶۲۴۔ ظفیر۔

[2] ولو قال امراتی التی بید فلان شہرا فہو علی الشہر الذی یلیہ ویبطل بمضیہ بلا علم (عالمگیری کشوری ص ۴۰۲) ولو قال لغیرہ طلق امرأتی فقد جعلت ذلک الیک فہو تفویض (ایضاً) ظفیر۔

کیا ہو تو جب وہ نکاح کرے گا اس کی منکوحہ پر عند الحنفیہ طلاق واقع ہو جاوے گی اور دیگر مذاہب پر اس بارہ میں حنفیہ کو عمل کرنا درست نہیں ہے، البتہ منکوحہ پر طلاق نہ پڑنے کا یہ حیلہ حنفیہ نے لکھا ہے کہ اس کا نکاح فضولی کرے اور وہ فعل کے ساتھ اس کو جائز رکھے مثلاً یہ کہ مہر بھیج دے تو اس منکوحہ پر طلاق واقع نہ ہوگی کما فی الدر المختار حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا الخ در مختار[1] قولہ وبالفعل کبعث المھر او بعضہ بشرط ان یصل الیھا وقیل الوصول لیس بشرط الخ شامی[2]۔

سوال (۶۸۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے والد کے ناراض ہونے پر یہ کہا کہ اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو میں نے اس کو تین طلاق دیا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

اگر تمہارے لئے اس کے ہاتھ کا کھانا حرام ہے تو تین طلاق یہ کہا تو کیا حکم ہے

الجواب :- اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ جس شرط پر اس نے طلاق کو معلق کیا ہے وہ شرط موجود نہیں ہے۔ کیونکہ کھانا اس کے ہاتھ کا حرام نہیں ہے۔

سوال (۶۸۹) میں نے حلف اٹھایا تھا کہ اگر میں نے زنا ے حرام اور وطی حرام اور لواطہ حرام کا ارتکاب کیا تو مجھ کو طلاق ہے، لیکن اب بوجہ نسیان حنف طلاق سے وطی بہیمہ کا مرتکب ہوں، آیا وطی حمار بھی اس حلف میں داخل ہے یا نہیں، اور یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے حلف طلاق مغلظہ کا اٹھایا تھا یا بائنہ کا، اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہوگا۔

وطی حرام کروں تو مجھ کو طلاق یہ کہا تھا اور گدھے سے وطی تو کیا حکم ہے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار، کتاب الایمان مطلب حلف لا یتزوج ... فضولی ج ۳ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الایمان مطلب ایضا ص ... ظفیر۔

الجواب:- وطی حمار بیشک و بلاشبہ وطی حرام میں داخل ہے اور چونکہ الفاظ تعلیق میں وطی حرام بھی مذکور ہے۔ لہٰذا بمقتضائے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا ای سواء وجد الشرط فی الملک اولا لکن ان وجد فی الملک طلقت[1] الخ در مختار و شامی ص ۶۹۳ ج ۲۔ وطی حمار سے طلاق واقع ہوئی ہے۔ پس اگر تعلیق اس لفظ سے کی تھی جو کہ استفتاء کی ابتداء میں مذکور ہے یعنی تا مجھ کو طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ اور اگر سہ طلاق کے لفظ سے تعلیق کی تھی تو حرمت مغلظہ واقع ہوئی ہے۔ اور بصورت شک ایک ہی طلاق واقع ہوگی کما فی الدر المختار لو شك اطلق، ... ۃ او اکثر بنی علی الاقل[2] الخ۔

سوال (۶۹۰) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ بکر جو زید و ہندہ کا لڑکا ہے اگر صالحہ کے ساتھ جو ہندہ کی بھانجی ہے شادی کرے گا تو خدا کی قسم ہندہ کو طلاق دیدوں گا، چنانچہ بکر نے صالحہ سے نکاح کر لیا تو ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور زید پر کفارہ قسم کا واجب ہے یا نہیں۔

بکر نے صالحہ سے شادی کی تو تم کو طلاق دیدونگا شادی کے بعد طلاق نہیں ہوئی

الجواب:- یہ صورت وعدہ طلاق کی ہے طلاق نہیں ہے، اس واسطے طلاق واقع نہیں ہوئی، عالمگیری میں ہے وفی المحیط لو قال بالعربیۃ اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعمالہ للحال فیکون طلاقا[3] اور چونکہ زید نے قسم کھائی ہے اور شرط مذکور پائی گئی اس واسطے اگر زید نے اپنی حیات میں طلاق نہ دی تو کفارہ قسم کا اس کے ذمہ لازم ہوگا، اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بری بات کی قسم کھاوے تو اس کو چاہئے کہ اس کام کو نہ کرے اور اپنی قسم کے توڑنے کا کفارہ ادا کرے۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۶۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] عالمگیری مصری ص ۳۸۴ ج ۱۰۲۔ ظفیر

کہا کہ اس دروازہ سے گئی تو طلاق. اب دوسرے دروازے جانے گی تو طلاق نہیں ہوگی

سوال (۶۹۱) ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک دروازہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے باہر گئی تو تجھ پر تینوں طلاق ہے، چونکہ اس مکان سے باہر جانے کے کئی دروازہ تھے، اس کا منشا اس وقت محض دھمکانے کا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ دوسرے دروازے سے یہ باہر جاسکتی ہے اور ہمیشہ کے لئے باہر جانے سے روکنا نہ تھا وہ عورت دوسرے دروازے سے باہر جاسکتی ہے یا اگر وہ دروازہ بند کرا دیا جائے تو بھی وہ کسی دوسرے دروازہ سے باہر جاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ خاص دروازہ مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر تو اس دروازہ سے الخ تو دوسرے دروازہ سے باہر جانے کی صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، اور اس دروازہ کو بند کر دینے کی صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی لعدم تحقق الشرط۔

کہا کہ گھر میں لاؤں تو طلاق اب عورت خود آگئی تو طلاق نہیں ہوئی

سوال (۶۹۲) زید نے تعلیق کی کہ میں اپنی عورت ہندہ کو اس کے موضع میں نفقہ دیا کروں گا اس کو اپنے موضع اور گھر میں کبھی نہ لاؤں گا اگر اس کو اپنے گھر لاؤں تو وہ میرے اوپر مطلقہ ثلثہ ہوگی، بعدہ ہندہ خود بلا کہنے کسی کے آگئی اور زید نے اس کو اپنے گھر میں رکھ لیا تو طلاق ہوئی یا نہ۔

الجواب: اس صورت میں موافق تصریح فقہاء کرام طلاق نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق طلاق اپنے گھر لانے پر تھی، پس جب کہ شوہر اس کو نہیں لایا تو شرط نہ پائی گئی، پس جزاء بھی واقع نہ ہوگی، لانہ اذا فات الشرط فات المشروط درمختار میں ہے وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[1] ونظیرہ ما فی الدر المختار ان لم تجیئی بفلان او ان لم تردی ثوبی الساعۃ فانت طالق فجاء فلان من جانب آخر بنفسہ و اخذ الثوب قبل دفعہا لا یحنث الخ[2]۔

---

[1] الدر المختار علی رد المحتار باب التعلیق ص ۷۱۲. ظفیر. [2] ایضاً باب

کہا اگر عمر اور اس کی اولاد کو زمین دوں تو میری بیوی پر طلاق، اس کے داماد کو زمین دی کیا حکم ہے

سوال (۶۹۳) زید نے حلف اٹھائی کہ اگر میں عمر اور اس کی اولاد کو زمین مزارعت پر دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے۔ اب عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ عمر کے داماد کو زمین مزارعت پر دینے سے حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

سادہ کاغذ نکلنے پر طلاق معلق کی تھی مگر لکھا ہوا کاغذ نکلا کیا حکم ہے

سوال (۶۹۴) زوجین میں باہم رنجش ہوئی، زید نے زوجہ کو وطن بھیجا اور یہ کہدیا کہ جس وقت میرا بند خط تیرے پاس پہنچے اور اس کے اندر سادہ کاغذ نکلے تو سمجھ لینا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی پھر اس کا خط آیا اس میں سادہ کاغذ نہیں نکلا بلکہ چند اشعار زوجہ کو لکھے تھے مثلاً ایک کو چھوڑ تین کو یاد کر، الخ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ چونکہ شرط نہ پائی گئی، لہٰذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر کسی قسم کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

جس کو تابع پر طلاق کو معلق کیا ہے اس کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی

سوال (۶۹۵) زید شوہر ہندہ نے عدالت شرع شریف میں نفقہ کی بحث پر ایک تعلیق نامہ لکھا جس میں تین شرط مندرج ہیں (۱) اگر زوجہ ام مدعیہ میری اطاعت کرے گی اور میرے پاس رہے گی تو اس حالت میں میں بحکم عدالت معرفت عدالت دو روپیہ ماہوار نفقہ میں اور تین جوڑے پارچہ بحسب اندازہ نفقہ اور دو جوڑے جوتہ سالانہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مسماۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے (۲) اگر مسماۃ صغریٰ زوجہ ام مدعیہ بدون اجازت و خلاف مرضی میرے میرے مکان سے باہر قدم رکھے گی یا کسی دوسری جگہ جاوے گی یا رہے گی تو میں اپنی زوجہ

کو ہرگز نفقہ نہیں دوں گا ۔ (۳) اگر خدانخواستہ میں بحالت بیماری و بحالت مقیدی وغیرہ کسی آفت میں مبتلا ہو جاؤں کرکما نہ سکوں، یا بوجہ عسرت اپنے خورد و نوش سے محروم ہو جاؤں تو ایسی حالت مجبورانہ میں بھی یہ لفظ طلاق غیر مستند عدالت ہوگا، بعدہ زید بوجہ بے روزگاری خود و بحالت پریشانی و بوجہ عسرت ریاست غیر میں بتلاش روزگار چلا گیا اور ایک ماہ کا نفقہ ہندہ مدعیہ کو پیشگی ذریعہ عدالت دے گیا، اور دو ماہ بعد رقم نفقہ ہندہ مدعیہ کو بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا، ہندہ زوجہ زید بعد چلے جانے زید کے دوسرے ہی روز اس مکان سے جو زید نے برائے سکونت زوجہ خود کو دیا تھا چھوڑ کر دیگر مکان میں چلی گئی، اس خبر کے معلوم ہونے پر زید نے سلسلہ ارسال رقم نفقہ کو حسب شرائط ۲ روک لیا، اور پانچ ماہ گذرنے کے بعد ہندہ نے ایک درخواست عدالت میں پیش کی کہ مجھ کو پانچ ماہ کا نفقہ میرے شوہر سے وصول نہیں ہوا - چنانچہ مفتیان شرع نے شرط اول کے صرف اس فقرہ پر نظر ڈال کر اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جائے تو زوجہ ام کو طلاق بائن ہے، زوجہ زید پر حکم وقوع طلاق بائن کا کیا آیا تعلیق موثر طلاق کیلئے صرف وجود اول شرط کا کافی ہے یا دیگر شروط مذکورہ کو بھی تعلیق میں دخل ہے -

الجواب :- شرط اول چونکہ مستقل ہے اور بوقت تکلم بشرط اول اور کوئی شرط شوہر نے ظاہر نہیں کی، لہذا بعد میں جو قیود لگائی اور شرطیں کی وہ شرط اول کے ساتھ ملحق نہ ہوں گی بلکہ موافق شرط اول کے جس وقت چار ماہ کا نفقہ زوجہ کو وصول نہ ہوگا۔ اور شوہر ادا نہ کرے گا عورت مطلقہ بائنہ ہو جاوے گی، اور شرط اول کے اخیر کے الفاظ صرف یہ ہیں (اگر خدانخواستہ چار ماہ کا نفقہ مسلسل مجھ پر چڑھ جاوے تو مساۃ زوجہ ام مدعیہ کو طلاق بائن ہے) پس موافق ان الفاظ کے جب چار ماہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ مسلسل لازم ہو جاوے گا طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، اس شرط و جزا میں اطاعت کرنے اور پاس رہنے کی بھی قید نہیں ہے اور یہ خود مستقل کلام ہے، ماقبل و مابعد پر موقوف نہیں ہے، لہذا

فیصلہ جو عدالت نے وقوع طلاق کا کیا صحیح ہے[1] ۔

فلاں تاریخ کو گھر نہ آئی تو طلاق، اس تاریخ کو نہ آئی تو طلاق واقع ہوگئی

سوال (۶۹۶) مساۃ بی بی بتول زوجہ صدیق کے چچازاد ہمشیرہ کی کسی اولاد کی شادی کی تقریب تھی، اس تقریب میں مساۃ بتول ہمراہ اپنی والدہ وحقیقی بھائی کے اپنے میکہ رائے پور سے موضع سوریا گئی، جب یہ خبر اس کے شوہر کو معلوم ہوئی تو اس کے شوہر نے حسب ذیل تحریر لکھ کر بھیجی۔ وہ تحریر یہ ہے۔

"مساۃ بی بی بتول عرصہ ساڑھے پانچ سال سے میرے عقد میں تھی۔ اور بلا رضامندی ہمارے جانے بخانہ غیر میں۔ اس کو ساتھ اس اقرار کے طلاق دیتا ہوں کہ اگر وہ تاریخ ۱۶/ رجب ۱۳۳۵ھ کو بوقت بارہ بجے تک اپنے گھر آجاوے تو بہتر، ورنہ تاریخ مذکورہ بوقت مذکورہ بالا کے بعد اپنے کو طلاق سمجھے"

اب عرض یہ ہے کہ مساۃ بی بی بتول موضع سوریا سے بتاریخ ۲۰/رجب ۱۳۳۵ھ کو رائے پور آئی تو موافق شرع کے طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کونسی اور اگر شوہر پھر اس کو رکھ سکتا ہے تو کیا صورت ہے۔

الجواب: ۔ اس صورت میں مساۃ بی بی بتول پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر رجوع کرنا صحیح ہے۔ کما فی عامۃ کتب[2] الفقہ۔

جب تعلیق کے مطابق میکے نہیں گئی تو طلاق ثلثہ واقع ہوگئی

سوال (۶۹۷) زید نے بحالت غصہ اپنی بیوی زینب سے جو حاملہ ہے یہ کہا کہ اگر تم کل تک اپنے میکہ نہ جاؤ گی تو تم پر تین طلاق بائن ہیں، اگر زینب اس روز معہودہ کو اپنے میکہ نہ جاوے بلکہ اس قریہ میں ٹھہری

---

[1] فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (عالمگیری کشوری کتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] فاذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط (ایضاً ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر

رہے تو ایسی صورت میں اس پر کس قسم کی طلاق ہوگی، اور رجعت کی کوئی صورت ہے یا نہ۔ عدت کا نان نفقہ زید کے ذمہ ہے یا نہیں، وضع حمل ہونے پر جو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو، اس کی پرورش کا حق کس کو ہے اور نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- وقت مقررہ پر ریکہ نہ جانے پر عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی[1]، اور وہ مغلظہ بائنہ ہوگئی، رجعت صحیح نہیں ہے[2] اور بدون حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہو سکتا، عدت اس کی وضع حمل ہے[3]، تا وضع حمل نفقہ اس کا بذمہ شوہر ہے، مدت حضانت میں پرورش لڑکا لڑکی کی ان کی والدہ کا حق ہے اور خرچ بذمہ شوہر ہے[4]۔

نکاح کے بعد کہا کہ اگر پہلی بیوی نکلے تو اس کو طلاق، لہذا نکلنے پر طلاق ہوگی

سوال (۶۹۸) زید نے ہندہ سے عقد کرنا چاہا اور قبل نکاح باہم یہ شرط قرار پائی کہ اگر زید کی زوجہ یا اولاد ثابت ہوئی تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے اور بعد نکاح کے زید نے وہی الفاظ شرط جو قبل از نکاح زبان سے کہے تھے کہ اگر میری زوجہ یا اولاد نکلے تو یہی فیصلہ بھی طلاق ہے کہے، بعد قرارداد شرط مذکور بعد از عقد تحقیق سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ اول اور نیز زوجہ اول سے اولاد ہے، ایسی صورت میں زید کی زوجہ ہندہ پر طلاق پڑ گئی یا نہ۔

الجواب:- جب کہ زید نے نکاح کے بعد الفاظ مذکورہ کہے اور شرط محقق ہوئی

[1] فاذا اضافه الی الطلاق وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری کتاب الطلاق باب رابع فصل ثالث ص ۲/۲) ظفیر [2] وان کان الطلاق ثلثاً لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (هدایه باب الرجعة ص ۲/۲) ظفیر [3] وان کانت حاملا فعدتها ان تضع حملها لقوله تعالیٰ اولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن (ایضاً باب العدة ص ۲/۲) ظفیر [4] واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد الخ والنفقة علی الاب الخ (هدایه باب حضانة الولد ص ۲/۲) ظفیر۔

تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔[1]

تعلیق طلاق منظور کرنے کے بعد شرط پائی گئی تو طلاق واقع ہو جائے گی

سوال (۶۹۹) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے اس شرط پر کیا کہ اگر بکر تین یا چار مہینہ مکان چھوڑ کر چلا جاوے یا شوہر کے گھر سے لڑکی بوجہ حفظ صمت کے چلی جاوے اور تین یا چار مہینہ گذر جاویں تو زوجہ منکوحہ مذکورہ پر تین طلاق پڑجاویں گی، بکر نے ان شرائط کو قبول کیا، بر تقدیر وقوع شرط یا منکوحہ مذکورہ پر طلاق پڑجائے گی یا نہ۔

الجواب:۔ اگر شوہر نے بعد نکاح اس شرط کو قبول کیا اور تعلیق طلاق کو منظور کیا تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں، کیونکہ قبل نکاح اس قسم کی شرط لغو ہوتی ہے۔[2]

شرط پائے جانے کے بغیر عورت کو طلاق کا حق نہیں ہے

سوال (۷۰۰) کسی شخص نے ایک عورت سے یعنی ہندہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر عورت مذکورہ مجھ سے تین ماہ کے پہلے پہلے مہر طلب کرے گی تو میں اس کو مہر دیدوں گا ورنہ عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہے کہ اپنے کو طلاق دے لے۔ اتنے میں اس شخص کی اپنے خسر سے ناموافقت ہوگئی۔ اور خسر ایک مولوی کو ہمراہ لے کر داماد کے مکان پر گیا، داماد مکان پر موجود نہیں تھا مگر اس کے خسر نے سب پڑوسیوں کو جمع کر کے اپنی لڑکی کا مہر طلب کیا، اس صورت میں عورت مذکورہ طلاق اپنے نفس کو دے سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس کے ہمراہ جو مولوی صاحب آئے تھے وہ دعوے سے کہتے ہیں کہ میں بغیر طلب مہر کے تم سے خلاصی اور رہائی کرائے دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرا دیتا ہوں۔ یہ قول کیسا ہے۔

الجواب:۔ عورت طلاق اس وقت لے سکتی ہے کہ شرط پائی جائے اور شرط

---

[1] واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط (عالمگیری کشوری ص ۴۲۶/۲) ظفیر

[2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا لکن ان وجد فی الملک طلقت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۱/۲) ظفیر۔

یہ تھی کہ تین ماہ سے پہلے اگر عورت مجھ سے مہر طلب کرے اور میں نہ دوں تو اس کو اختیار طلاق لینے کا ہے، بدون اس شرط کے پائے جانے کے عورت کو اختیار طلاق لینے کا نہیں ہے۔ اور جو مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ بغیر طلب مہر کے اور بدون تحقق شرط کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے وہ غلطی پر ہیں، ان کا قول معتبر نہیں ہے کما فی الدر المختار وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ۔[۱] فقط

جب تعلیق میں مطلق جمعہ کہا تو اس سے پہلا جمعہ مخصوص نہ ہوگا۔ لہٰذا طلاق نہ ہوگی

سوال (۱۰۷) مدیون نے دائن سے کہا کہ اگر تمہارا دین جمعہ کو نہ دوں تو میری عورت پر تین طلاق ہے، نہ تو جمعہ کو باوّل یا ثانی مقید کیا اور نہ دین کو بجزء یا کل مقید کیا، بعدہ کچھ دین اول جمعہ میں دیا اور کچھ دین بقیہ دوسرے جمعہ میں دیا۔ اور شہود میں سے ایک شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ معلق نے جمعہ کو اس طور پر مقید کیا تھا کہ اگر اس جمعہ کو نہ دوں تو اور تقیید پورے دین کی اگرچہ معلق سے نہیں سنی مگر عرف اور قرینہ کی روش میں یہی سمجھا تھا کہ سارا دین اس آئندہ جمعہ کو دے گا، دوسرا شاہد ثقہ بلفظ اشہد کہتا ہے کہ تعیین زمان یعنی جمعہ و تعیین دین بکل دونوں میں عرف کی روش سمجھا تھا، کیونکہ اہل بازار و نخاس ایسی مطلق مواعید سے متصل آنے والا جمعہ، ہفتہ، ماہ، سال مراد لیتے ہیں، پس ایسی شہادت اور عرف عام کی رو سے مطلق جمعہ سے اوّل مراد ہوگا یا نہ۔ بر تقدیر اول جب کہ اس نے اس جمعہ میں پورا دین ادا نہ کیا تو کیا یہ تادیہ جزو دین مثل تادیہ کل دین کے متصور ہو کر موجب بر ہوگا یا کالعدم ہو کر موجب حنث ہوگا۔ اور معلق کی زوجہ مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- چونکہ جمعہ کلام حالف میں مطلق ہے اور دین بھی مطلق ہے۔ لہٰذا بقاعدہ المطلق یجری علی اطلاقہ اور بقاعدہ الایمان مبنیۃ علی الالفاظ

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۲/۶۴۴۔ ظفیر

(اعلی الاغراض در مختار باب الیمین فی الدخول والخروج ۳[1] صورت مسئولہ میں زید حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی و تحقیقہ فی الشامی تحت قولہ الایمان مبنیۃ علی الالفاظ شامی ص ۷۲ ج ۳[2] -

ولی کا کسی شرط پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں

سوال (۷۰۲) ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی بولایت اس کے والد ہمراہ زید نابالغ بولایت ان کے نانا کے ہوا۔ بوقت نکاح شرائط مندرجہ ذیل قرار پائی -

(۱) مہر معجل بہ تعداد دو ہزار روپیہ نقد بروقت ادا کر دیا جاوے گا۔ (۲) شہر جے پور میں دکانات الیتی ڈھائی ہزار روپیہ جن کے کرایہ کو ہندہ علاوہ نان نفقہ کے دیگر ذاتی مصارف میں لے سکتی ہے خرید کر دی جاویں گی زید کو ان کے بیع و رہن کا اختیار نہ ہوگا (۳) ایک مکان قیمتی دو ہزار روپیہ ہندہ و زید بہ دوکی بود و باش کے واسطے جے پور میں خرید کیا جاوے گا یہ بھی ملک ہندہ سمجھا جاوے گا۔ (۴) ہم سب لوگ مع اہل و عیال سکونت اجمیر کی ترک کر کے یہاں جے پور میں رہا کریں گے ـــــ چنانچہ شرط اول کا ایفاء اس طور سے ہوا کہ بجائے دو ہزار روپیہ نقد کے زیور جو بوقت نکاح دو ہزار کا بیان کیا گیا تھا بعد کو پندرہ سو کا نکلا امانتاً رکھا گیا کہ یہ اقرار کیا گیا کہ ایک ماہ کے بعد روپیہ دے کر زیور لے لیا جاوے گا جس کا ایفاء بوجہ اس کے کہ زیور تعداد مہر سے کم تھا نہیں کیا گیا۔ باقی ہر سہ شرائط کا ایفاء بمدت ایک سال بدیں شرط کہ اگر مدت معینہ میں شرائط مذکورہ بالا کا ایفاء نہ ہو تو مسماۃ کو طلاق ہے، چنانچہ اس کو دو سال گذر گئے آج تک ولی زید کی طرف سے شرائط کا ایفاء نہیں ہوا۔ اور اب ہندہ بالغہ ہے اور اپنے شوہر کے یہاں جانے سے ناراضگی ظاہر کرتی ہے۔ ایسی صورت میں ہندہ کو بوجہ نہ ہونے ایفاء شرائط طلاق ہوئی یا نہیں،

---

[1] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج ص ۹۱ ج ۳ ظفیر

[2] اسکے لئے دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الدخول والخروج ص ۹۹ ج ۳ - ظفیر -

اور وقت بلوغ ناراضی ظاہر کرنے پر نکاح فسخ ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار لا یقع طلاق المولیٰ علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق الخ والمجنون والصبی ولو مراهقا الخ[1] وفی الشامی قال ای الرملی وقد افتیت بعدم وقوعه فیما اذا زوجه ابوه امرأة وعلق علیه متی تزوج او تسری علیه فکذا فکبر فتزوج عالما بالتعلیق اولا الخ[2] اس عبارت سے واضح ہوا کہ ولی کا کسی امر پر طلاق کو معلق کرنا موجب وقوع طلاق نہیں ہے اگرچہ شرط پائی جائے۔ لہذا صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہ ہوگی اور صورت موجودہ میں زوجہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے۔

جس چیز پر تعلیق کی ہے اس کے غیر پر طلاق نہ ہوگی اور شوہر اپنے قول سے رجوع نہیں کرسکتا

سوال (۷۰۳) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم میرا بھات اپنے بھات کے ساتھ پکاؤ گی تو تم پر طلاق ہے۔ اگر زید کی بیوی زید کے لئے اور کوئی کھانا روٹی وغیرہ اپنی روٹی کے ساتھ پکا وے تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اور زید اس قول سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ طلاق خاص بھات کے ساتھ بھات پکانے پر معلق تھی[3]۔ اور زید اپنے قول سے رجوع نہیں کرسکتا[4]۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق تحت قوله والصبی ص ۵۸۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] ففی البحر انت طالق بدخول الدار او بحیضتك لم تطلق حتی تدخل او تحیض رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۱ ج ۲ وفی ان حضت لا یقع برؤیة الدم لاحتمال الاستحاضة فان استمر ثلاثا وقع (ایضا ص ۶۹۵ ج ۲) ظفیر۔

نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا ہوں دوسرا کوئی نکلے تو طلاق، دوسری بیوی ہوگی تو اس کو طلاق ہوگی

سوال (۷۰۴) زید نے ہندہ نابالغہ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تنہا و اکیلا ہوں میرا کوئی نہیں۔ اگر میرا کوئی نکلے تو نکاح باطل سمجھا جائے عقد ہوجانے کے بعد اگر کسی کا بھی ہونا ثابت ہوگا تو یہی فیصلہ طلاق ہے۔ اس شرط کے بعد ورثاء ہندہ نے زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح کر دیا۔ بعد نکاح کے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ زید کی زوجہ ولڑکی موجود ہے اور ورثاء ہندہ نے ہندہ کو رخصت بھی نہیں کیا تھا، علاوہ ازیں جس وقت ہندہ بالغ ہوئی فوراً اپنا نکاح فسخ کر دیا۔ کیا یہ نکاح صحیح ہوا تھا، زید کے قول کے مطابق ہندہ پر طلاق پڑی یا نہیں اور ہندہ کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں، ہندہ رخصت کیے جانے پر رضامند نہیں کیا بالجبر رخصت کر سکتے ہیں۔

الجواب: نکاح ہوگیا تھا مگر موافق شرط کے ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی[1]۔ باقی خیار بلوغ کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کی جو شرائط ہیں وہ اس زمانہ میں بوجہ قاضی نہ ہونے کے متحقق نہیں ہوسکتی۔ اور جہاں قاضی شرعی ہو وہاں یہ مسئلہ جاری ہوسکتا ہے مگر اس کی ضرورت نہیں ہے، اور رخصت کرانے کے متعلق یہ جواب ہے کہ غیر مدخولہ پر طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے، پس اس میں رجعت کرنا اور رخصت کرانا درست نہیں۔

نکاح سے پہلے کا اقرار نامہ طلاق کے لئے معتبر نہیں ہے

سوال (۷۰۵) اگر کوئی شخص قبل از نکاح اپنی زوجہ کے ولی کو ایک قطعہ اقرار نامہ تحریر کردے کہ اگر میں بلا مرضی اپنی زوجہ کے اس جگہ سے دیگر جگہ چلا جاؤں اور مجھ کو وہاں پر ایک ماہ کا عرصہ منقضی ہوجاوے یا ایک ماہ کے اندر خرچ نان نفقہ کے لئے نہ بھیجے تو یہی اقرار نامہ بطور طلاق نامہ کے سمجھا جاوے گا اگر یہ شخص نکاح کرنے کے بعد بلا مرضی اپنی منکوحہ مذکورہ کے پردیس چلا جائے اور ایک

---

[1] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ص۴۲۴) ظفیر۔

ماہ سے زیادہ عرصہ منقضی ہو جائے اور میعاد مذکور کے اندر خرچ وغیرہ اس زوجہ کو نہ پہنچے، تو موافق تحریر اقرار نامہ کے طلاق پڑ جاوے گی یا نہیں۔ اگر یہ عورت اس کے گھر میں رہنا نہ چاہے تو پھر طلاق لینے کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔ (۲) عورت مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: قبل از نکاح جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا وہ معتبر نہیں ہے۔ اور طلاق واقع نہ ہوگی[1]، پس اگر عورت اس سے علیحدگی چاہے تو شوہر سے طلاق لے یا خلع کرے۔ (۲) اگر شوہر طلاق دیدے اور زوجہ مدخولہ ہو تو کل مہر شوہر سے لے سکتی ہے۔ بدون طلاق اور مفارقت کے مہر موجل وصول نہیں کرسکتی ہے[2]۔

تعلیق میں شرط پائے جانے کی صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۲۰۶) طلاق تعلیق میں شرط پوری ہونے پر طلاق بائن پڑجاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر صریح طلاق معلق کی ہے تو بعد تحقق شرط رجعی طلاق واقع ہوگی اور اگر بائنہ کو معلق کیا ہے تو بائنہ واقع ہوگی، غرض جیسی طلاق معلق کی ہے بوقت تحقق شرط ویسی ہی واقع ہوگی[3]۔

---

[1] ولا یصح اضافۃ الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفہ الی ملک، والاضافۃ الی سبب الملک کالتزوج کالاضافۃ الی الملک فان قال لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحہا فدخلت الدار لم تطلق (عالمگیری کشوری فصل ثالث فی تعلیق الطلاق ص۲/۴۲۰) ظفیر۔

[2] ویتأکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدہما الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص۲/۴۵۵) ظفیر

[3] واذا اضافہ الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأتہ ان دخلت الدار فانت طالق (ہدایہ باب الایمان فی الطلاق ص۲/۳۶۱) الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فہذا یقع بہ الطلاق الرجعی الخ واذا وصف الطلاق بضرب من الزیادۃ والشدۃ کان بائنا مثل ان یقول انت طالق بائن (ہدایہ باب ایقاع الطلاق ص۲/۳۳۸ وص۲/۳۴۹) ظفیر۔

نکاح کے وقت جو شرط کی ہے اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہوجائیگی

سوال (۷۰۷) ایک شخص نے نکاح کرتے وقت اپنی بیوی کو یہ لکھ دیا کہ اگر میں تمہارے ساتھ مثل میاں بیوی کے معاشرت نہ کروں یا ایک ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تم تین طلاق بائنہ لے کر دوسرا نکاح کر سکو گی۔ اب ناکح نے ایک ماہ سے زائد سے نفقہ نہیں دیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار فی باب التعلیق شرط الملک[1] او الاضافۃ الیہ وفیہ ایضاً تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً لکن ان وجد فی الملک طلقت وعتق والا لا[2]۔ پس اگر یہ اقرار او تعلیق شوہر نے بعد نکاح کے کی تھی یا یہ کہا تھا کہ اگر تجھ سے نکاح کے بعد ایسا کروں الخ تو بعد تحقق شرط عورت مطلقہ ثلاثہ ہو جاوے گی۔ اور اگر نکاح سے پہلے یہ اقرار اور تعلیق کی ہے اور اضافت الی النکاح بھی نہیں کی تو یہ تعلیق لغو ہے کما مر عن الدر المختار[3]۔

کابین نامہ لکھا کہ اگر ایسا ہوگا تو میری طرف سے طلاق ہوگی، کیا حکم ہے

سوال (۷۰۸) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد و ہم بہ زبان خود اقرار نمود کہ من بغیر تو بہ زندگی خود ہیچ نکاحے نخواہم کرد۔ اگر بغایت ضرورت افتد کل مہر تو ادا نمودہ رجسٹری شدہ اجازت نامہ از تو گرفتہ نکاحے خواہم کرد بغیر ازینہا ہرگاہ ہر نکاحے کہ کنم دراں وقت بر ہریکے ازاں زنان صاف سہ طلاق من خواہد شد۔ تعلیق طلاق بصیغۂ استقبال نمود، پس از چند سال شخصے مذکور بضرورت از زن خود مہر معاف کنانیدہ و اجازت نامہ ازو گرفتہ نکاحے دیگر کرد۔ اما اجازت نامہ رجسٹری شدہ بجا نیاوردہ۔ پس شرعاً بعدم ایفاء شرط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً ص ۶۹۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] فلغا قولہ لاجنبیۃ ان زرت فانت طالق فنکحھا فزارت الخ (ایضاً ص ۶۸۱ ج ۲) ظفیر۔

برزن جدیدہ اش سہ طلاق گردیدہ یا نہ۔ بعض گویند از جہت صیغۂ استقبال طلاق نخواہد شد و بعض می گویند طلاق خواہد شد۔ کدام فریق برحق اند۔

الجواب :- دریں صورت فریق ثانی بر صواب است چرا کہ صیغۂ استقبال در تعالیق محمول بر وعدہ نمی شود بلکہ بعد تحقق شرط و وقوع جزاء مرتب می شود کما یظہر من الطحطاوی فی شرح قولہ فی نحو طلبیۃ و اسمیۃ الخ قولہ و بلن نحو و ما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ۔ قولہ و بالتنفیس نحو و من یرتد منکم عن دینہ فسوف یات اللہ بقوم۔ و مثال ما یناسب المقام علی الترتیب ان دخلت الدار فطلقی او فانت طالق او فعسی ان تطلقی او فما انت لی بزوجۃ ناویا الطلاق او فقد طلقتک او فلن تکونی معی علی ذمتی ناویا او فسوف اطلقک والظاہر انہ فی عسی و سوف لا تطلق و یحرر الخ طحطاوی باب التعلیق[1]۔ پس استثناء عسی و سوف دلیل است بآنکہ اگر در جزاء لن استقبالیہ آید جزاء مرتب خواہد شد کما مثل بہ او فلن تکونی معی علی ذمتی ناویا و ترجمہ اش ظاہر است کہ ایں است اگر تو داخل دار شدی پس ہرگز با من نخواہی ماند و در ذمۂ من نخواہی بود۔ در انحالیکہ نیت طلاق باشد کہ ایں کنایہ است و در کنایہ نیت شرط است۔ و نیز در طحطاوی در باب تفویض الطلاق فی شرح قولہ او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وعد قولہ لانہ وعد و ہو غیر لازم الخ و فی البزازیۃ لو قال انا احج لا یلزمہ شیء بخلاف ما لو قال ان شفی اللہ مریضی فانا احج کان نذرا لان المواعید باکتساب التعالیق یصیر لازمۃ۔ طحطاوی باب تفویض الطلاق[2]۔

---

[1] طحطاوی علی الدر المختار باب التعلیق ص ۱۳۵ و ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر۔

[2] طحطاوی علی الدر المختار باب تفویض الطلاق ص ۱۱۳ ۱۲ ظفیر۔

اگر کہا فلاں کو قتل نہ کیا تو میری بیوی پر طلاق ہے، شرط جب پائی جائے گی طلاق واقع ہوگی

سوال (۷۰۹) زید نے اثنائے گفتگو میں کہدیا کہ اگر میں نے عمر کو قتل نہ کیا تو میری منکوحہ پر اور بہ تین شرائط پر طلاق ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ تین شرطیں جو اس نے کہی ہیں اس کی نیت کیسی تھی۔ اب وہ عمر کے قتل پر قادر نہ ہوا۔ پس ایسی طلاق صحیح ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر صحیح ہوتی ہے تو دوسری صورت مندرجہ ذیل میں کیا حکم ہے کہ منکوحہ زید تو مطلقہ ہوئی، اب اسی کا نکاح دوسرے زوج سے ابھی نہیں ہوا تھا کہ یہ عورت مرتدہ ہوگئی، پس باردوم ہدایت اسلام سے اس کا نکاح زوج اول سے بلاحلالہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی یمین مطلقہ میں آخر حیات میں حانث ہوتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ قبل الموت اس فعل کو کرلیوے قال فی الدر المختار حلف لیاتینہ الخ فلو لم یاتہ حتی مات احدھما حنث فی آخر حیاتہ وکذا کل یمین مطلقۃ قال فی الشامی قولہ وکذا کل یمین مطلقۃ الخ ای لاخصوصیۃ للاتیان بل کل فعل حلف ان یفعلہ فی المستقبل واطلقہ ولم یقیدہ بوقت لم یحنث حتی یقع الیاس عن البر مثل لیضربن زیداً[1] الخ اور دوسری صورت کا جواب یہ ہے کہ بلاحلالہ کے اس صورت میں شوہر اول سے نکاح صحیح نہیں ہے کما فی الشامی ان الردۃ واللحاق والسبی لم تبطل حکم الظہار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق[2] الخ۔

نکاح سے پہلے کہا کہ اگر ایسا ہوا تو میری بیوی کو مطلقہ سمجھا جائے کیا حکم ہے

سوال (۷۱۰) کسی شخص نے قبل النکاح یہ شرط کی کہ اگر میں اپنی زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے روکوں یا نان نفقہ نہ دوں تو مطلقہ سمجھی جاوے گی۔ اب لڑکی کے والد نے دعویٰ

---

[1] رد المحتار کتاب الایمان باب الیمین فی الدخول والخروج ص ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۴۱ ج ۲ - ظفیر

کیا ہے تاکہ لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دے، آیا یہ شرط قبل النکاح معتبر شرعاً ہوگی یا نہیں
الجواب:- قبل النکاح بدون اضافت الی النکاح ایسی تعلیق صحیح نہیں ہے۔
لہٰذا زوجہ اس کی اس صورت میں بعد تحقق شرط مطلقہ نہ ہوگی کما فی الدر المختار
باب التعليق شرطه الملك الخ او الاضافة اليه كان نكحت امرأة او ان
نكحتك فانت طالق الخ فلغا قوله لاجنبية ان زرت زيداً فانت طالق
فنكحها فزارت الخ۔[1]

سوال (۱۱۷) بیوی سے کہا کہ تیری زندگی میں شادی کروں تو ایسا ایسا، شوہر اگر اس کو طلاق دیکر شادی کرے تو کیا حکم ہے
زید نے زوجہ کے ساتھ یہ شرط کی کہ تیری زندگی میں دوسرا نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں تو تجھ کو پانسو روپیہ مہر اور چھ روپیہ ماہوار دے کر بعد کو تیری رضامندی سے کروں گا، ورنہ اس پر ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہیں۔ اب زید نے بلا ادائے شرط بالا بلکہ زوجہ سابقہ کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو کونسی۔ اور آج کل جو شرائط کابین نامہ میں لکھی جاتی ہیں ان میں سے کیا کیا شرائط معتبر ہیں۔

الجواب:- شامی ص۱۳۷ جلد ثالث ایمان میں ہے وعلى هذا لو
قال لامرأته كل امرأة اتزوجها بغير اذنك فطالق فطلق امرأته
طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغير اذنها طلقت لانه لم تتقيد يمينه
ببقاء النكاح الخ[2] پس موافق اس جزیہ مصرحہ کے صورت مسئولہ میں زوجہ ثانیہ پر طلاق ہو جاوے گی، کیونکہ شوہر نے بقاء نکاح کی قید نہیں لگائی مطلقاً زندگی زوجہ اولیٰ میں کہا ہے، اور چونکہ تین طلاق کی تعلیق کی ہے اس لئے تین طلاق واقع ہوں گی، اور

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعليق ص۶۵۶ ج۲، ۱۲ ظفیر
[2] رد المحتار باب الایمان ص۱۳۷ ج۳، ۱۲ ظفیر۔

شرائط کابین نامہ وہ معتبر ہوتی ہیں جو بعد نکاح کے ہوں۔ اور جو شرائط قبل نکاح و بلا اضافت الی النکاح کی جاویں وہ غیر معتبر ہیں۔[1]

یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں کہ پہلی بیوی کی موجودگی میں شادی کروں تو اس کو تین طلاق

سوال (۷۱۲) کابین نامہ میں جس قدر شروط لکھواتے ہیں وہ سب معتبر ہیں یا نہیں مثلاً یہ شرط لکھانا کہ تیری موجودگی میں دوسرا نکاح کروں تو اس کو تین طلاق ہے۔ اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- کابین نامہ جو قبل از عقد لکھا جاتا ہے اور عدم ایفا بعض شرط پر مثلاً اس کی طلاق کو معلق کیا جاتا ہے وہ معتبر نہیں ہوتی اور جو ایسا لکھا کہ تیری موجودگی اور منکوحہ ہونے اور زوجہ رہنے کی حالت میں جو دوسرا نکاح کروں تو وہ مطلقہ ہے یہ صحیح ہے۔

معافی مہر کی شرط پر طلاق دی اب طلاق کے بعد عورت مہر معاف نہیں کرتی کیا حکم ہے

سوال (۷۱۳) ہندہ نے بوساطت اپنے ورثاء کے اپنے خاوند زید سے شرطیہ طلاق چاہی کہ خاوند مجھ کو طلاق دیدے، اور میں مہر معاف کر دوں۔ چنانچہ زید کی جانب سے طلاقنامہ اور ہندہ کی طرف سے دستبرداری زر مہر۔ ہر دو کاغذات کاتب نے تحریر کئے، ہندہ نے دستاویز دستبرداری معافی مہر پر اپنا نشان انگوٹھا ثبت کیا، اسی طرح زید نے طلاقنامہ پر دستخط کئے۔ بعد از تکمیل طلاقنامہ ہندہ کے ورثاء کو اور دستبرداری زید کو دیدی۔ بعد حصول تحریر طلاقنامہ ہندہ نے معافی مہر سے انکار کر دیا اور بلا اتمام عدت نکاح ثانی کر لیا، اور اب مہر کا دعوی کرتی ہے۔ ایسی صورت میں شرعاً نکاح

[1] شرطه الملك (الی قوله) او الاضافة اليه (الی قوله) كان نكحت امرأة او ان نكحتك فانت طالق (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب التعليق ص ۴۹۲ و ص ۴۹۳ ج ۲) ظفير۔

ثانی حلال ہے یا حرام، جب کہ طلاق مشروط بشرط معافی مہر پر معلق تھی واقع ہوئی یا نہ

الجواب (از جانے دیگر) جب کہ مہر کی معافی طلاق پر معلق اور طلاق معافی مہر پر معلق ہے تو نہ طلاق بغیر معافی مہر کے ہو سکتی ہے اور نہ معافی مہر بغیر طلاق کے ہو سکتی ہے، اگر عورت مہر معاف نہ کرے گی تو دعوی وقوع طلاق غلط ہوگا، اور ایسی صورت میں اول ہی خاوند کی منکوحہ رہے گی۔ ایام عدت میں نکاح حرام ہے اور اگر باوجود علم کوئی اس کو جائز بتائے وہ فاسق ہے اور جو اس کے مرتکب ہیں اگر توبہ نہ کریں تو ان سے تعلقات اسلامی ترک کر دینا زجراً جائز ہے۔

الجواب:- (از حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ) جب کہ شوہر نے مضمون طلاقنامہ سن کر یا پڑھ کر اس پر دستخط کر دیئے اور عورت نے معافی مہر کے کاغذ پر نشان انگوٹھا لگا دیا یعنی اس کو تسلیم کر لیا تو معاملہ خلع کا پورا ہو گیا۔ اب نہ شوہر طلاق سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ عورت معافی مہر سے انکار کر سکتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور مہر ساقط ہو گیا۔ اور عدت میں جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا۔ درمختار میں ہے وشرطہ الخ وصفتہ ماذکرہ بقولہ ھو یمین فی جانبہ لانہ تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ عنہ قبل قبولہا الخ وفی جانبہا معاوضۃ بمال فصح رجوعہا قبل قبولہ[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ بعد قبول شوہر کے عورت لزوم مال سے رجوع وانکار نہیں کر سکتی اور جیسا کہ دستخط شوہر کے بعد سننے اور دیکھنے مضمون طلاقنامہ کے تسلیم مافیہ ہے، اسی طرح عورت کا نشان انگوٹھا لگانا تسلیم مافیہ ہے۔ شامی میں ہے ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقہا وقرأہ علی الزوج فاخذہ الزوج وختمہ الخ وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ[2] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲ و ص ۷۶۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

کابین نامہ کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۱۴۱۷) شخصے در کابین نامہ زوجہ خود نوشتہ داد کہ اگر کابین نامہ ہذا اندرون پانزدہ روز رجسٹری کردہ نہ دہد زوجہ مطلقہ بسہ طلاق خواہد شد، و ہمچنیں اگر تا بقائے نکاح بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر بنکاح آرد زن اولی مطلقہ بسہ طلاق خواہد شد الی غیر ذلک من الشرائط، اکنوں شخص مذکور اندرون پانزدہ روز کابین نامہ زوجہ اولی رجسٹری کردہ نہ داد، و نیز بلا اجازت زن موصوفہ زن دیگر را بحبالہ نکاح خود آورد۔ پس زن اولی مطلقہ بسہ طلاق گردد یا نہ۔ ایں جا درمیان علماء اختلاف واقع شدہ۔ بعض می فرمایند کہ در تعلیقات مذکورہ در جزاء لفظ خواہد شد صیغہ مستقبل است و از صیغہ مستقبل طلاق نہ شود۔ بعض می گویند کہ دریں صورت برزن اولی طلاق واقع گردد، زیرا کہ از لفظ مستقبل اگرچہ در تنجیز طلاق واقع نہ گردد اما در صورت تعلیق از مستقبل نیز طلاق شود، دریں صورت چہ حکم است۔

الجواب: - قال فی الطحطاوی ان دخلت الدار فاطلقی او فانت طالق او فعسی ان تطلقی الخ او فلن تکونی معی علی ذمتی نادیا او فسوف اطلقك والظاهر ان فی عسی وسوف لا تطلق[1] الخ ص ۱۵۴ / ج ۲۔ ازیں عبارت واضح شد کہ سوائے سوف و عسی در ہمہ صور تہا طلاق واقع شود و ظاہر است کہ فلن تکونی معی الخ برائے استقبال است و دراں در تعلیق طلاق واقع شود اگر بہ نیت طلاق ایں لفظ گفتہ چرا کہ ایں کنایہ است و در کنایہ نیت شرط است۔ الحاصل بصورت مذکورہ بعد تحقق شرط سہ طلاق واقع خواہد شد۔

اس بیوی کی تا زندگی دوسری شادی کروں تو اس پر طلاق مغلظہ اب شادی کرسکتے یا نہیں

سوال (۱۴۱۵) زید نے لکھا کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود۔ اگر نکاح کروں تو عورت

[1] طحطاوی علی الدر المختار باب التعلیق ص ۱۵ ج ۲ ظفیر۔

جدیدہ ثانیہ کو میری طرف سے طلاق مغلظہ ہے۔ وقت تحریر شرط ہذا زید کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کون ہوگی، بحیات زوجہ خود زید عقد ثانی کرسکتا ہے یا نہیں۔

اس کے لئے تیسری عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے

سوال (۱۵/۲) بصورت بالا اگر زید نے نکاح ثانی کیا، اور اس کو طلاق مغلظہ ہوگئی تو پھر زید عورت ثالثہ کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کرسکتا، اس وجہ سے کہ زید نے یہ شرط کی تھی کہ تاحیات ہندہ زوجہ خود عقد ثانی نہ کروں گا، نہ یہ کہ عقد ثالث ورابعہ بھی نہ کروں گا۔

الجواب:- (۱و۲) درمختار میں ہے وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الا فی کلما فانہ تنحل بعد الثلث وفی الشامی وای کذلک حتی لو قال ای امرأۃ اتزوجہا فہی طالق لا یقع الا علی امرأۃ واحدۃ، کما فی المحیط وغیرہ[1] اس عبارت سے واضح ہوا کہ اگر زید نے بحیات ہندہ دوسرا نکاح کیا تو اس دوسری زوجہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگی۔ اس کے بعد اگر اور کسی عورت سے نکاح کریگا تو اس پر طلاق نہ ہوگی۔

اگر فلاں کی اجازت کے بغیر زبیدہ زوجہ فلاں سے نکاح کروں اس پر تین طلاق، زبیدہ کو جب پہلا شوہر طلاق دیدے تو نکاح کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۶/۷) اگر زید یہ لکھ دے یا کہدے کہ اگر بدون اجازت بکر زبیدہ سے نکاح کروں تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوجاوے۔ زید کی تحریر کے وقت زبیدہ بہ نکاح دیگر تھی بعد علیحدگی از شخص دیگر زبیدہ سے زید عقد کرسکتا ہے کہ نہیں، کیونکہ زید نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ زبیدہ پر تین طلاق مغلظہ ہیں، زید کے طلاق ڈالنے سے شخص دیگر پر یعنی زبیدہ پر طلاق نہیں پڑسکتی تو پھر زید زبیدہ سے کیوں نہیں نکاح کرسکتا۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار مع ہامشہ باب التعلیق ص ۲/۴۹۰ ظفیر۔

الجواب: - اس صورت میں چونکہ اضافت الی النکاح موجود ہے، اس لئے اگر بلا اجازت بکر زبیدہ سے بعد علیحدگی از شوہر اول نکاح کرے گا تو زبیدہ پر طلاق مغلظہ واقع ہو جاوے گی کما فی الدر المختار شرطہ الملک او الاضافۃ الیہ کان نکحت امرأۃ اھ[1]

فلاں کی اجازت کے بغیر فلاں سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق، نکاح کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۷) زید نے کہا اور لکھا کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو مجھ پر طلاق ہے یا محض یہ لفظ کہ بدون اجازت عمرو اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے شکل اول میں زید نے خود پر طلاق ڈالی، اور شکل ثانی میں محض لفظ طلاق کا استعمال کیا اب زبیدہ سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس لفظ سے کہ مجھ پر طلاق ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسرے لفظ سے کہ اگر زبیدہ سے نکاح کروں تو طلاق ہے زبیدہ بعد نکاح کے مطلقہ ہو جاوے گی کما فی الشامی انہ لا یلزم الاضافۃ صریحۃ بل تکفی القرینۃ والعادۃ وعبارتہ ھکذا ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امرأۃ طالق او قال طلقت امرأۃ ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق اھ ویفھم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امرأتہ لان العادۃ ان من لہ امرأۃ انما یحلف بطلاقھا لا بطلاق غیرھا اھ[2]

انشاء اللہ متصلاً کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۱۸) زید نے الفاظ سوال سوم اور چہارم کے ہمراہ لفظ انشاء اللہ تعالیٰ بھی کہا۔ اس صورت میں زید زبیدہ سے نکاح کرسکتا ہے کہ نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲ و ص ۵۹۱ ج ۲ ظفیر

الجواب :- انشاء اللہ متصلاً کہہ دینے سے حکم طلاق ساقط ہو جاتا ہے، قال لها انت طالق انشاء اللہ تعالیٰ متصلاً لا یقع[1] ۔

اگر تم خالہ کے گھر جاؤگی تو طلاق اس کے بعد کسی طرح جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۷۱۹) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تم اپنی خالہ کے گھر جاؤگی تو تم پر طلاق ہے، تو ایسی حالت میں وہ عورت باجازت شوہر اپنی خالہ کے یہاں جا سکتی ہے یا نہیں علاوہ اس کے کوئی صورت ایسی ہے کہ بلا وقوع طلاق وہ زوجہ اپنی خالہ کے گھر جا سکتی ہے یا کسی صورت سے بھی جانا ممکن نہیں ہے ۔

الجواب :- اس صورت میں تعلیق طلاق ہے، لہٰذا اگر وہ عورت اپنی خالہ کے گھر جاوے گی، اگرچہ باجازت جاوے طلاق واقع ہو جاوے گی۔ لیکن ایک دفعہ واقع ہو کر پھر دوبارہ و سہ بارہ وغیرہ جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی، اگر شوہر نے طلاق کا لفظ کہا تھا بائن طلاق نہ کہا تھا تو ایک طلاق کے بعد عدت میں رجوع کرلیوے۔

کہا کہ فلاں سے ملوں تو میرا نکاح فسخ ہے اگر ملے گا تو طلاق ہوگی یا نہیں

سوال (۷۲۰) قد علق الرجل فسخ نکاحہ علی ملاقات احد فقال ان لقیت بفلان فنکاحی فاسخ ۔ فیا ایها الهداة قد طلقت زوجتها اذا وجد اللقاء المذکور ام لا ۔

الجواب :- ان نوی الطلاق بقوله فنکاحی فاسخ یقع الطلاق البائن بعد وجود الشرط ای اللقاء کما هو حکم التعلیق قال فی الدر المختار. اذهبی الی جهنم یقع ان نوی خلاصة وکذا اذهبی عنی و افلحی وفسخت النکاح و انت علی کالمیتة[2] . فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق مطلب مسائل الاستثناء والمشیة ص ۲/۷۰۲ ۱۲ ظفیر. [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ص ۲/۶۵۲ ظفیر

کہا کہ زوجہ کو تکلیف دوں تو اس پر طلاق اور کپڑا نہیں دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۷) ایک شخص نے نکاح کے بعد یہ اقرار کیا کہ اگر میں اپنی زوجہ کو قصداً تکلیف دوں تو میری زوجہ پر طلاق ہے۔ بعدازاں زید نے اپنی منکوحہ کو یہ تکلیف پہنچائی کہ زید کی عدم موجودگی میں زید کی ماں نے زید کی منکوحہ سے کھانے کی اشیاء جبراً لے کر صندوق میں بند کردی مسماۃ منکوحہ نے کپڑا بدلنے کے لئے زید سے کپڑا طلب کیا زید نے کپڑا نہیں دیا۔ حالانکہ کپڑے کی سخت ضرورت تھی۔ آیا موافق اقرارنامہ کے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- زید کی والدہ کا فعل زید کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ باقی زید کا کپڑے بدلنے کو نہ دینا اس میں یہ تفصیل ہے، درمختار میں ہے وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرة لتجدد الحاجة حرا وبردا الخ ثم قال وتزاد في الشتاء جبة وسروال وما يدفع به اذى حر وبرد ولحافا وفراشا وحدها الخ قول الی ان طلبته[1] اور شامی میں ہے قوله في كل نصف حول مرة الا اذا تزوج وبنى بها ولم يبعث لها كسوة فتطالبه بها قبل نصف الحول والكسوة كالنفقة في انه لا يشترط مضي المدة بحر عن الخلاصة وحاصل انها تجب لها معجلة لا بعد تمام المدة واعلم انه لا يجدد لها الكسوة مالم يتخرق ما عندها او يبلغ الوقت الذي يكسوها[2] الخ پس جس تفصیل سے کپڑا پہنانا شوہر کے ذمہ لازم ہے اگر اس میں اس نے کوتاہی کی ہے تو یہ بیشک تکلیف ہے اور طلاق واقع ہوجاوے گی ورنہ نہیں۔

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب النفقة ص۹۲۳ ج۲ وص۹۲۵ ج۲ وص۹۲۴ ج۲ ظفیر
[2] ردالمحتار باب النفقة ص۹۲۳ وص۹۲۵ ج۲ ظفیر۔

ایک شخص نے کہا اگر بات کروں تو میری بیوی پر طلاق، دو بیوی میں سے کس پر طلاق ہوگی

سوال (۷۲۲) شخصے گفت اگر من باتو کلام کنم بزوجۂ من سہ طلاق، بعد ازاں باو کلام کرد وحالانکہ آں شخص را دو زوجہ است، پس بر ہر زن سہ طلاق باشد یا بر یک زن؟ وکدام زن؟ -

الجواب:- بریک زن سہ طلاق واقع خواہد شد واختیار تعیین مرشوہر راست ولو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان او ثلث تطلق واحدۃ منهن ولہ خیار التعیین[1] وفی الشامی لافرق فی ذلک بین المعلق والمنجز۔

طلاق معلق کی اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۷۲۳) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو چند شرائط لکھ دیں، منجملہ ان کے جو یہ شرط ہے کہ جب میرے خسر یا اور کوئی عزیز میری زوجہ کو رخصت کرانے آویں تو بوقت رخصت کے میں کوئی مزاحمت نہ کروں گا، اگر کوئی مزاحمت کروں تو یہی تحریر بجائے طلاق بائن سمجھی جاوے، جب زید کا خسر اپنی لڑکی کو رخصت کرانے گیا تو زید نے پس وپیش کر کے دو تین روز کے بعد رخصت کیا۔ تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہ؟ -

الجواب: [illegible] طلاق واقع نہیں ہوئی۔

یہ کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوئی تو تجھ پر تین طلاق۔ پھر اس نے درج ذیل حیلہ کیا کیا حکم ہے

سوال (۷۲۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوگی تو تجھ پر تین طلاق سے طلاق ہے۔ پھر اس شخص نے یہ حیلہ کیا کہ اس عورت کو طلاق بائن دے کر عدت کے اندر نکاح کر لیا اور نکاح سے پہلے اس

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بہا ص ۶۲۹ ج ۲ ظفیر

کو گھر میں داخل کیا پھر اس سے نکاح کرلیا، اس صورت میں وہ عورت مطلقہ ثلثہ تو نہ ہوگی ؟

الجواب :- عدت کے اندر گھر میں داخل ہونے سے وہ عورت مطلقہ ثلثہ ہوجاوے گی[1] اور نکاح مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے صحیح نہیں۔

نان نفقہ نہ دوں تو نکاح سے باہر

سوال (۷۲۵) ایک شخص نے کہا اگر میں اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہ دوں تو وہ میرے نکاح سے باہر ہوجاوے گی۔ اب سات ماہ گذر چکے کہ اس نے ایک حبہ بھی نہیں دیا تو اس کی عورت پر طلاق واقع ہوئی یا نہ دوسرا نکاح اس عورت کا جائز ہے یا نہ۔

الجواب :- اس صورت میں ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہوگئی[2] بعد عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۷۲۶) ایک شخص نے بقر سائمۂ غیر کو چراگاہ میں کھالیا، چند آدمی اس وقت موجود تھے، بعدہ وقت مخاصمت ومواخذہ کے بخوف تاوان ومعاوضہ کے شخص مذکور نے کہا کہ یہ میرا جانور تھا اور اگر یہ میرا جانور نہیں ہے تو تین شرطوں سے میری موجودہ عورت مطلقہ ہوجاوے تین شرط بجائے تین طلاق کے ہمارے ملک میں مستعمل ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور اگر واقع ہوئی تو کونسی طلاق ہوئی۔

الجواب :- درمختار میں ہے فان غصب وغیر المغصوب فزال اسمہ واعظم منافعہ الی ان قال ضمنہ وملکہ بلا حل انتفاع

---

[1] فلوابانہا ای بمادون الثلاث ثم نکحہا فوجد الشرط طلقت لبقاء التعلیق ببقاء محلہ درمختار مع رد المحتار ج۲ مطبوعہ بیروت [2] فاذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری کشوری ج۱ ص) ظفیر۔

قبل اداء ضمانہ ای رضی مالکہ باداء ضمانہ بعد ذبح شاۃ ای شاۃ غیرہ؎ الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ ذبح کرنے سے غاصب مالک ہوجاتا ہے، اگرچہ بلا ادائے ضمان نفع اٹھانا حرام ہے۔

لکھا اگر بیوی کو جلد نہیں بھیجا تو یہ میرا طلاق نامہ ہے۔ اس صورت میں ایک ماہ سے کم مدت میں بھیج دیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال (۲۷) ایک شخص نے اپنے سالے کے نام خط لکھا جس میں اپنے خسر کو بہت بُرا بھلا لکھا ہے اور بعد میں یہ بھی لکھا کہ پس مناسب ہے کہ ہزار ہزار تحریر کی یہ ایک تحریر تصور کرکے جلد بڑی بیگم یعنی میری زوجہ کو میرے مکان پر روانہ کردو۔ اگر اس پر بھی کسی لالچ سے روانہ نہیں کی جاوے گی تو یہ طلاق نامہ ہے۔ اول تو یہ فرمایئے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کس قسم کی۔ مضامین خط سے زوجہ قاضی کے یہاں تفریق کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - قال فی الدر المختار الشہر وما فوقہ ولو الی الموت بعید وما دونہ قریب وللفظ السریع کالقریب والاجل کالبعید؎ الخ پس شوہر نے صورت مسئولہ میں اپنی زوجہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ جلد اس کو بھیجدو اگر نہ بھیجو گے تو یہی میری طرف سے طلاق ہے، پس ایک ماہ کی مدت سے کم میں بڑی بیگم یعنی زوجہ کاتب کو نہیں بھیجا گیا تو موافق تصریح فقہاء اس پر طلاق معلق واقع ہوگئی۔ عدت کے گذرنے پر جو کہ مطلقہ کے لئے تین حیض ہیں وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے جب کہ موافق تحریر بالا عورت پر

؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الغصب ص۱۶۹ ج۵ - ظفیر

؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار الشہر وما فوقہ بعید ص۱۸۲ ج۲ - ظفیر

طلاق واقع ہوگئی تو اگرچہ طلاق رجعی ہو تب بھی بعد عدت کے عورت مطلقہ شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاتی ہے، پس عدت گذرنے کے بعد عورت دعوی تفسریق بے تامل کرسکتی ہے۔ اور وہ دعوی کرے یا نہ کرے خود بخود بعد عدت گذرنے کے نکاح شوہر سے خارج ہو جاوے گی۔

شرط والی طلاق کا حکم

سوال (۷۲۸) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو اس شرط پر طلاق دی کہ اگر بکر (زید کے بیٹے) نے اپنی ماں ہندہ کے روبرو زید کی توہین کی اور ہندہ نے بکر کو منع نہیں کیا تو ہندہ پر تین طلاق مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ہندہ بکر کے پاس موجود نہ تھی، ہندہ کو کچھ علم بھی نہیں تھا صورت ہذا میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب:- صورت مسئولہ میں اگر شرط ایقاع طلاق نہیں پائی گئی یعنی یہ کہ بکر نے اپنی والدہ ہندہ کے روبرو زید اپنے باپ کی توہین نہ کی یا کی مگر اس نے روکا اور منع کیا تو طلاق واقع نہ ہوئی، اور جب کہ ہندہ اس وقت موجود ہی نہ تھی تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے، پس صورت مسئولہ میں طلاق ہندہ پر واقع نہ ہوئی۔

نکاح کرکے یہ شرط نامہ لکھ دیا کہ دوسرا نکاح کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے لہٰذا دوسرے نکاح کے بعد عورت کو اختیار حاصل ہوگا

سوال (۷۲۹) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کابین نامہ لکھ دیا کہ اگر میں دوسرا نکاح کروں یا نان نفقہ نہ دوں تو تم کو تین طلاق لینے کا اختیار ہے، اس کے بعد زید نے دوسرا نکاح کرلیا اور نان نفقہ نہیں دیا گواہ موجود ہیں۔ اب اس عورت نے کابین نامہ اپنے شہر کے قاضی کے یہاں پیش کیا اور نکاح فسخ کراکر بعد عدت کے نکاح ثانی عمر سے کیا۔ اب ولی شوہر اول اور ان کے درمیان تنازع ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کابین نامہ جھوٹ ہے۔ آیا یہ نکاح درست ہے؟ یعنی عمر سے اور عمر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- جب کہ مرد نے شرائط کابین نامہ کو پورا نہ کیا اور خلاف ان شرائط کے کیا تو عورت کو اختیار طلاق لے لینے کا حاصل ہے، پس جب عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی طلاق ہو گئی، اور بعد گذرنے عدت کے یعنی تین حیض کے نکاح ثانی جو عمر سے کیا وہ صحیح ہے۔ اور عمر پر کچھ گناہ اور مواخذہ نہیں، امامت عمر کی بلا کراہت درست ہے۔

روٹی کپڑا نہ دو گے تو یہی طلاق ہے

سوال (۷۳۰) برادری نے شوہر سے کہا کہ تم اس کو روٹی کپڑا دو گے. اگر نہ دو گے تو وہ اپنی دوسری شادی کر لے گی. شوہر نے اقرار کر لیا کہ میں روٹی کپڑا دوں گا اور کہا کہ میرا وہی اقرار طلاق سمجھا جائے۔ اب وہ شوہر اس کی خبر گیری نہیں کرتا۔ آیا یہ طلاق لے کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب:- شوہر کا اگر یہ مطلب تھا کہ اگر میں روٹی کپڑا نہ دوں تو اقرار طلاق سمجھا جاوے تو اس صورت میں جبکہ اس نے روٹی کپڑا نہیں دیا موافق اس کے اقرار کے اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی بعد عدت کے دوسرا نکاح کرنا اس کو درست ہے۔

ایک کو طلاق دی تو دوسری عورت پر یا پہلی پر سابق شرط کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی

سوال (۷۳۱) اگر کسی شخص نے ایک عورت کو طلاق دی اور بعد میں اس سے نکاح کیا تو نکاح کے بعد اس کی سابقہ طلاق پڑ جائے گی یا نہیں؟ اور اگر کسی شرط کے ساتھ طلاق دے اور پھر اسی عورت سے نکاح کرے اور نکاح کے بعد وہ شرط پائی جائے تو اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب:- قبل از نکاح عورت پر طلاق واقع نہیں نہ منجزاً نہ معلقاً جبکہ تعلیق قبل از نکاح ہو اگرچہ تحقق شرط بعد نکاح ہو۔ مثل قولہ لاجنبیۃ ان دخلت الدار فانت طالق ثم نکحھا فدخلت الدار فلا یقع الطلاق[1]

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۲۰ ج ۲ ظفیر۔

تم سے وطی کروں تو ماں بہن سے کروں اس کہنے سے طلاق نہیں ہوگی

سوال (۷۳۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں اور پھر اس سے جماع کرلیا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر یہ کہا کہ میں طلاق دے آیا ہوں، حالانکہ طلاق نہیں دی تھی جھوٹ بولا تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب: ـ اگر کسی نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر تجھ سے جماع کروں تو اپنی ماں بہن سے کروں۔ اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی مگر یہ کہنا گناہ ہے آئندہ ایسا نہ کہے اور اس سے کہ میں طلاق دے آیا ہوں اگرچہ جھوٹ کہا ہو طلاق واقع ہوجاتی ہے لو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاءً لا دیانةً شامی[1] ص ۴۹۰ ج ۲۔

مذکورہ صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۷۳۳) دو طالب علموں میں بحث ہوئی ہدایۃ النحو کی عبارت مندرجہ ذیل کے متعلق (الجمعیۃ ولنحوهما الخ) ایک کہتا ہے الجمعیۃ غلط ہے للجمعیۃ ہونا چاہئے اگر الجمعیۃ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ اگر الجمعیۃ کا مطلب صحیح نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے اس صورت میں کس کی بیوی پر طلاق ہوئی۔

الجواب: ـ صورت مسئولہ میں دونوں میں سے ایک کی بھی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ہدایۃ النحو کے تمام نسخوں میں الجمعیۃ کا لفظ موجود ہے جو سیاق کلام اور ترکیب نحوی کے لحاظ سے نہایت صحیح اور برمحل ہے اور مجرور بھی ہوسکتا ہے اور مرفوع بھی۔ ان دونوں صورتوں میں حاصل یہ ہوگا وہ جمع تنہا دو سببوں کے قائم مقام ہے جن میں ایک جمعیۃ اور دوسرا اس کا لزوم ہے الخ اور اگر للجمعیۃ ہو تو معنی جب بھی صحیح ہو جائیں گے بلکہ مفاد کے لحاظ سے مناسب تر ہوں گے۔ یعنی جمع دو سببوں کے قائم مقام

[1] رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲۔ ظفیر۔

اس لئے ہے کہ اس میں جمعیۃ ہے اور لزوم جمعیۃ بھی، پس جب کہ دونوں عبارتوں کا محمل اپنے اپنے موقع پر صحیح ہے تو وقوع طلاق کی کوئی وجہ نہیں۔ وجود شرط کے بغیر وقوع طلاق متصور نہیں[1]۔

مکرر متعلقہ استفتاء

الجواب:۔ پہلے جواب میں یہ بات پیش نظر تھی کہ جب قائل اول یوں کہتا ہے کہ اگر الجمعیۃ کا لفظ غلط نہ ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے تو گویا وہ یوں کہہ رہا ہے کہ اگر یہ غلط نہ ہو اور للجمعیۃ غلط ہو تو میری بیوی پر طلاق ہے یعنی جس شرط پر اس نے وقوع طلاق کو معلق کیا ہے اس کے دو جزو ہیں الجمعیۃ کا صحیح ہونا اور للجمعیۃ کا غلط ہونا، پس جب کہ للجمعیۃ غلط نہیں تو شرط بتمامہ نہیں پائی گئی لہذا طلاق بھی واقع نہیں ہوئی، لیکن قائل کی مراد یہ نہیں ہے بلکہ صرف لفظ الجمعیۃ کی صحت پر طلاق کو معلق کیا ہے تو چونکہ یہ شرط متحقق ہے لہذا وقوع طلاق میں شبہ نہیں۔ بہرحال الجمعیۃ اور للجمعیۃ دونوں اپنے اپنے موقع پر صحیح ہیں۔ الجمعیۃ کو غلط کہنا جہل اور قواعد نحو سے انتہائی ناواقفیت ہے پس موجودہ صورت میں بھی اگر طلاق واقع ہوگی تو قائل اول کی بیوی پر ہوگی اور قائل ثانی بہرکیف سبکدوش ہے۔

اقرار کے خلاف ہونے کی صورت میں طلاق ہوگی

سوال (۴۳۷) میرا عقد اس اقرار پر ہوا کہ ہماری عورت اپنے والدین کے مکان پر رہے اور ہم اس کا کھانا کپڑا برابر دیں گے چند ماہ بعد ہم اپنے مکان پر چلے آئے، اب ہم رخصتی کے طلبگار ہیں تو عورت کا والد کہتا ہے کہ ہماری لڑکی تمہارے اقرار پر بیٹھی ہے تمہارے ہمراہ نہ جاوے گی تم نے اقرار کے خلاف کیا تمہارا نکاح ٹوٹ گیا۔ آیا موافق شریعت کے ہمارا نکاح ٹوٹ گیا یا قائم ہے۔

---

[1] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۔۔۔) یہاں شرط نہیں پائی گئی لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر

الجواب:- اگر تم نے نکاح میں یہ شرط کی تھی کہ ہم اپنی زوجہ کو اس کے باپ کے گھر رہ کر کھانا کپڑا دیں گے اور اگر نہ دیں تو اس پر طلاق ہے اور وہ ہمارے نکاح سے خارج ہے، تو بصورت نہ دینے نان ونفقہ کے اس پر طلاق واقع ہو جاوے گی، اور وہ تمہارے نکاح سے خارج ہو جاوے گی۔ اور اگر طلاق کی تعلیق نہ تھی تو پھر اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا اور تم اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتے ہو۔ (سوال میں تعلیق کا ذکر نہیں ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ظفیر)۔

صورت مذکورہ میں طلاق نہیں ہوگی

سوال (۷۳۵) ایک شخص نے بعد نکاح اپنے قلم سے تحریر کر دیا کہ اگر میں اس منکوحہ پر دوسری شادی کروں یا اس منکوحہ اور اس کی والدہ کی بلا رضامندی کسی جگہ سکونت اختیار کروں تو یہ منکوحہ میری مطلقہ بہ طلاق بائن ہوگی۔ پھر اس نے بغیر رضامندی دونوں کے ایک گاؤں میں امامت کرلی اور وہاں رہنے لگا۔ بعض ایام میں بعد نماز عشاء گھر آجاتا اور نماز فجر سے پہلے چلا جاتا ہے تو اس کی منکوحہ پر طلاق بائن واقع ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں اس کی منکوحہ پر طلاق بائنہ واقع نہ ہوگی کیونکہ غرض حالف کے کسی جگہ سکونت کرنے سے یہ ہے کہ مع اہل وعیال کے اس جگہ سکونت کرے کما لا یخفی پس ملازمت کے لئے کسی جگہ جانا اور بضرورۃ ملازمت وہاں رہنا اس مقام کو دائماً جائے سکونت بنانا نہیں ہے قال فی رد المحتار والمساکنۃ بالاستقرار والدوام وذلک باھلہ ومتاعہ[1] وقال قبیلہ ومراد المساکنۃ لا تثبت الا باھل کل منھما ومتاعہ[2]

ایسا نہ ہو تو مجھ پر سہ طلاق کہنے سے نہ ہونے کی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی

سوال (۷۳۶) ایک شخص نے پیشی مقدمہ کے وقت عدالت میں یہ کہا کہ اگر آج اس مقدمہ

---

[1] رد المحتار کتاب الایمان مطلب حلف لا یساکن فلانا ۳/۱۰۱ ج ۳۔ ظفیر [2] ایضاً ۳/۱۰۰ ج ۳۔ ظفیر

میں فتح نہ پاؤں تو مجھ کو سہ طلاق شرعی ہے، اور مقدمہ میں کامیابی نہ ہوئی تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب: - فی الدر المختار وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلا نیۃ للعرف وتمام تحقیقہ فی رد المحتار[1] پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں تحقق شرط کی حالت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔

اس صورت میں جب شرط نہیں پائی گئی طلاق نہیں واقع ہوئی

سوال (۳۷۷) زید اپنے باپ اور دیگر بھائیوں کے ساتھ دکان کرتا ہے، مکان سکونتی اس کا علیحدہ ہے ایک زید۔ بھائی زید کا ہے اس کے یہاں چوری ہوئی، زید نے حلف کیا کہ میرے چوری نہیں ہوئی اگر میرے ہوئی ہو تو میری عورت پہ تین طلاق ہیں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ کیونکہ مال سب کا مشترک ہے لیکن زید کی مراد یہ تھی کہ میرے گھر چوری نہیں ہوئی۔

الجواب: - اگر زید نے یہ نیت کر کے تعلیق کی ہے کہ میرے گھر میں چوری نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہو تو الخ پس اس نیت سے حلف کرنے میں اس کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی، کیونکہ اس کے مکان میں چوری نہیں ہوئی۔

صورت مسئولہ میں طلاق نہیں ہوئی

سوال (۳۷۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا اور لکھ دیا کہ اگر میں غیر عورت سے سوائے تمہارے حرام کروں یا اس کی بابت گفتگو کروں تو بی بی خاتون جنت سے ایسا کروں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کو ایک غیر عورت سے گفتگو کرتے دیکھا گیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام ہوگئی یا نہیں۔ اور اس لفظ سے کفر عائد ہوا یا نہیں؟ -

الجواب: - اس صورت میں اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی۔ اور

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۵ ج ۲ ظفیر

اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور کفر بھی اس پر عاید نہیں ہوا۔ جو کچھ کہا اور لکھا اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کہے۔

وعدہ تھا کہ ساس کے گھر بیوی کو رکھوں گا اب اگر اپنے گھر لے جائے گا تو کیا حکم ہے

سوال (۹۳۷) کمترین نے ایک عورت سے نکاح کیا اور منکوحہ کی والدہ نے قبل نکاح مجھ سے یہ معاہدہ لکھالیا کہ میں خلاف مرضی اس کی منکوحہ کو اس کے گھر سے باہر نہیں لے جاؤں گا صرف یہی الفاظ تھے کسی قسم کی تعلیق وغیرہ نہیں تھی۔ اب منکوحہ کو میں اپنے گھر لے جانا چاہتا ہوں تو میرے نکاح میں کچھ فرق آوے گا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں چونکہ تعلیق نہیں ہے، اس لئے اگر وہ شخص اپنی زوجہ کو بدون اجازت اس کی والدہ کے اس کے مکان سے لے جاوے تو نکاح میں کچھ خلل نہ آوے گا اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ البتہ بسبب معاہدہ کے بلا ضرورت اس شخص کو خلاف معاہدہ نہ کرنا چاہئے اور اپنی زوجہ کو نہ لے جانا چاہئے اور اگر بضرورت لے جاوے تو جائز ہے اور کچھ کفارہ اس پر لازم نہیں ہے۔

قصور ظاہر کردے ورنہ تین طلاق، قصور ظاہر کردیا تو طلاق نہ ہوئی

سوال (۹۴۰) زید کی بیوی حمیدہ سے کوئی قصور ہوگیا تھا، زید نے سخت غصہ میں حمیدہ سے کہا کہ اگر تو اپنا قصور ظاہر کردے تو میں تیرا جرم معاف کردیتا ہوں ورنہ تجھے تین مرتبہ طلاق ہے۔ زید کے اس کہنے سے پیشتر ہی حمیدہ نے زید کی بہن سے اپنے قصور کو ظاہر کردیا تھا جو بعد میں زید پر بھی ظاہر ہوگیا، طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں چونکہ حمیدہ نے اپنا قصور ظاہر کردیا اور زید پر بھی ظاہر ہوگیا، اس لئے حمیدہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، موافق اس قاعدہ کے اذا فات الشرط فات المشروط۔ فقط

❊　❊　❊

بلا رضامندی لے جاؤں تو نکاح فسخ ہوگا کہا تو اب کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۱):- خلاصہ سوال یہ ہے کہ شوہر نے زوجہ کو یہ لکھ دیا کہ بعد نکاح ہونے کے یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر منکوحہ کے بلا رضامندی دوسری جگہ لے جاؤں تو یہ نکاح فسخ ہوگا، عورت نے یہی الفاظ کہہ کر شوہر سے اقرار نامہ لکھوالیا ہے، اس صورت میں مذاکرہ طلاق ہوگا یا نہیں، اور وقوع طلاق کا کیا حکم ہوگا۔

الجواب:- فسخ نکاح کا لفظ جب کہ صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے اور عورت نے یہی لفظ کہا ہے، صراحتاً طلب طلاق نہیں کی تو مذاکرہ طلاق نہ ہوا، لہذا شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اور اگر عورت صریح الفاظ میں طلب طلاق معلق کرتی اور اس پر شوہر فسخ نکاح کا لفظ تعلیقاً کہتا تو تحقق شرط کے وقت طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوجاتی، کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً الخ[۱]۔

اگر نکاح نہ کروں تو میری منکوحہ پر تین طلاق اس کہنے کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۷۲) زید شادی شدہ ہے۔ اور وہ حلف اٹھاتا ہے کہ اگر دیگر نکاح نہ کروں تو مجھ پر اپنی منکوحہ بطلاق ثلاثہ طلاق، اگر زید دیگر شادی نہ کرے تو زید کی منکوحہ کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- زید اگر دوسری شادی نہ کرے گا تو خواہ وہ بندہ سے کرے یا کسی دوسری عورت سے تو اس کی پہلی منکوحہ پر طلاق ثلاثہ واقع ہوجاوے گی، لیکن ابھی اس کی منکوحہ سابقہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس نے ابھی کوئی وقت اپنے نکاح ثانی کا مقرر نہیں کیا، پس تمام مدت حیات اس کا وقت ہے، پس آخر حیات تک اگر زید نے دوسرا نکاح نہ کیا تو اس وقت اس کی منکوحہ سابقہ مطلقہ ثلثہ ہوگی۔

خلاف شریعت کوئی کام کروں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے، اب اگر تحریر کو سجدہ کرے تو اختیار ہوگا یا نہیں

سوال (۱۴۷۳)- دولہا کی طرف سے یہ اقرار نامہ تحریر ہوا کہ اگر میں خلاف

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۱ ج ۲ ظفیر۔

شریعت کوئی کام کروں تو دولہن کو اختیار ہوگا کہ مجھ سے علحدگی کر کے طلاق حاصل کرلیوے جب دولہن اس کے گھر گئی تو اس نے قبروں کو سجدہ کیا، دولہن نے باپ کے گھر آکر خاوند کو کہا کہ تم پابند شریعت ہوجاؤ ورنہ میرا مہر ادا کردو، خاوند نے کچھ نہ کہا، اس بناء پر عورت نے اپنے نفس کو تین طلاق دی، یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں یہ تعلیق وتفویض جو شوہر کی طرف سے اپنی زوجہ کے لئے ہوئی تھی صحیح تھی، اور عدم ایفاء شروط کی صورت میں عورت کو طلاق کا اختیار تھا، لیکن یہ اختیار اسی وقت تک تھا جس وقت شوہر سے خلاف شریعت امور صادر ہوئے تھے یعنی بفور صدور اگر عورت اپنے اختیار کو استعمال کرلیتی تو طلاق واقع ہوجاتی، لیکن جب کہ ایک مدت یونہی گذر گئی اور اس نے اپنے مفوضہ اختیار سے کام نہیں لیا تو بنا بر اب یہ اختیار اس کو نہیں رہا کیونکہ تفویض میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اختیار کے استمرار ودوام پر دلالت کرے، لہٰذا یہ اختیار ٹھیک عدم ایفاء شروط کے وقت تک ہی محدود رہے گا، عورت نے اتنی مدت کے بعد اپنے اختیار سے جو طلاق لی ہے وہ واقع نہیں ہوئی، شامی میں ہے قولہ امرك بيدك مثله المعلق كان دخلت الدار فامرك بيدك فان طلقت نفسها كما وضعت القدم فيها طلقت وان بعد ما مشت خطوتين لم تطلق لانها طلقت بعد مامضى الامر بيدها بحر من المحيط[1]۔ فقط

سوال (۷۴۴)۔ مسمی علی افسر نے مسماۃ بیوی جان سے نکاح کیا اور یہ لکھ دیا کہ اگر بیوی جان کی حیات میں دوسری عورت اس بیوی کی حیات میں دوسری شادی کروں تو اس دوسری کو تین طلاق، اب پہلی کو طلاق دے کر دوسری شادی کرے تو کیا حکم ہے

سے نکاح کروں تو وہ مطلقہ ثلاثہ ہوگی، اور اب علی افسر نے مسماۃ بیوی جان کو طلاق

---

[1] رد المحتار باب الامر بالید ص۶۶۲ ج۲۔ ظفیر

دے کر دوسری عورت سے نکاح کرلیا ہے تو اس عورت پر طلاق ثلاثہ واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں اگر بحیات زوجہ اولیٰ مسماۃ بیوی جان کے علی الرغم نے دوسرا نکاح کرلیا تو دوسری زوجہ مطلقہ بطلقات ثلاثہ ہوجاوے گی، لان الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لا علی الاغراض۔ درمختار وفی رد المحتار وعلی ھذا لو قال لامرأتہ کل امرأۃ تزوجھا بغیر اذنک فطالق فطلق امرأتہ طلاقاً بائناً او ثلاثاً ثم تزوج بغیر اذنھا طلقت لانہ لم تتقید یمینہ ببقاء النکاح[1]

سوال (۷۴۵) طلاقنامہ لکھا مگر کہا کہ جب تک مہر کی معافی نہ لکھ دے یہ تحریر نہ دی جائے کیا حکم ہے — زید نے اپنی زوجہ کو طلاق تحریر کرکے اپنے عزیز کے پاس بھیج دی۔ اور تاکید کی جب تک میری زوجہ دین مہر سے دست برداری نہ لکھ دے اس کو یہ تحریر نہ دینا، زید کی زوجہ نے دست برداری دینے سے انکار کردیا تو طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- زید کی یہ تحریر معافی مہر پر معلق تھی جیسا کہ زید کی تصریح مابعد سے معلوم ہوتا ہے، پس اگر اس کی زوجہ نے معافی کو منظور نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ ھکذا حکم التعلیق والعبرۃ للمعانی۔

سوال (۷۴۶) کہا کہ آج دن سے اگر میرا بدن چھوے تو تم پر تین طلاق، رات میں چھوا تو کیا حکم ہے — ایک شخص نے اپنی زوجہ کو رات کے وقت غصہ میں یہ کہا کہ آج دن سے اگر تو میرا بدن چھوئے تو تجھ پر تین طلاق، بی بی گھبرا گئی اور شوہر کا ہاتھ پکڑ لیا کہ مجھے معاف کرو، شوہر کے کلام میں دن کی قید ہے اور شوہر کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- حکم شرعی یہ ہے کہ صریح لفظ طلاق میں خواہ وہ معلق ہو یا منجز نیت کا اعتبار نہیں ہے بدون نیت کے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے کذا فی الدر المختار

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۱۱۰۔ ظفیر۔

اور ایسے موقع پر دن سے مراد مطلق وقت ہوتا ہے گویا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے اگر تو نے مجھ کو ہاتھ لگایا الخ لہٰذا اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی، بدون حلالہ وہ شخص اپنی زوجہ مطلقہ ثلثہ سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا، کما قال اللہ تعالیٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ[1] الآیہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد[2] الحدیث قال فی الشامی ای لو قال یوم اکلم فلاناً فا... ...لق فھو علی اللیل والنھار[3] الخ

امامت و ملازمت کے سوا اگر تم کو چھوڑ کر سکونت کروں تو بیوی پر طلاق، اس کے بعد دوسرے گاؤں میں امامت کی ملازمت کرلی کیا حکم ہے

سوال (۷۴۷) - ایک عورت نے ایک مسافر کو خانہ داماد رکھا اور یہ کہا کہ اگر تم گھر میں مثل حقیقی فرزند کے سکونت رکھو تو میں اپنی دختر کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں گی ایسا نہ ہو کہ بعد نکاح تم کسی جگہ بغیر میری رضاء کے سکونت کرلو، مسافر نے کہا کہ اگر میں کسی جگہ بغیر رضاء تم دونوں کے تجھ کو چھوڑ کر سکونت کروں تو منکوحہ میری تمہاری دختر مطلقہ بطلاق بائن ہو، اور امامت و ملازمت کی ممانعت کا اختیار تم کو نہ ہوگا اور راہ دونوں سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ بعد اس کے ایک دوسرے گاؤں میں بذریعہ امامت بلا منکوحہ اس نے سکونت کی۔ تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب:- اس صورت میں جب کہ مسافر مذکور نے امامت و ملازمت کی سکونت کو مستثنیٰ کرلیا تھا تو اگر امامت و ملازمت کی وجہ سے وہ کسی دوسرے موضع میں سکونت رکھے گا تو شرط حنث نہ پائی گئی، اور اس وجہ سے اس کی زوجہ مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ انحلال یمین وجود شرط پر ہے پس جب کہ وجود شرط متحقق نہ ہوگا

[1] سورۃ البقرۃ - ۲۹ - [2] مشکوٰۃ ص۲۸۴ ج۲ - [3] رد المحتار کتاب الایمان ص۸۰ ج۳ - ظفیر

تو حنث بھی نہ ہوگا اور جزاء مذکور اس پر مرتب نہ ہوگی کما فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[1] اھ پس جبکہ شرط متحقق نہیں تو حنث یعنی وقوع طلاق بھی نہیں، البتہ اگر نفقہ کے بارے میں یہ تعلیق تھی کہ اگر مسافر مذکور اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے گا تو وہ مطلقہ بائنہ ہے، اور پھر نفقہ معہودہ نہ دیا تو طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی، کیونکہ وجود شرط متحقق ہے۔ لہذا حنث اس پر مرتب ہوگا۔

نکاح کے چھ سال بعد جو شرط لکھی گئی اس سے بھی طلاق ہوگی

سوال (۷۴۸) سائل نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کسی قسم کا اقرار بوقت نکاح نہیں ہوا بعد چھ سال کے جب سسرال اور رخصتی کا مطالبہ کیا تو منکوحہ کے والدین نے کہا کہ ہم رسومات شادی اس وقت کریں گے جب ہم کو یہ اقرار تحریر کردو کہ ناکح اپنی منکوحہ کے والدین کے گھر رہے گا۔ سائل نے مجبور ہو کر اقرار نامہ لکھ دیا کہ اگر جبراً منکوحہ کو اپنے والدین سے جدا کر کے لے جاوے تو نکاح فسخ سمجھا جاوے، اس صورت میں شرط کے پائے جانے پر طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ۔ سائل کا یہ عذر صحیح نہیں ہے کہ بروقت نکاح کوئی شرط نہیں ہوئی اور چھ سال کے بعد بوقت سسرال جو شرط ہوئی وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ شرعاً بعد نکاح کے بھی اس قسم کی شرط اور تعلیق ہے، پس اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ اقرار نامہ لکھا ہے کہ جبراً لے جانے پر نکاح فسخ سمجھا جاوے اور جبراً لے جانا ثابت ہو جاوے دو گواہان عادل سے تو عورت پر طلاق واقع ہو جاوے گی۔ کما فی الدر المختار شرطہ الملک او الاضافۃ الیہ[2] و تنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[3]

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۹ ۔ ظفیر
[2] ایضاً ص ۶۷۷ ۔ ظفیر [3] ایضاً ص ۶۹۰ ۔ ظفیر۔

تحریر کے خلاف چھپ کر بھی اس کام کے کرنے سے طلاق ہو جائے گی

سوال (۷۴۹) عبدالرحمٰن نے ایک اقرار نامہ تحریر کیا، جس کی نقل ارسال ہے، اب عبدالرحمٰن اس کی بیوی اور اس کے ورثہ چاہتے ہیں کہ شرائط اقرار نامہ کو فسخ کر دیا جاوے، یہ جائز ہے یا نہیں اگر عبدالرحمٰن چھپ کر تاڑی پیوے اور شہادت شرعی نہ ہو تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ورثہ اس شرط سے کچھ نہیں سکتے۔ اگر عبدالرحمٰن خلاف اقرار امر کرے گا یعنی اپنی زوجہ کو نان و نفقہ کی تکلیف دے گا یا تاڑی پیوے گا ظاہر یا پوشیدہ تو اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی کما قال فی الدرالمختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[1]۔

اگر یہ مقام چھوڑ کر کہیں جائیں تو چھ ماہ بعد بیوی پر تین طلاق، اب صورت ذیل میں کیا حکم ہے

سوال (۷۵۰) زید نے اپنی زوجہ کو یہ اقرار نامہ لکھ دیا کہ ہم گھوسی کے اندر رہیں گے اگر گھوسی چھوڑ کر کہیں چلے جائیں تو چھ مہینہ کے بعد ہماری عورت مسماۃ نظیرن کو تین طلاق بائن پڑ جائیں گی۔ بعد تحریر اقرار نامہ زید دو ماہ گھوسی کے اندر رہا، اس کے بعد دوسری جگہ چلا گیا۔ پھر چھ ماہ کے اندر ہی گھوسی آیا اور اپنی بی بی کو رخصت کرا کر لے گیا اور ایک شب اپنے گھر رکھ کر میکہ پہنچا دیا، ماذا بعدہ ان گھوسی، پھر دوسری جگہ چلا گیا۔ اب اٹھارہ مہینہ سے گھوسی نہیں آیا تو مسماۃ نظیرن پر موافق اقرار نامہ کے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر زید یہ کہے کہ میری مراد شرط مذکور سے یہ تھی کہ رخصت کرانے سے پہلے اگر میں گھوسی چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو مسماۃ نظیرن پر تین طلاق ہیں تو چونکہ زید رخصت کرانے سے پہلے چھ ماہ کے لئے غائب نہیں ہوا۔ بلکہ چھ ماہ کے اندر گھوسی آ گیا اور اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر لے گیا۔ لہٰذا شرط طلاق نہیں پائی گئی، اور تین طلاق اس کی زوجہ پر نہیں واقع ہوئی، اور جب ایک دفعہ شرط منحل ہو گئی تو دوبارہ اس شرط سے

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب التعلیق ص ۲/۶۹۲ ۔ ظفیر

طلاق واقع نہ ہوگی، لیکن اگر زید یہ مراد اپنی بیان نہ کرے اور شرط مطلقاً کہی جاوے کہ جس وقت بھی زید گھوسی سے چھ ماہ کے لئے غائب ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ بطلقات ثلثہ ہوجاوے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر تینوں طلاق واقع ہوگئی کیونکہ شرط پائی گئی۔

قال فی الدر المختار وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً[۱] الخ۔

مندرجہ شرط نامہ کی خلاف ورزی کا کیا حکم ہے

سوال (۱۵۷)۔ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر سے چند شرائط پر کیا تھا جو اسٹامپ پر بکر نے قبل نکاح خود تحریر کردی تھیں، منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے بہنوئی کی بے عزتی کرے گا الخ بصورت وعدہ خلافی ہندہ پر میرا حق زوجیت نہ رہے گا۔ اب بکر نے وعدہ خلافی کرکے زید اور اس کے بہنوئی کی ناحق بے عزتی کی تو ہندہ کا نکاح بکر سے فسخ ہوگیا یا نہ۔

الجواب:- نکاح سے پہلے جو اقرار نامہ شوہر نے لکھا اور تعلیق طلاق کی وہ شرعاً معتبر نہیں ہے، البتہ بعد نکاح کے اگر کسی شرط پر شوہر اپنی زوجہ کی طلاق کو معلق کرے تو اس شرط کے پائے جانے سے اس کی زوجہ مطلقہ ہوجاوے گی، بشرطیکہ صریح لفظ طلاق مذکور ہو یا کنایہ طلاق کا لفظ بہ نیت طلاق ذکر کیا جاوے اور اس صورت میں چونکہ لفظ کنایہ کا مذکور ہے اور اس میں اگر نیت طلاق کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی ہے، اس لئے بدون حلالہ کے دوبارہ شوہر اول سے نکاح ہوسکتا ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۱۴۰ ج ۲۔ ظفیر۔

باب ہفتم

طلاق کے متفرق مسائل

عورت کے جیل کاٹنے کے بعد کیا شوہر کو طلاق پر مجبور کیا جائے گا

سوال (۷۵۲) - کیا عورت کے جیل خانہ بھگت لینے پر شوہر شرعاً طلاق دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔

الجواب :- مجبور نہیں کیا جاسکتا[1]۔

کیا جبراً عورت کی رخصتی کرائی جائے گی

سوال (۷۵۳) - کیا عورت بجبران حالات کے ہوتے ہوئے شوہر کے یہاں رخصت نہیں کرائی جاسکتی۔

الجواب :- عورت رخصت کرائی جانے پر شرعاً مجبور کی جاوے[2] گی۔

قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۷۵۴) - کیا ایسی صورت میں بلا رضامندی شوہر جیلخانہ بھگت لینے پر بھی بعد رہائی عورت حاکم شرعی مثل قاضی طلاق دے سکتا ہے اور تفریق کرسکتا ہے یا سوائے شوہر کے اور کوئی طلاق نہیں دے سکتا۔

الجواب :- صرف شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے قاضی وحاکم تفریق نہیں کراسکتا اور طلاق نہیں دے[3] سکتا۔

---

[1] لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة ولا علیہما تسریح الفاجر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۶۲۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] وینقلہا فیما دون مدتہ ای السفر من المصر الی القریة وبالعکس ومن قریة الی قریة (در مختار) وقول اللہ تعالی اسکنوہن من حیث سکنتم (دیکھئے رد المحتار باب المہر ص ۵۰۲ وص ۵۰۳ ج ۲) ظفیر
[3] ولا یقع طلاق المولی علی امرأة عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۴ ج ۲) ظفیر۔

عورت کا دعویٰ اور اس کی حیثیت

سوال (۷۵۵) - اگر عورت رہا ہونے پر فارغخطی کا دعویٰ کرے اور یہ عذر کرے کہ میرا شوہر شیخ صدیقی نہیں ہے، اس لئے میں جانا نہیں چاہتی تو شرعاً ایسے عذرات پر طلاق عائد ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ایسے عذرات قابل سماعت نہیں ہیں[1] وھذا کلہ من الدر المختار ورد المحتار۔

لکھا میں نے فلاں دن سے خاوند ہونے کا خیال دل سے نکال دیا، طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۵۶) اگر کسی عورت کو اس کا خاوند خط میں یہ لکھ کر بھیج دے کہ میں نے اپنے دل سے خاوند ہونے کا خیال یکم جنوری ۱۹۲۳ء سے نکال دیا، تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نکاح قائم ہے۔

الجواب: - اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نکاح قائم ہے۔ کذا یفھم من کتب الفقہ لانہ لیس بصریح ولا کنایۃ متعینۃ۔

جبراً طلاق دلانا کیسا ہے اور جبر کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے

سوال (۷۵۷) - جبراً طلاق دلانا شرعاً کیسا ہے، مکرہین مجبرین علی التطلیق کے شرکاء اور معاونین کا کیا حکم ہے، اور مکرہین کا بائیکاٹ کردینے کے بعد معافی مانگنے پر ان کو معافی دیدی گئی، اس کے بعد ان کو دعوت کرکے دسترخوان سے اٹھانا کیسا ہے اور اس کے دسترخوان سے اٹھانے پر امام مسجد کا لڑکا اور بھتیجہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے، امام مسجد نے ان کی تحسین کی، آیا امام مسجد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں، اس کو معزول کرکے دوسرا امام مقرر کرنا کیسا ہے۔

الجواب: - حنفیہ کے نزدیک طلاق مکرہ واقع ہوجاتی ہے بدلیل حدیث

---

[1] لو زوجھا برضاھا ولم یعلموا بعدم الکفاءۃ ثم علموا الاخیار لاحد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ص ۳۲۴ ج ۲) ظفیر۔

ثلث جد هن جد وهزلهن جد الحدیث[1] باقی یہ کہ شوہر پر اکراہ کرنا تاکہ وہ طلاق دیدے، اس میں تفصیل ہے اگر شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا اور اضرار عورت کے درپے ہے تو اگر وہ طلاق نہ دے اور نہ امساک بالمعروف کرے تو اس سے جبراً طلاق دلانا اور اکراہ کرنا درست بلکہ ضروری ہے، اور اگر بے وجہ اور بلا عذر شرعی اکراہ کیا جاوے تو معصیۃ اور ظلم[2] ہے اور جب کہ مجرمین کو معافی دیدی گئی تو پھر ان میں کسی کو دعوت سے اٹھانا نہ چاہیے تھا، اور امام مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے اور بوجہ مذکور معزول کرنا امام سابق مذکور کو درست نہیں ہے، اور تفریق بین المسلمین امر مذموم وقبیح ہے۔

کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی گو رواج ہو

سوال (۷۵۸) ایک ملک میں رواج ہے کہ طلاق دینے کے وقت صرف کنکریاں عورت کی طرف پھینکتے ہیں، زبان سے کچھ نہیں کہتے اس سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- کنکریاں پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی کذا فی الشامی[3]۔

اقرار نامہ لکھ کر اپنا حق طلاق روح نبوت کو تفویض کر دیا، اس کا کچھ اثر ہوگا یا نہیں

سوال (۷۵۹) ایک شخص نے یہ اقرار نامہ لکھا کہ میری زوجہ فلاں بنت فلاں کے مہر مثل کے عوض میں نے اپنا طلاق کا حق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تفویض کر دیا۔ اس سے طلاق پر کچھ اثر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- مضمون اقرار نامہ شرعاً لغو ہے، اس پر کچھ اثر طلاق وغیرہ کا مرتب نہ ہوگا۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب الخلع والطلاق ص ۲۸۴ ۱۲ ظفیر [2] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف ویحرم لو بدعیا ومن محاسنہ التخلص بہ من المکارہ ۱۲ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۴۲۵ ج ۲ ظفیر [3] وبہ ظهر ان من تشاجر مع زوجتہ فاعطاها ثلثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ (الشامی ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر

ثبوت طلاق کے لئے شرعی شہادت ضروری ہے

سوال (۷۶۰) - زید کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد اس کے ورثہ یہ کہتے ہیں کہ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تھی اور بعد طلاق کے پھر اپنے گھر میں رکھی، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور زوجہ زید کہتی ہے کہ مجھ کو طلاق نہیں دی بلکہ دوسری بیوی کو دی تھی اور وہ چلی گئی پھر اس کے گھر نہیں آئی اور مجھ کو پھر گھر میں رکھا مجھ کو طلاق نہیں دی، یہ لوگ مجھ کو محروم کرنے کی غرض سے ایسا کہتے ہیں، اور ایک گواہ یہ کہتا ہے کہ میں نے زید کو طلاق دیتے ہوئے خود سنا، باقی ایک دوسروں سے سنا ہوا بیان کرتے ہیں، اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ مانی جائے گی یا نہیں اور ترکہ سے محروم ہوگی یا نہ -

الجواب :- اس صورت میں طلاق ثابت نہیں اور اس کی دختران کا نسب زید سے ثابت ہے اور وہ عورت اور اس کی دختران وارث زید کی ہوں گی -

فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوتی

سوال (۷۶۱) - دو چار اشخاص نے اس بات کی شہادت جھوٹی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، یہ گواہی بلا اقرار زید کے معتبر ہے یا نہیں -

الجواب :- اگر زید کو اقرار طلاق کا نہ ہو اور کوئی ثبوت شرعی باضابطہ طلاق کا نہ ہو تو محض فاسقوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی[1] -

قسم کھا کر کہ کبھی نہیں بلاؤں گا اور پھر ماں نہیں بلایا تو اس سے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۶۲) زید و ہندہ باہم زن و شو ہیں، ہندہ اپنے باپ کے گھر کسی حیلہ سے چلی گئی، زید لینے گیا تو نہیں آئی، اور ہندہ کے ماں باپ بھائی وغیرہ نے تکرار کی کہ نوبت

[1] دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نصاب شہادت ہے، وہ یہاں پورا نہیں ہے۔ دما سوی ذلک من الحقوق یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین مثل النکاح والطلاق (ہدایہ ج ۳ ص ۱۴۹) ظفیر۔ [2] وشرائط الاداء عشرۃ عامۃ (درمختار) فمن الحریۃ والبصر والنطق والعدالۃ الخ (رد المحتار کتاب الشہادات ص ۵۱۲ ج ۴) ظفیر۔

بعدالت فوجداری پہنچی۔ اسی کارروائی میں عرصہ دو سال کا منقضی ہو گیا، بالآخر زید نے بذریعہ عدالت دخل چاہا تو ہندہ کی جانب سے یہ عذر ہوا کہ زید نے قسم کھا کر یہ کہا نہ بلاؤں گا اور چھ ماہ تک نہیں بلایا طلاق بائن ہوگئی آیا یہ صحیح ہے کہ طلاق ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر بالفرض زید نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ میں نہ بلاؤں گا اور پھر چھ ماہ تک بلایا بھی نہیں تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لانہ لیس من صریح الطلاق ولا من کنایاتہ هکذا فی کتب الفقہ۔

مندرجہ ذیل صلحنامہ کی بنیاد پر طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۶۳) ہندہ زوجہ زید بخوشی تین روز کے لئے اپنے میکہ گئی بعد کو آنے سے انکار کر دیا۔ اس پر کچھ تکرار ہوئی، عدالت میں اس بنا پر مصالحت ہوگئی کہ ہندہ اپنا دین مہر معاف کر کے ا کھیت و مکان سے جو زید نے مہر میں لکھ دیا تھا، دست بردار ہو جائے اور زید اسے طلاق دیدے تحریر صلحنامہ یہ ہے کہ میں مدعا علیہ نے مدعیہ کو طلاق دیدی اور مجھ کو مدعیہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے جہاں چاہے رہے یا نکاح ثانی کرے۔ لیکن زید حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ صلحنامہ میں نے خود نہیں لکھا اور نہ میں نے کسی سے لکھوایا بلکہ ہندہ کے وکیلوں نے اس کو خود لکھ کر جبراً مجھ سے دستخط کرا کے اور اس پر منصف صاحب نے مصالحت منظور کرلی، مگر دستخط کے وقت میں نے طلاق کی نیت کی اور نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا، ہندہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں موافق اس سوال کے ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی۔

عورت بدکار ہو اور شوہر بغیر کافی رقم لئے طلاق نہ دے تو وہ دیوث کہلائے گا یا نہیں

سوال (۷۶۴)۔ جب کسی کی عورت دوسرے سے تعلق پیدا کرلے تو وہ مرد یہ چاہتا ہے کہ شوہر سابق اس کو طلاق دیدے، لیکن شوہر سابق بغیر کافی رقم لئے طلاق نہیں دیتا، وہ شوہر دیوث ہے یا نہیں، اور روپیہ لے کر طلاق دینا کیسا ہے۔

الجواب :- وہ شوہر دیوث نہ کہلا وے گا، قصور اور گناہ جو کچھ ہے عورت پر ہے، اور طلاق دینا روپیہ لے کر درست ہے جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے۔

کیا یہ صحیح ہے کہ جس عورت کو بیس بچہ ہوجائے وہ نکاح سے باہر ہوجاتی ہے

سوال (۷۶۵) یہاں اس بات پر جھگڑا ہے کہ جس عورت کے بیس بچے ہوجاویں وہ نکاح سے باہر ہوجاتی ہے نکاح ثانی ہونا چاہئے۔

الجواب :- یہ بات غلط ہے وہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے

جو عورت زنا میں مبتلا ہوجائے اس کو طلاق دینا ضروری ہے یا نہیں

سوال (۷۶۶) ایک شخص ملازم ہوکر لام پر چلا گیا، چار سال کے بعد واپس آیا، اس کے پیچھے اس کی منکوحہ نے اس کے بھائی سے ناجائز تعلق کرلیا، زنا سے لڑکا جنا شرعاً ایسی عورت کو طلاق دے کر علیحدہ کردینا ضروری ہے یا کیا۔

الجواب :- اگر وہ عورت توبہ کرلیوے تو اس کو طلاق دینا اور چھوڑنا ضروری نہیں ہے اور نکاح قائم ہے، درمختار میں ہے وفی آخر حظر المجتبیٰ لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة[1] الخ

استاذ طلاق دینے کو کہے اور باپ دادا وغیرہ روکے تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۷۶۷) زید کی شادی بکر کی دختر سے ہوئی، لیکن زید کے استاذ ناراض ہیں۔ کیونکہ زید عالم مشہور ہے اور بکر جاہل، زید چاہتا ہے کہ جس طرح ہو، استاذ کو راضی کروں۔ لیکن استاذ کہتے ہیں کہ جب تک اپنی عورت کو طلاق نہ دوگے میں راضی نہ ہوں گا۔ اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے، زید کا باپ چچا طلاق سے مانع ہیں۔

الجواب :- زید کے ذمہ اس صورت میں طلاق دینا اپنی زوجہ کو ضروری نہیں ہے خصوصاً جبکہ اس کے والدین و چچا وغیرہ طلاق سے منع کرتے ہیں تو طلاق دینی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۴۴۲ ج ۲۔ ظفیر

نہ چاہئے اور استاذ کی ناراضی اگر بلا کسی وجہ شرعی کے ہے تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرے جس قدر اپنا کام ہے وہ کرے یعنی ان سے معافی چاہے اور قصور معاف کرا دے، اگر وہ معاف نہ کریں تو یہ مواخذہ اور گناہ ان کے ذمہ ہوگا، زید بری ہو جاوے گا۔

کوئی صورت ہے کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے اور طلاق ہو جائے

سوال (۷۶۸) وہ کونسی صورتیں ہیں کہ شوہر زبان سے طلاق نہ دے خود بخود عورت مطلقہ ہو جائے۔

الجواب:- وہ صورت یہ ہے کہ شوہر یا عورت معاذ اللہ مرتد ہو جاوے تو بعد ارتداد احدہما خود بخود تفریق ہو جاتی ہے والتفصیل فی کتب الفقہ۔ (یا وہ لکھ کر طلاق دے تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ ظفیر)۔

طلاق رجعی اور بائنہ کا فرق کیا ہے اور حلالہ کب ہوتا ہے

سوال (۷۶۹) حلالہ کی کب ضرورت ہوتی ہے بعد تین طلاق بائنہ کے یا ایک طلاق میں بھی حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے، ایک طلاق رجعی اور طلاق بائنہ میں کیا فرق ہے۔

الجواب:- حلالہ کی ضرورت تین طلاق میں ہوتی ہے ایک یا دو طلاق بائنہ میں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ نکاح جدید کی ضرورت ہے اور طلاق بائنہ میں رجعت صحیح نہیں ہے اگرچہ ایک ہو، اور تین طلاق رجعی نہیں ہوتی، دو طلاق تک رجعی رہتی ہے اگر تین طلاق ہو جاویں تو مطلقہ مغلظہ بائنہ ہو جاتی ہے ھکذا فی کتب الفقہ[1]۔

منکوحہ بلا رخصتی کیا مہر ادا نہ کرسکا تو تفریق ہوگی یا نہیں

سوال (۷۷۰) ہندہ کا نکاح بولایت ولی جائز بہ تقرر مہر مبلغ پچاس ہزار روپیہ معجل بحالت نابالغی زید سے ہو کر عرصہ آٹھ سال ہوا ہنوز رخصتی نہیں ہوئی۔ اور زید نے اب تک ہندہ کی رخصتی

---

[1] وینکح مبانتہ بمادون الثلث ... [illegible] ... بالاجماع لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ کما ای بالثلاث حتی یطأھا غیرہ بنکاح نافذ الخ (مختصرا) (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۲۹ و ص ۲۲)۔ ظفیر۔

کے لئے کوئی رغبت ظاہر نہیں کی اگر مہر کی ادائیگی میں زید کوئی عذر کرے تو جبراً تفریق ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائبًا حقہا[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر عورت کے حقوق مہر وغیرہ ادا نہ کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور تفریق نہیں ہوسکتی۔ البتہ جب کہ مہر معجل قرار پایا تھا اور شوہر نے اب تک ادا نہیں کیا تو زوجہ اپنے نفس کو شوہر کے پاس جانے سے روک سکتی ہے اور اگر مہر موجل قرار پایا تھا تو عورت یہ بھی نہیں کرسکتی، بہرحال بلا طلاق شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے کذا فی الدر المختار والشامی وعالمگیری۔

طلاق کے بعد دوسرے سے عورت نکاح کرسکتی ہے

سوال (۱۱۷) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا، زید کے والدین نے ہندہ کو اس کے میکہ بھیج دیا، کئی سال کے بعد زید آیا تو زید کی خوشدامن نے اس کو سمجھایا مگر وہ نہیں مانا تو زید کی خوشدامن نے کہا کہ اگر تم اس کا خرچ نہیں اٹھا سکتے ہو تو طلاق ہی دیدو۔ زید نے کہا کہ میری طرف سے طلاق ہے، جس کے گواہ دو عورتیں موجود ہیں، ہندہ اپنا عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں جب کہ ہندہ کو یقین ہے کہ زید اس کو طلاق دے کر چلا گیا تو ہندہ کو نکاح ثانی کرنا دوسرے شخص سے جائز ہے کذا فی الدر المختار[2]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۱ ج ۲۔ ظفیر

[2] لو قالت امرأۃ لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۴۳ ج ۲) ظفیر

جس پردہ نشیں کے یہاں اجنبی مرد جائے اس سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۷) جس عورت پردہ نشین کے یہاں اجنبی مرد جاوے وہ نکاح میں رہتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نکاح اس کا نہیں ٹوٹا، وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح میں ہے دیگر اجنبی کے سامنے ہونا گناہ ہے۔ ظفیر)۔

عورت رہنا نہیں چاہتی اور شوہر طلاق نہیں دیتا، کیا صورت کی جائے

سوال (۲۷۳) عورت خاوند سے راضی نہیں۔ طلاق طلب کرتی ہے، خاوند انکار کرتا ہے، اس مقدمہ کا کس طرح فیصلہ کیا جاوے۔

الجواب:۔ بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے تفریق نہیں ہوسکتی پنچوں کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے۔ البتہ اگر شوہر اور عورت دونوں پنچوں کے حوالہ فیصلہ کردیویں اور وہ پنچ خلع کرادیں تو طلاق واقع ہوجاوے گی[1]۔

طلاق کے دعوی پر مہر دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال (۲۷۴) ایک عورت اپنے باپ کے یہاں خاوند سے فساد کرکے چلی آئی۔ باپ نے عدالت میں یہ ظاہر کرکے کہ میری لڑکی کو طلاق دیدی ہے لہذا عورت اپنے مہر کا دعویٰ کرتی ہے ڈگری پاتے ہی خاوند نے مہر دینے کا وعدہ کرلیا، تو مہر کا اقرار کرنے سے طلاق ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ مہر کے دینے کا اقرار کرنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

عورت کے کچھ کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۲۷۵) کوئی عورت اپنے شوہر سے بحالت غصہ یہ الفاظ کہے کہ تو آج سے میرا حقیقی بھائی ہے نہ تو میرا شوہر ہے نہ میں تیری بیوی ہوں۔ مجھے تجھے کچھ واسطہ نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیہا تسریح الفاجر الا ان یخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۲/۲۰۲) ظفیر

الجواب :- عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، اور نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا اور کچھ کفارہ بھی اس میں نہیں ہے، وہ دونوں بدستور خاوند بی بی ہیں، البتہ عورت کو آئندہ ایسا لفظ نہ کہنا چاہیئے۔

جس عورت پر زنا کا شبہ ہو اس کو طلاق دینا چاہیئے یا نہیں

سوال (۶۷۷) زید کے ہمسایوں نے زید سے کہا کہ تمہاری زوجہ کو تمہاری غیبت میں اپنے دیور عمر سے زنا کراتے دیکھا ہے، چنانچہ روبرو عمر کے بھی صاف صاف چشم دید تعلق بیان کردیا مگر بوقت گذرنے شہادت مذکورہ کے ہر دو نے نہ اقرار کیا نہ انکار، بعد چلے جانے شاہدوں کے دونوں نے ان شاہدوں کو بانی شروفساد قرار دے کر انکار زنا کرنے لگے، مگر زید کو دونوں کے طرز عمل وگفتگو سے ثبوت زنا ہو گیا تھا، اسی وجہ سے چاہتا تھا کہ عورت کو طلاق دیدے مگر زید موافق مسئلہ شرعی ہر دو میں سے اقرار ظاہری کا منتظر تھا، اب بعد سات سال کے عمر تو بوجہ مبتلا مرض مہلک و مایوس زندگی ہو کر خود بخود اپنے قول کی حلفیہ تردید کرنے لگا اور ثبوت تعلق مذکور کرنے لگا، مگر عورت صاف طور پر اقرار زنا نہیں کرتی شرعاً کس کا قول معتبر ہے اور یہ عورت شرعاً قابل طلاق ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں عورت مذکورہ پر زنا ثابت نہیں ہے، کیونکہ ظاہر ہے کہ جو شہادت چشم دید زنا کے لئے جس کیفیت کے ساتھ ضروری ہے وہ اس صورت میں پائی نہیں گئی اور عورت خود منکر ہے زنا سے اور عمر کا اقرار زنا اس عورت پر حجت نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں شوہر پر زانیہ کا طلاق دینا بھی ضروری نہیں ہے، درمختار میں ہے ولا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة[1] الخ باقی اگر زید اس کو طلاق دینا چاہے تو اس کو اختیار ہے طلاق واقع ہو جاوے گی۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار، فصل فی المحرمات ص ۲۷/۲۔ ظفیر

بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار، تو کس کا قول مانا جائے گا

سوال (۷۷۷) ہندہ زوجہ زید کا بیان ہے کہ مجھ کو میرے شوہر نے تین طلاق دی ہیں اور زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہے، اس صورت میں کس کا قول معتبر ہے اور علاقہ زوجیت قائم ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر اگر طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور زوجہ کے پاس دو گواہ طلاق کے معتبر نہیں ہیں تو قول شوہر کا معتبر ہوگا اور طلاق ثابت نہ ہوگی اور علاقہ زوجیت ہندہ کا زید کے ساتھ قائم ہے، هکذا فی الدر المختار۔[1]

طلاق کا وکیل بنایا کیا حکم ہے

سوال (۷۷۸) زید اپنی جماعت کے ساتھ ایک مولوی عمر نامی کے پاس آیا اور مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو مولوی صاحب میری بیوی کو طلاق دینے کے وکیل ہیں، جب کہ زید نے مولوی صاحب کا نام نہیں لیا محض مولوی صاحب کی طرف آنکھ اٹھا کر متوجہ ہو کر کہنے سے مولوی صاحب وکیل ہو چکے یا نہیں، جب کہ اس مجلس میں عمر کے سوا دوسرا کوئی مولوی بھی نہیں ہے۔

الجواب:- اس صورت میں وہ مولوی صاحب وکیل ہو گئے۔[2]

صرف طلاق کا وکیل بنایا تھا مگر وکیل نے تین طلاق دے دی

سوال (۷۷۹) وکیل نے شرط پوری ہونے پر زید کی بیوی کو تین طلاق دے کر مغلظہ کر دیا، اور زید نے

---

[1] ویسأل القاضی المدعی علیہ عن الدعوی، فیقول انہ ادعی علیک کذا فماذا تقول، فان اقر فبہا او انکر فبرھن المدعی قضی علیہ بلا طلب المدعی والا یبرھن حلفہ الحاکم بعد طلبہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الدعوی ص ۵۸۵ ج ۴) ظفیر

[2] واذا قال الرجل طلق امرأتی فلہ ان یطلقہا فی المجلس وبعدہ ولہ ان یرجع لانہ توکیل وانہ استعانۃ فلا یلزم ولا یقتصر علی المجلس (ہدایہ باب تفویض الطلاق فصل فی المشیۃ ص ۳۶۰ ج ۲) ظفیر

فقط لفظ طلاق کا کہا تھا۔ ایک سال کے بعد زید نے کہا کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں قول شوہر معتبر ہے، نظاہر الفاظ شوہر بھی ایک طلاق رجعی کو مقتضی ہیں[1]۔

شوہر کہتا ہے کہ صرف ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، تین دینے پر وکیل معزول ہوا یا نہیں

سوال (۷۸۰) زید کہتا ہے کہ میں نے مولوی صاحب کو ایک طلاق کا وکیل بنایا تھا، جب مولوی صاحب نے تین طلاق دی تو میری مخالفت کی اور موکل کی مخالفت سے وکیل معزول ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں، اور طلاق کا کیا حکم ہے آیا لغو ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ صحیح ہے کہ جب شوہر کی نیت تین طلاق کی نہ تھی تو وکیل کو اختیار تین طلاق دینے کا نہ تھا، اس میں وہ معزول ہے، لہٰذا تین طلاق واقع نہ ہوں گی[2]۔

شوہر کا حکم بنانا

سوال (۷۸۱) زید کا مولوی صاحب کے پاس آنا حکم بنانے کا حکم رکھتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- مولوی صاحب کو اس نے وکیل بنایا ہے، حکم بنانے کی صورت یہ نہیں ہے۔

ایک عبارت کا مطلب

سوال (۷۸۲) در مختار کی اس عبارت الاصل فی الوکالۃ الخصوص کا کیا مطلب ہے۔

---

[1] صریحہ ما لم یستعمل الا فیہ کطلقتک ۔۔۔ یقع بہا الا واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] لو وکلہ بشراء شئی بعینہ غیر الموکل لا یشتریہ لنفسہ عند غیبتہ حیث لم یکن مخالفا فلو اشتراہ بغیر النقود او بخلاف ما سمی الموکل ۔۔۔ ینعزل فی ضمن المخالفۃ عینی (ایضاً باب الوکالۃ بالبیع والشراء ص ۵۶۰ ج ۲) ظفیر

الجواب :- مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر موکل توکیل میں دعویٰ خصوصیت کرے کہ میں نے فلاں خاص امر میں وکیل بنایا تھا اور وکیل دعویٰ عموم کرے تو قول موکل معتبر ہے کیونکہ توکیل میں یہی اصل ہے جیسا کہ درمختار میں یہ تفریع بیان کی ہے فان باع الوکیل نسیئۃ فقال امرتک بنقد وقال اطلقت صدق الآمر۔[1]

عدالت کے ذریعہ طلاق دلوانا کیسا ہے

سوال (۴۸۳) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ ہندہ اور اس کے شوہر میں باہم ناموافقت ہے، اگر بذریعہ عدالت جبراً ہندہ کو اس کے شوہر سے طلاق دلا دیجاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- درمختار میں ہے کہ عند الحنفیہ زبردستی اور جبراً اگر شوہر سے طلاق دلوائی جاوے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے، پس اگر شوہر کو ڈرا دھمکا کر اور مجبور کر کے طلاق دلوائی جاوے یا حاکم اس کو حکم کرے کہ تو طلاق دیدے اور شوہر طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوجاوے گی[2]، اور جب کہ زوجین میں باہم ناموافقت ہے اور خاوند اپنی عورت کو تکلیف پہنچاتا ہے تو طلاق دلوانے میں کچھ گناہ نہ ہوگا، کیونکہ شوہر کا خود یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اچھی طرح سلوک اور بھلائی کے ساتھ نہ رکھے تو اس کو لازم ہے کہ طلاق دیدے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[3]۔

طلاق بائن کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے

سوال (۴۸۴) ایک شخص نے جس کا نام سلطان ہے عرصہ ایک سال کا ہوا ایک تحریر زوجہ کے نام لکھ کر بھیجی جس میں طلاق بائن بایں الفاظ میں تم کو اپنے یہاں رکھنا نہیں چاہتا، اس لئے تم کو طلاق دیتا ہوں تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرو تمہارا مہر میں دیدوں گا، اب سلطان مذکور اس عورت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الوکالۃ فصل لا یعقد وکیل البیع والشراء ص۵۶۶ ج ۴

[2] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرہاً فان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق (درمختار) فان طلاقہ صحیح ای طلاق المکرہ (ردالمحتار کتاب الطلاق ص۵۷۹ ج۲) ظفیر

[3] سورۃ البقرہ ۲- ۲۸ — ظفیر

سے نکاح کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ موافق تحریر کے مسمی سلطان کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہوئی ہے لہذا نکاح جدید مسمی سلطان اس سے کرسکتا ہے[1]۔

جو بیوی سے زنا کرائے اس کا کیا حکم ہے

سوال (۷۸۵) ایک شخص کی بیوی زانیہ ہے اور وہ شخص اس کو زنا سے نہیں روکتا حتی کہ اب یہ حالت ہے کہ وہ عورت خاوند کے سامنے ہی اپنے آشناؤں کو گھر میں لاتی ہے اور خاوند منع نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے ایسے مرد و زن کا حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں اس شخص سے پھر طلاق دینے کو کہا جائے اگر اب بھی نہ مانے تو پھر مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے بے حیا مرد و عورت سے تمام علائق منقطع کر دیں، یہاں تسلط کفار کے سبب اس کے سوا اور کیا سزا ہوسکتی ہے کہ تمام باغیرت مسلمان علانیہ ان سے بیزاری کا اظہار کریں، اور بحق وقار شریعت و غیرت اسلام کسی طرح کا کوئی علاقہ نہ رکھیں، جو لوگ باوجود اس علم کے ان سے میل ملاپ رکھتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں۔

شراب کے کاروبار سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی

سوال (۷۸۶) ایک شخص نے شراب کا ٹھیکہ لیا۔ اس نے چند ماہ کام کر کے چھوڑ دیا اور تائب ہوا، بعض علماء فرماتے ہیں اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی دوبارہ نکاح کرے، یہ شرعاً صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جب کہ اس شخص نے معصیت مذکورہ سے توبہ کرلی تو بحکم حدیث شریف التائب من الذنب کمن لا ذنب له[2] گناہ اس کا معاف ہوگیا

---

[1] وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۸۳۳ ج ۲ ظفیر۔
[2] مشکوٰة باب الاستغفار و التوبه ص ۲۰۶۔

حاملہ عورت کہتی ہے کہ مجھے طلاق پڑ چکی ہے تو کیا حمل بعد اسکا دوسرا نکاح جائز ہے

سوال (۷۸۷) امرأة بالغة تحلف بتطلیق زوجها ولکن لیس معها شاهد وهی حاملة فنکاحها الثانی بعد الوضع جائز ام لا۔

الجواب :- قال فی الدر المختار وکذا لو قالت امرأته لرجل طلقنی زوجی وانقضت عدتی لا باس ان ینکحها[1] وفی الشامی قوله لا باس ان ینکحها فی الخانیة قالت ارتد زوجی بعد النکاح وسعه ان یعتمد علی خبرها ویتزوجها[1] ص۹۶۱ جلد ثانی شامی۔

فوضح من هذه العبارة ان نکاحها الثانی بعد الوضع معتمدا علی قولها جائز فی الشرع۔

دو بیوی والا ایک کو بلا قصور طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۷۸۸) ایک شخص کے دو بیوی ہیں وہ یہ چاہتا ہے کہ ایک کو طلاق دے کر اپنے بھائی سے نکاح کردے، اب یہ بتائیے کہ مہر دینا بھی اس کو واجب ہے کہ نہیں، دوسرے کیا بے قصور طلاق دینا ثابت ہوگا اور یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- قال فی الدر المختار وایقاعه مباح عند العامة[2] اور واقع کرنا طلاق کا مباح ہے اکثر کے نزدیک اھ اور طلاق دینے پر عدت گذرنے کے بعد شوہر کے بھائی کو اس سے نکاح کرنا درست ہے، اور وہ عورت اگر مدخولہ ہے، پورا مہر شوہر کو ادا کرنا ہوگا[3]۔

---

[1] رد المختار باب العدة ج ۲ ص ۸۴۵ ۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المختار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱ ۱۲ ظفیر

[3] ومن سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل وبه یتاکد البدل (هدایه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۳) ظفیر

جبراً طلاق دلوانا اور طلاق سے پہلے عورت کو اپنے گھر میں لے جانا کیسا ہے

سوال (۷۸۹) ایک شخص پہ جبر کر کے اس کی بیوی کو طلاق دلوانا اور اس مطلقہ کو طلاق سے پہلے اپنے گھر میں بند کر کے رکھنے والے کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ حرام ہے۔ اور خلوۃ بالاجنبیہ حرام ہے، مرتکب اس کا فاسق ہے[1]

بیوی کہتی ہے کہ طلاق دیدی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے گواہ موجود ہیں

سوال (۷۹۰) مسمیٰ زید کا نکاح مسماۃ خالدہ سے ہوا تھا، مگر اب مسماۃ خالدہ مذکورہ اور اس کے والدین یہ بیان کرتے ہیں کہ زید نے مسماۃ خالدہ مذکورہ کو طلاق دی۔ اور گواہ جو طلاق نامہ میں لکھے ہوئے ہیں پیش کئے جن کی شہادت مع نقائص درج ہیں، اور مسمی زید اور اس کی والدہ جو اس طلاقنامہ میں گواہ ہے یہ بیان کرتی ہے کہ نہ ہم نے طلاق دی اور نہ طلاقنامہ لکھا مگر اس بات کی مقر ہیں کہ نشانی انگوٹھا ان کے ہیں جو ان سے دھوکہ دے کر بنوالئے گئے، منجملہ پنج گواہان حاشیہ طلاقنامہ کے تین گواہ بروقت حاضر تھے۔ حافظ محمد شفیع صاحب پیش امام مسجد اور محمد علی خیاط و مسماۃ کلثوم مادر زید، اس مسماۃ کلثوم کا ذکر اوپر آچکا، ہر دو گواہان کا بیان ہے کہ زید نے ہم لوگوں کے سامنے باوجود بہت سمجھانے کے مسماۃ خالدہ کو طلاق دیدی یعنی بائن طلاق دیدی اور یہ طلاقنامہ لکھوا کر ہم سے دستخط کرا کے حوالہ کر دیا، ان دونوں گواہان کو اکثر یہاں کے علماء غیر معتبر تصور کرتے ہیں، کیونکہ حافظ محمد شفیع عرصہ بیس سال کا ہوا قید ہو گئے تھے گو اب ان کی حالت اچھی ہے اور محمد علی بازار میں بیٹھ کر پیشہ خیاطت کرتا ہے اگرچہ متشرع آدمی ہے اور ایک گواہ زبانی بھی گواہی دیتا تھا لیکن بوقت شہادت اس کی داڑھی شرعی پیمانہ سے بہت تھوڑی تھی، (۱) یہ کہ یہ طلاق ہوئی کہ نہیں (۲) یہ گواہان شرعاً معتبر

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ أرأیت الحمو قال الحمو الموت متفق علیہ وقال علیہ السلام لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان رواہ الترمذی (مشکوۃ کتاب النکاح) ظفیر۔

ہیں کہ نہیں۔ (۳) کیا زید خالدہ پر قبضہ کر سکتا ہے یا نہیں (۴) زید کے واسطے تجدید نکاح کی ضرورت ہے کہ نہیں۔

الجواب: - طلاق بائنہ اس صورت میں شرعاً ثابت ہے، دو مردِ عادل نمازی کی گواہی اس بارہ میں کافی ہے[1]، تیسرے گواہ کی داڑھی اگر غیر مشروع ہے تو اس کی گواہی معتبر نہیں ہے، مگر کسی گواہ کا سزا یافتہ ہونا اور بعد توبہ کے نیک ہو جانا، اسی طرح بازار میں دکان خیانت کرنا مانع عن الشہادت نہیں ہے کما فی کتب[2] الفقہ پس جب کہ ثابت ہوا کہ طلاق بائنہ اس صورت میں خالدہ پر واقع ہوگئی تو زید کا دعوی دخل زوجیت کا باطل ہے اگر عورت راضی ہو تو تجدید نکاح ہو سکتی ہے۔

شوہر اگر طلاق کا اقرار کرلے تو طلاق ہو جاتی ہے

سوال (۹۱۷) ایک عورت نے بیان کیا کہ میرے خاوند نے مجھ کو بارہا طلاق زبانی دیدی ہے اور دو تین مسلمان کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے سامنے اپنی عورت کو طلاق دینے کا اقرار کیا ہے، اور عورت نے جب خاوند سے دریافت کیا تو اس نے طلاق سے انکار کیا، اس صورت میں اگر عورت کسی امام مسجد سے بعد عدت کے نکاح کر لیوے تو امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا کیا۔

الجواب: - اقرار طلاق کا کرنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگر دو مسلمان نمازی پرہیزگار گواہی اقرار طلاق کی دیتے ہیں تو عورت شرعاً مطلقہ ہوگئی، بعد عدت کے

---

[1] ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالاً أو غيره كنكاح وطلاق ووكالة" رجلان إلا أو رجل وامرأتان الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ص۴۹۴، ظفیر۔ [2] والفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة (رد المحتار باب القبول وعدمه ص۵۲۳) ان صاحب الصناعة الدنية كالزبال والحائك مقبول الشهادة اذا كان عدلاً في الصحيح (ايضاً ص۵۲۳) ظفیر۔

دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور انکار شوہر کا معتبر نہیں ولو قیل لہ طلقت امرأتك فقال نعم او بلیٰ بالھجاء طلقت الخ درمختار وفیہ ایضا ولو نکحھا قبل امس وقع الآن لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال الخ پس جب کہ طلاق ہو گئی تو بعد عدت کے وہ عورت جس کسی سے نکاح کرے درست ہے اور امام مذکور پر کچھ الزام نہیں اور نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔

صورت مسئولہ میں طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۷۹۲) زید نے اپنی لڑکی سلمہ کا جو چھ سات ماہ کی بچی تھی بکر کے ساتھ نکاح کر دیا، بعدہ زید اور اس کی منکوحہ کے درمیان منازعت و مخالفت ہو گئی، جس پر منکوحہ زید اپنی دختر نابالغہ سلمہ کو لے کر ماں باپ کے گھر چلی گئی، سولہ سترہ برس وہاں رہی، جب سلمہ بالغہ ہوئی تو بکر نے سلمہ کے نانا سے زفاف کی خواستگاری کی تو انھوں نے نکاح کا انکار کیا تو بکر بذریعہ عدالت چارہ جو ہوا، اور نکاح کے ثبوت کی شہادتیں دلائیں اور زید نے بھی نکاح کر دینا تسلیم کیا، جس پر مجسٹریٹ نے فیصلہ بحق بکر کر دیا، بعدہ سلمہ نے اپیل کی جس پر بکر نے یہ کہا کہ اگر سلمہ کے نانا حلفیہ جو کچھ لکھ دیوے تو میں اسی پر کاربند ہوں گا، سلمہ کے نانا نے قرآن شریف اٹھا کر بیان کیا کہ بکر کے اور سلمہ کے درمیان کوئی نکاح نہیں ہے، اس پر عدالت نے فیصلہ کر دیا، اب کیا بکر کے کاربند ہونے کا لفظ طلاق کنائی ہوگا یا نہیں، سلمہ اب نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح سلمہ نابالغہ کا جو اس کے باپ نے کیا تھا صحیح ہے اور بکر کے اس لفظ کاربند ہونے کا کہنے سے طلاق نہیں ہوئی لانہ لیس من الفظ صریح الطلاق ولا من کنایاتہ قال فی الشامی واراد بما اللفظ او ما یقوم مقامہ من الکتابۃ المستبینۃ والاشارۃ المفہومۃ الخ (الخ) لان

ہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

رکن الطلاق اللفظ او مایقوم مقامہ [1]

طلاق کے معنی نہ جانتا ہو مگر وہ لفظ کہنے کی گواہی دے تو اس سے طلاق ثابت ہوگی

سوال (۷۹۳) کیا اگر کوئی گواہ تعریف طلاق نہ بیان کر سکے اور کہے کہ میں یہ نہیں جانتا کہ طلاق کس کو کہتے ہیں مگر وہ گواہ زید کے اس قول کی شہادت دے کہ میرے سامنے زید نے ہندہ کو تین مرتبہ یہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی، تو فرمایا جائے کہ وقوع طلاق کے لئے ایسی شہادت کافی ہوگی یا نہیں، بیانات گواہان مسمیان قیدار خاں و تولا خاں ہمرشتہ استفتاء ہذا ہیں۔

الجواب:- ایسی شہادت ثبوت طلاق کے لئے کافی ہے اور طلاق واقع ہو جاوے گی۔

میل ملاپ سے مایوسی کے وقت طلاق نہ دینا کیسا ہے

سوال (۷۹۴) زوجہ و شوہر میں دلی رنجش ہے۔ میل ہونے کی امید ختم ہو چکی ہے، عورت طلاق چاہتی ہے شوہر طلاق نہ دے تو اس کو گناہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی صورت میں شوہر طلاق نہ دینے سے گناہگار ہوتا ہے [2]۔

تنہائی کی طلاق واقع ہوتی ہے

سوال (۷۹۵) زید نے اپنی زوجہ کو تنہائی میں کوٹھے کے اندر طلاق دی اور کہا مجھ سے اب کوئی تعلق نہیں رہا، پھر بعد میں لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ پس طلاق کس وقت واقع ہوئی اور عدت کب سے شمار ہوگی۔

الجواب:- طلاق اسی وقت واقع ہوگئی جس وقت زید نے تنہائی میں طلاق دی اور عدت بھی اسی وقت سے شمار ہوگی۔

---

[1] رد المحتار باب الصریح ص ۵۸۱ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ویجب لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفیر

نابالغ شوہر کی عورت دوسری شادی نہیں کرسکتی

سوال (۷۹۶) زید کی شادی اس کے تایا چچا نے صغرسنی میں کردی تھی، منکوحہ زید ایک سال سے بالغہ ہے، زید کے بالغ ہونے کی ابھی دو تین سال تک امید نہیں ہے، زید کے تایا چچا آزاد نہیں کرتے، منکوحہ بالغہ بغیر شوہر واس کے تایا چچا کی آزادگی وطلاق کے نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید کے تایا چچا اگر زید کی طرف سے طلاق دیں بھی تو وہ معتبر نہیں طلاق واقع نہیں ہوگی، اور نہ زید نابالغ کی طلاق واقع ہوسکتی ہے، پس اس صورت میں منکوحہ بالغہ نکاح ثانی نہیں کرسکتی۔ کما ورد فی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق[1]

نکاح ہوا مگر شوہر نے نہ نان نفقہ دیا نہ حقوق شوہری ادا کئے کیا حکم ہے

سوال (۷۹۷) ایک لڑکی کا نکاح اس شخص کے ساتھ کردیا، لیکن اب لڑکی والدین کے گھر ہے، شوہر نہ اس کو نان نفقہ دیتا ہے نہ صحبت اور خلوت ہوئی، صحبت اور خلوت نہ ہونے سے نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے یا نہ۔

الجواب:- پہلا نکاح اس لڑکی کا صحیح ہوگیا، اور خلوت یا صحبت نہ ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک شوہر اول سے طلاق نہ لی جاوے اور عدت نہ گذر جاوے دوسرا نکاح اس کا صحیح نہیں ہے۔

قسم کھانا کہ دوسرا نکاح کروں تو وہ حرام

سوال (۷۹۸) زید نے قسم کھائی کہ اگر میں ہندہ کے سوا دوسرا نکاح کروں تو وہ بی بی مجھ پر حرام ہے اگر اب زید دوسرا نکاح کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- دوسری منکوحہ پر طلاق واقع ہوجاوے گی۔[2]

---

[1] ابن ماجہ کتاب الطلاق۔ ظفیر۔ [2] وتنحل الیمین بعد وجود الشرط مطلقاً (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۰ / ۲) ظفیر۔

یہ کہنا کہ دنیا کی ساری عورتیں میری ماں ہیں

سوال (۷۹۹) زید نے کہا دنیا کی کل عورتیں میری ماں ہیں، اب زید کسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا کیا؟ -

الجواب: - یہ قول لغو ہے جس عورت سے چاہے نکاح کر سکتا ہے -

مطلقہ سے جماع

سوال (۸۰۰) زید طلاق والی بیوی سے جماع کرتا ہے اور زید مسجد کا امام ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہ -

الجواب: - ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[۱] -

حلالہ میں جماع کا شرط ہونا

سوال (۸۰۱) بغیر جماع شوہر ثانی مطلقہ شوہر اول کے لئے حلال ہو جاتی ہے یا نہیں؟ -

الجواب: - بغیر جماع شوہر ثانی شوہر اول کے لئے مطلقہ ثلثہ حلال نہیں ہو سکتی[۲]۔

یہ کہنا کہ فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر طلاق

سوال (۸۰۲) زید نے قسم کھائی کہ اگر فلاں کام کروں تو میری زوجہ پر تین طلاق ہیں، اب زید نے وہ فعل کیا تو زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ -

الجواب: - اس صورت میں تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی[۳] -

شوہر سے یہ کابین نامہ لکھوانا کہ بلا اجازت دوسری شادی نہ کروں گا

سوال (۸۰۳) ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اس میں چار شرائط ہوتے ہیں، منجملہ ان شرطوں کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت کے

---

[۱] ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق مختصرا (در مختار باب الامامة ص۵۲۳ ج۱) ظفیر [۲] وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا الخ (ہدایہ ص۳۹۹ ج۲) ظفیر [۳] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۹۹ ج۲) ظفیر۔

دوسری شادی نہ کروں گا اگر کروں گا تو طلاق ہے، اور یہ شرط فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع کے مخالف ہے یا نہیں، اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع[1] میں امر وجوب کا نہیں ہے بالاتفاق امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے، پس اگر لڑکی کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہنچے گی، ایسی شرط کرلیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کرلینا اچھا نہیں ہے۔ بہرحال جب شوہر اس تعلیق کو تسلیم کرے گا تو بصورت تحقق شرط وقوع جزاء ضروری ہے یعنی طلاق واقع ہوجاوے گی۔ قبل از عقد جب تک اضافت الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا، لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق کو زوجہ اولیٰ کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے تو اس میں قبل عقد اور بعد عقد برابر ہے، اگر بعد نکاح زوجہ اولیٰ وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوجاوے[2] گی۔

گونگے کی طلاق واقع کس طرح ہوتی ہے

سوال (۸۰۴) زید گونگا بہرا نابینا ہے، اس کے والد نے بوقت بلوغ اس کا عقد ایک عورت سے کرادیا تھا، ایجاب وقبول زید کی جانب سے زید کے والد نے کیا تھا، ایک زمانہ تک اشارہ وغیرہ سمجھتا رہا، اب ۵-۶ سال سے اشارہ بالکل نہیں سمجھتا، اس کی زوجہ علٰحدگی چاہتی ہے، علٰحدگی کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہوجاتی ہے یعنی جو اشارہ طلاق کا اور علٰحدہ کرنے کا معہود ومعلوم ہو، اگر وہ اس طریق سے اشارہ کردے تو طلاق واقع

---

[1] سورۃ النساء رکوع ۱-۶ ظفیر [2] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علیٰ ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۶۵ ج ۲) ظفیر

ہوجاوے گی اور اگر گونگا لکھنا جانتا ہو تو لکھنے سے طلاق واقع ہوگی: اس صورت میں کسی اور اشارہ سے طلاق واقع نہ ہوگی کذا فی الدر المختار ورد المختار الشامی[1] اور اگر نہ کوئی اشارہ طلاق کا وہ کرسکتا ہو اور نہ لکھ سکتا ہو تو پھر طلاق واقع ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور نکاح ثانی کرنا اس کی زوجہ کو بدون طلاق کے درست نہیں ہے۔

عورت طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر انکار تو کیا کیا جائے

سوال (۸۰۵) اگر عورت مدعیہ تین طلاق کی ہو اور شوہر طلاق سے انکار کرتا ہو تو طلاق کے ثبوت کی کیا صورت ہوسکتی ہے، آیا گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوجاوے گی یا کیا، اور کیسے گواہوں کی گواہی سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔ اور طلاق کے ثبوت کے لئے تحریری طلاق ہونا ضروری تو نہیں، اگر زبانی طلاق دیدیوے تو کیا حکم شریعت مطہرہ دیتی ہے، اور عورت نان نفقہ کا دعویٰ کرتی ہے، یہ دعویٰ طلاق کے دعویٰ کے منافی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جس صورت میں عورت دعویٰ طلاق کا کرے اور شوہر منکر ہو طلاق سے تو دو گواہ عادل مسلمان یعنی نمازی پرہیزگار فسق وفجور سے بچنے والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو گواہ باہم متفق اللفظ والمعنی گواہی دیویں، گواہوں کا اختلاف یہاں بھی موجب رد شہادت ہے، درمختار میں ہے

---

[1] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل الخ او اخرس باشارته المعهودة فانها تکون کعبارة الناطق استحسانا (در مختار) وفی التتارخانیة عن الینابیع ویقع طلاق الاخرس بالاشارة یرید به الذی ولد وهو اخرس الخ فان کان الاخرس لا یکتب وکان له اشارة تعرف فی طلاقه ونکاحه وشرائه وبیعه فهو جائز الخ (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۴ ج ۲) ظفیر۔

ولزم فی الکل لفظ اشهد لقبولها والعدالة لوجوبه[1] وایضاً فی الدر المختار وكذا تجب مطابقة الشهادتين لفظاً ومعنى[2] پس صورتِ مسئولہ میں اور واقعہ مذکورہ میں اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان، طلاق کی گواہی دیں تو شرعاً طلاق ثابت ہے۔ اور بصورت ثابت ہونے تین طلاق کے "علاقہ نکاح" مابین الزوجین منقطع ہے اور واضح ہو کہ طلاق واقع ہونے کے لئے شرعاً لکھنے کی ضرورت نہیں جب شوہر اگر زبانی طلاق دیدے اور تحریر میں نہ لاوے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور نان نفقہ کا دعوی کرنا عورت کا دعویٰ طلاق کو مضر نہیں ہے۔

شوہر کے پابند شریعت نہ ہونے کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا

سوال (۸۰۶) ایک لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا مگر شوہر اور اس کے گھر والے بد دین ہیں یعنی نماز، روزہ کے پابند نہیں اور پاخانہ کے لئے عورتیں جنگل میں جاتی ہیں تو ایسی حالت میں اس لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ؟ اور لڑکی مہر پانے کی مستحق ہے یا نہ اگر مہر کے عوض میں طلاق لی جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح ہو گیا اب بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اگر لڑکی بوجہ شوہر کے اور اس کے گھر والوں کی بد دینی کی وجہ سے وہاں جانا نہیں چاہتی تو جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے اگر مہر کے عوض وہ طلاق دے تو ایسا ہی کیا جاوے، اگر عورت سے صحبت ہو گئی ہے تو مہر پورا واجب[3] ہے۔

طلاق معلق سے بچنے کی تدبیر

سوال (۸۰۷) زید نے بحالت غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں یہ کہہ دیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں تو میری زوجہ کو تین طلاق، لیکن زید اپنے اس قول سے نہایت پشیمان ہے اور باپ کی خدمت

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۰۶۔ ظفیر۔ [2] ومن سمى مهراً عشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها (هدایه ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر۔

کرنا چاہتا ہے سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اس کے باپ کا نہیں ہے۔ مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے، اگر خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنے کو تیار ہے۔

الجواب:۔ باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی، پس تدبیر تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی جاوے اور عدت یعنی تین حیض پورے ہونے دیں یہاں تک کہ عدت ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج وعلیحدہ ہو جاوے گی، اس وقت باپ کی خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی، کیونکہ وہ عورت اس وقت محل طلاق نہیں ہے، پھر نکاح اس عورت سے دو گواہوں کے روبرو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کرلیوے، اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ وہ تعلیق اور قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی، ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

بلاعذر گواہی میں تاخیر

سوال (۸۰۸) زید ہندہ کو طلاق دے کر اس کے ساتھ شب باشی کرتا رہا، دو لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ اب دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ طلاق کے گواہ اگر بلاعذر گواہی دینے میں تاخیر کریں فاسق ہو جاتے ہیں، ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں[2] ہوتی۔

[1] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۹۹/۲) ظفیر۔ [2] ومتی اخر شاھد الحسبۃ شھادتہ بلا عذر فسق فترد الخ (الدر المختار علی ھامش رد المختار ص ۵۱۱/۴) ظفیر۔

بابِ ہشتم

طلاق رجعی سے متعلق احکام و مسائل

دو طلاق کے بعد عدت میں ہمبستری سے رجعت ہوجاتی ہے

سوال (۸۰۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دیدی، اور پھر وہ دونوں زوج اور زوجہ ایک مکان میں رہتے رہے، باز چند دن باز نہ آئے وطی کر بیٹھے۔ اب یہ فرمایئے کہ وہ وطی کرنا ہی رجعت ہوگیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

الجواب:- دو طلاق بھی رجعی ہیں یعنی بعد دو طلاق رجعی کے عدت میں رجعت صحیح ہے، پس اس صورت میں رجعت صحیح ہوگئی اور ہمبستری کرنا شوہر کا عدت میں یہی رجعت ہے، اب دوبارہ رجعت کرنے کی اور نکاح کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ عورت بدستور نکاح میں ہے اور اس کی زوجہ ہے[1]۔

دو صریح طلاق کے بعد بیوی کو لوٹا لینا درست ہے

سوال (۸۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو دو طلاق صریح دی، اب وہ اس کو لوٹا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- دو طلاق صریح کے بعد عدت کے اندر بدون نکاح کے اس

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض والرجعة ان يقول راجعتك او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة الخ (هدایہ باب الرجعة ص ۳۷۳ ج ۲) ظفیر۔

کو لوٹا سکتا ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید کی ضرورت[۱] ہے، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں[۲] ھکذا فی کتب الفقہ۔ قال اللہ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ای التطلیق الذی یراجع بعدہ مَرَّتَانِ ای اثنان فَاِمْسَاكٌ ای فعلیکم امساکھن بعدہ بان تراجعوھن[۳] الخ جلالین۔

غصہ میں دو مرتبہ کہا طلاق دی طلاق دی، کیا حکم ہے

سوال (۸۱۱) بکر نے غصہ میں آکر دو مرتبہ اپنی زوجہ ہندہ کو کہا کہ میں نے طلاق دی طلاق دی، آیا ہندہ کو طلاق ہوئی یا نہیں، اگر طلاق ہوئی تو کونسی، تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا کیا۔

الجواب:۔ اس صورت میں زوجہ بکر مسماۃ ہندہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر رجعت درست ہے اور بعد عدت کے دوبارہ نکاح کرسکتا[۴] ہے ھکذا فی کتب الفقہ۔

نکاح میں رہو یا طلاق لے لو، اس کے جواب میں بیوی نے کہا طلاق لیتی ہوں کیا حکم ہے

سوال (۸۱۲) عمر نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ چاہو تم میرے نکاح میں رہو چاہو طلاق لے لو تم کو اختیار ہے، منکوحہ نے کہا میں طلاق لیتی ہوں، اس صورت میں بھی طلاق بائن ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بھی طلاق رجعی واقع ہوگی کما فی الدرالمختار امرك بیدك فی تطلیقۃ او اختاری تطلیقۃ فاختارت نفسہا طلقت رجعیۃ[۵]

---

[۱] واذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعھا فی عدتھا رضیت بذلك اولم ترض کذا فی الھدایہ (عالمگیری مصری باب الرجعۃ ص۴۴۲ ج۱) واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ وبعد انقضائھا (ایضاً ص۴۳۲) ظفیر۔
[۲] وھی فی حق حرۃ الخ تحیض لطلاق الخ بعد الدخول حقیقۃ او حکما الخ ثلاث حیض کوامل (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب العدۃ ص۸۲۵ ج۲) ظفیر۔ [۳] تفسیر جلالین سورۃ البقرۃ ۱۲ ظفیر [۴] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ او تطلیقتین فلہ ان یراجعھا فی عدتھا (ھدایہ باب الرجعۃ ص۳۷۴ ج۲) ظفیر [۵] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب تفویض الطلاق ص۶۶۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

پرچہ لکھ کر طلاق دینے سے کونسی طلاق ہوتی ہے

سوال (۸۱۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک پرچہ لکھ کر دیا جس میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دی، اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی اور کیا حکم ہے۔

الجواب:- لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، پس رقعہ میں جو مضمون شوہر نے لکھا ہے اس سے ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، عدت کے اندر رجعت اس میں صحیح ہے، یعنی بدون نکاح کے شوہر اس کو لوٹا سکتا ہے اور رکھ سکتا ہے، قال فی الدر المختار یقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح[1] واحدۃ رجعیۃ[2] الخ۔

ہم اس کو طلاق دیتے ہیں کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی

سوال (۸۱۴) زید نے اپنی بیوی ہندہ کے متعلق ایک خط پنچ کے نام لکھا، جس میں حسب ذیل فقرے لکھے ہیں، کل پنچان کو معلوم ہو کہ ہم نے اس لڑکی سے بھر پایا، آپ ہمارا زیور وغیرہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے لے کر ہمارے ماں باپ کے پاس بھجوا دیجئے ہم اس کو نہیں رکھیں گے اس کے ماں باپ کہتے تھے کہ ہماری لڑکی کو جواب دو، سو اب ہم خود طلاق دیتے ہیں۔ پس اس صورت میں کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

الجواب:- اس صورت میں ایک طلاق رجعی اس کی عورت پر واقع ہوئی ہے کیونکہ طلاق صرف اس لفظ سے واقع ہوئی ہے "اب ہم خود طلاق دیتے ہیں۔" اور کوئی لفظ طلاق کا اس مضمون میں نہیں ہے، لہٰذا اس لفظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲ ظفیر

[2] صریحہ مالم یستعمل الا فیہ الخ کطلقتک وانت طالق الخ یقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح الخ واحدۃ رجعیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ و ص ۵۹۱ ج ۲) ظفیر۔

آج سے اس کو طلاق ہی سمجھو کہا تو کونسی طلاق ہوئی

سوال (۸۱۵) زید نے اپنی بیوی سے ناخوش ہوکر ایک محلہ کی عورت کو مخاطب کر کے اپنی بیوی کی نسبت کہا کہ آج سے ان کو طلاق ہی سمجھو، دوسرے یہ کہ آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاوا کریں تو اپنی لڑکی سے زنا کریں، اس صورت میں کونسی طلاق ہوئی، دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں زید کی زوجہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اور دوسرا جملہ کہ آج سے اگر ہم ان سے بیوی کا برتاوا کریں الخ یہ لغو ہے، پس عدت میں رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہوسکتا ہے، اور کچھ کفارہ اس میں نہیں ہے۔[1]

ایک طلاق دے کر متعدد لوگوں سے کہتا رہا کہ طلاق دیدی تو کتنی طلاق واقع ہوگی

سوال (۸۱۶) زید نے اپنی سسرال میں چچیا ساس کے سامنے کہا کہ بیوی کو کہدو کہ ہم نے طلاق دیا۔ پھر اپنی سالیوں کے سامنے کہا کہ ہم نے تمہاری بہن کو طلاق دیدیا، پھر باہر مردوں میں بھی کہا کہ ہم نے طلاق دیدیا اور چوتھے شخص سے بھی ایسا ہی کہا، مگر یہ تین بار جو اول دفعہ کے بعد طلاق کا تکرار کیا گیا یہ محض بغرض اطلاع واخبار کے کہا ہے، اس سے تجدد وتعدد طلاق مراد نہیں تھا، اب جو کچھ حکم ہو مطلع فرمایئے۔

الجواب:- اگر نیت زید کی دوبارہ اور سہ بارہ وغیرہ سے خبر دینا اسی طلاق اول کی ہے تو اس کی زوجہ پر صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی[2]، اور حکم اس کا یہ ہے کہ عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے ہوسکتا ہے

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (هدايه باب الرجعة ص۳۹۴ و ص۳۹۹) ظفير

[2] واذا قال انت طالق ثم قيل له ما قلت فقال قد طلقتها او قلت هي طالق فهي طالق واحدة لانه جواب (رد المحتار باب الصريح ص۴۴۳) ظفير۔

شراب پی کر دو طلاق دی کیا حکم ہے

سوال (۸۱۷) ایک شخص نے شراب پی اور حالت مدہوشی و غصہ میں اپنی زوجہ کو دو طلاق دی، آیا طلاق بائن پڑی یا نہیں۔

الجواب:- ایک یا دو طلاق صریح سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے بائنہ نہیں ہوتی[1] اور شراب کے نشہ کی طلاق واقع ہوتی ہے و فی التتارخانیہ طلاق السکران واقع اذا اسکر من الخمر او النبیذ۔ رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۹ ج ۲ ۔ ظفیر)۔

دو طلاق دی اور رجوع کر لیا۔ اب چار سال بعد پھر طلاق دی تو کیا حکم ہے

سوال (۸۱۸) ایک عورت کا یہ خیال ہے کہ عرصہ تین چار سال کا ہوا، اس کو اس کے شوہر نے دو طلاق دی تھی اور درمیان عدت کے رجوع کر لیا تھا۔ اب تین چار سال کے بعد ایک طلاق اور دیدی، آیا یہ بعد کو دی ہوئی طلاق اور طلاقوں سے ملحق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- مطلقہ کی عدت کے بعد اگر پھر اس کو طلاق دی جاوے تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی، کیونکہ طلاق کے لاحق ہونے کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ عدت کے اندر مکرر طلاق دی جاوے، در مختار میں ہے الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدۃ قولہ بشرط العدۃ ھذا الشرط لابد منہ فی جمیع صور اللحاق[2] الشامی۔

جعلی داماد بن کر جس نے طلاق دی ہے اس کی خود بیوی پر طلاق ہو جائے گی

سوال (۸۱۹) عمر زید کا داماد ہے، زید نے عمر سے کسی دشمنی کی وجہ سے بکر کو اپنا جعلی داماد بنا کر یعنی بغیر اس کے کہ واقع میں زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کیا ہو، عدالت میں حاکم کے روبرو یہ بات ظاہر کی کہ یہ بکر میرا داماد ہے، حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے

---

[1] صریحہ ما لم یستعمل الا فیہ کطلقتک وانت طالق و یقع بہا واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافہا من البائن او لم ینو شیئا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۸۹ ج ۲ ظفیر۔
[2] ایضا باب الکنایات ص ۶۴۲ ج ۲ ظفیر

جعلی داماد نے حاکم کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں، اور جعلی داماد کے واقع میں ایک بیوی ہے، تو یہ طلاق اور طلاق نامہ جو حاکم کے روبرو لکھا گیا اس کی نفس الامر بیوی کے حق میں معتبر ہوگا یا نہیں۔ اور بکر کی واقعی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں بکر کی واقعی بیوی پر طلاق واقع ہوجاوے گی۔

قال فی الدر المختار باب الصریح صریحہ مالم یستعمل الا فیہ کطلقتک الخ ویقع بھا واحدۃ رجعیۃ وان نوی خلافھا[1] الخ وقال علیہ الصلوۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد وعد صلے اللہ علیہ وسلم منھن الطلاق[2]۔

سوال (۸۲۰) | ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں لکھا تو کیا حکم ہے | ایک شخص نے اپنے خسر کو یہ لکھا کہ تمہاری لڑکی ہمارے ماں باپ سے برابر تکرار کرتی ہے، ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوئی یا نہیں، اور کوئی صورت اس کی زوجیت میں رہنے کی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر الفاظ مذکورہ فی السوال سے کہ (ہم اس کو برابر طلاق دیتے ہیں) ایک طلاق واقع ہوگئی اور یہ طلاق رجعی ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون نکاح کے رجعت کرسکتا ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بدون حلالہ کے درست ہے قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان[3] الآیہ یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں پھر شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو رکھ لے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دے بھلائی کے ساتھ یعنی اضرار مقصود نہ ہو۔

سوال (۸۲۱) | ایک طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح ہوگا | ایک شخص اپنی بیوی کو ایک دفعہ طلاق دیدے اگر طلاق واقع ہوگئی تو دوبارہ کس طرح نکاح ہوسکتا ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص ۵۹۰ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر
[2] مشکوۃ باب الطلاق۔ ظفیر۔ [3] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔

الجواب:- اس کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی اگر عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر اس کو بدوں نکاح کے پھر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت پوری ہوگئی ہو تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے[1]۔

طلاق رجعی میں بوسہ سے رجعت ہوجاتی ہے

سوال (۸۲۲) اگر صورت مسئولہ میں بجائے قول مذکور کے زید نے یہ کہا ہو کہ جب عرصہ دراز سے ہمارے تمہارے درمیان خاص تعلق نہیں ہے تو طلاق تو مدت ہوئی ہو چکی پھر طلاق کیا مانگتی ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے آیا طلاق ہوئی یا کیا؟ اگر طلاق رجعی ہو تو اگر زید ہندہ کا شہوت سے بوسہ لے تو رجعت صحیح ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ معلوم ہوا کہ اس صورت یعنی دوسری صورت میں طلاق رجعی واقع ہوئی تو تقبیل بالشہوۃ سے عدت میں رجعت صحیح ہوگئی، در مختار میں ہے وبکل مایوجب حرمۃ المصاہرۃ الخ وفی الشامی قال فی البحر ودخل الوطی والتقبیل بشہوۃ الخ[2]

میں نے طلاق دی کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت میں رجعت ہوجاتی ہے

سوال (۸۲۳) زید نے اپنی زوجہ کو ایک بار یہ کہا کہ میں نے تم کو طلاق دیا، اس صورت میں کیسی طلاق ہوئی اور اس کی رجعت کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- اگر منکوحہ اس کی مدخولہ ہے تو یہ طلاق رجعی ہوئی، عدت میں رجعت

---

[1] اذا طلق الرجل امرأتہ تطلیقۃ رجعیۃ الخ فلہ ان یراجعہا فی عدتہا الخ واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ وبعد انقضائہا (عالمگیری مصری باب الرجعۃ ص ۱۳۱ ج ۱-۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

بلا نکاح صحیح ہے[1]۔

عدت میں رجعت درست ہے

سوال (۸۲۴) ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی، اب عدت میں دس بارہ روز کا وقفہ ہے تو رجعت درست ہے یا نہیں، لفظ یہ ہیں (طلاق قطعی دی)۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر شوہر نے صرف ایک طلاق دی ہے تو عدت میں رجعت کرنا درست ہے یعنی بلا نکاح لوٹا سکتا ہے، شوہر یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا[2]۔ اور قطعی کا لفظ یقینی کے معنی میں ہے اس سے طلاق بائنہ نہیں ہوتی

طلاق بائن میں رجعت نہیں

سوال (۸۲۵) طلاق بائن میں رجوع کرنا درست یا نہیں؟۔

الجواب:۔ طلاق بائن میں رجوع کرنا بدون نکاح کے درست نہیں ہے البتہ اگر طلاق بائن ایک یا دو ہوں تین نہ ہوں تو عدت کے اندر اور بعد عدت کے نکاح جدید بدوں حلالہ کے درست ہے، اور اگر تین طلاق بائنہ دی ہیں تو بدوں حلالہ کے نکاح درست نہیں ہے[3]۔

میں نے طلاق دیدی ہے کہنے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

سوال (۸۲۶) زید نے اپنے خسر بکر کو ایک خط لکھا زبیدہ اپنی دوسری بیوہ بیٹی کو اطلاع دو کہ ہندہ کو میں نے یعنی زید نے طلاق دیدی ہے۔ زبیدہ زید سے نکاح کرلے، زبیدہ نے انکار کیا حالانکہ

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض (الى قوله) والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرأتي الخ (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۲ ج ۲) ظفير۔ [2] ايضاً ص ۳۷۲ ج ۲ ظفير [3] واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الى قوله) وان كان الطلاق ثلثا في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (هدايه ص ۳۷۶ ج ۲) ظفير۔

زید نے ہندہ کے پاس کوئی اطلاع نہیں بھیجی، لیکن ہندہ کو سنتے سناتے اس بات کا علم ہوگیا، اور تین ماہ کے اندر زبیدہ زید کے پاس چلی آئی اور اب زید کے ساتھ ہی رہتی ہے، زید نے ہندہ کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں کیا۔ کیا اس صورت میں ہندہ کو طلاق ہوگئی، اور اگر طلاق ہوگئی تو رجعت کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- اس صورت میں ہندہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی، عدت کے اندر اندر بلا نکاح زید ہندہ کو رجوع کر سکتا ہے، رجعت یہ ہے کہ عدت کے اندر کہہ لیوے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا[1] اور عدت مطلقہ کی تین حیض ہیں۔

ایک دو صریح طلاق کے بعد رجعت درست ہے نکاح جدید کی ضرورت نہیں

سوال (۸۲۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا ایک سال ہندہ زید کے گھر آباد رہی، زید بیمار ہوا کہ امید زندگی ہرگز نہ تھی، برادران زید نے حالت بیماری میں زید سے جبراً طلاق دلائی قبل از گذرنے معیاد عدت زید نے ہندہ سے پھر رجوع کیا، آیا رجوع صحیح ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

الجواب:- اگر طلاق ایک دو صریح زید سے دلائی تب تو عدت کے اندر جو زید نے رجوع کیا وہ صحیح ہوگیا، اور ہندہ بدستور اس کی زوجہ رہی نکاح جدید کی ضرورت نہیں ہے[2]، اور اگر زید سے تین طلاق دلائی گئی تو پھر رجوع کرنا صحیح نہیں ہے، اور بدون حلالہ کے ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح اب نہیں ہو سکتا۔

اگر خاموش نہیں ہوگی تو طلاق کہنے سے کونسی طلاق واقع ہوئی

سوال (۸۲۸) باہم سوتن میں جھگڑا ہو رہا تھا، مرد ایک عورت کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اگر تو خاموش

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض الخ والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرأتي او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ص ۳۴۳ ج ۲) ظفير۔ [2] ايضاً ظفير

نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے اول مرتبہ میں وہ عورت خاموش نہیں ہوئی، پھر دوسری مرتبہ مرد نے کہا اگر خاموش نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے، اس دفعہ بھی خاموش نہیں ہوئی، پھر تیسری مرتبہ مرد نے کہا اگر خاموش نہیں ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے، اس مرتبہ ثالث میں عورت بالکل خاموش ہوگئی، اس صورت میں کے طلاق واقع ہوئی اور شوہر کے طلاق کا مالک رہا، اور شوہر کو اختیار لوٹا لینے کا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، کیونکہ دو طلاق صریح تک رجعی رہتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان[1] ای الطلاق الرجعی اثنان پس عدت کے اندر شوہر اس مطلقہ کو لوٹا سکتا ہے اور بعد عدت کے لوٹانا بلا نکاح جدید کے درست نہیں ہے البتہ نکاح جدید کے ساتھ لوٹا سکتا ہے هکذا فی الدر المختار[2] اور شوہر اس صورت میں ایک طلاق کا اور مالک رہا اگر قبل انقضاء عدت ایک طلاق اور دیدے گا تو تین طلاق واقع ہو جاوے گی پھر بدون حلالہ کے اس سے نکاح درست نہ ہوگا کما ہو مصرح فی کتب الفقہ۔

ایک طلاق دو طلاق میں دو طلاق واقع ہوگی

سوال (۸۲۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تجھ کو ایک طلاق دو طلاق تو اس گھر میں جا، ایک شخص نے طلاق سے کہا کہ ایک طلاق کیوں باقی رکھا، اس نے جواب دیا کہ وہ ایک طلاق تازیست نہ دوں گا بعض عالم کہتے ہیں کہ عورت پر تین طلاق واقع ہوئی کیونکہ ایک طلاق دو طلاق جملہ تین طلاق ہوئی بعض کہتے ہیں کہ دو طلاق رجعی واقع ہوئی کیونکہ عطف مفقود اور سکوت معدوم دونوں کے درمیان انفصال نہیں ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جب کہ نیت شوہر کی ایک اور دو کو جمع کرنے کی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر دو طلاق رجعی واقع ہوں گی جیسا کہ شوہر کے جواب

---

[1] سورۃ البقرہ۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] حوالہ بارہا گذر چکا۔ ظفیر۔

سے بھی معلوم ہوتا ہے[1]۔

طلاق دی دی دی کہنے سے ایک طلاق واقع ہوئی

سوال (۸۳۰) خالد کی زبان سے غصہ کی حالت میں اپنی خوشدامن کے دروازہ میں یہ الفاظ نکلے، زید کی بیٹی جمال النساء کو طلاق دی دی دی، لیکن زوجہ کا نام جمال جہاں ہے مگر ولدیت صحیح ہے۔ آیا غلطی نام زوجہ سے طلاق ہوگئی یا نہیں، دی، دی، دی کا تکرار برائے لفظ طلاق اول ہوگا یا برائے طلاق ثلاثہ۔

الجواب:۔ ایسی غلطی سے طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہو جاتی ہے، دی دی دی کا تکرار تاکید طلاق سابق ہے، لہذا اس صورت میں ایک طلاق رجعی ہی رہے گی[1]۔

ایک طلاق دے کر جب رکھ لیا تو رجعت ہوگئی دوسرے سے اس کا نکاح درست نہیں

سوال (۸۳۱) عمر نے دھوکہ سے زید کو شراب پلوائی اور کئی آدمیوں کی مدد سے زبردستی زید سے طلاق کے الفاظ کہلوائے، لیکن زید کہتا ہے کہ میں نے ہندہ کو صرف ایک ہی دفعہ طلاق دی ہے، حالت درست ہونے کے بعد کچھ عرصہ دونوں میں تعلق زوجیت قائم رہا، زید کسب معاش کے لئے باہر گیا، عمر نے جبراً اس کی زوجہ سے نکاح کر کے اس کو اپنے پاس رکھا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ عورت زید کی منکوحہ ہے کیونکہ زید نے ہندہ کو ایک طلاق دی تھی پھر جب اس کو مثل منکوحہ کے رکھا تو رجعت صحیح ہوگئی[2]، اور نکاح قائم رہا، پھر عمر کا نکاح اس سے

---

[1] و بواحدة فی ثنتین واحدة ان نوی واحدة وثلتین ثلاث وفی غیر الموطوأة واحدة کواحدة وثنتین وان نوی مع الثنتین ثلاث مطلقا (در مختار) فان الواو الجمع فصح ان یراد به معنی الواو (رد المحتار باب الصریح ص۶۱۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها والرجعة ان یقول راجعتک او یطأها او یقبلها او یلمسها بشهوة (هدایه باب الرجعة ص۳۷۴ ج۲) ظفیر۔

صحیح نہیں ہوا۔

طلاقنامہ لکھا سات دن بعد بچہ پیدا ہوا تو اب رجعت نہیں ہو سکتی

سوال (۸۳۲) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو اس کے کہنے پر طلاقنامہ لکھ دیا مگر تین طلاق نہیں لکھی اور نہ اس نے تین دفعہ زبان سے طلاق دی، طلاق دینے کے پندرہ یوم بعد زید اور اس کی بیوی کا دوبارہ میل ہو گیا، زید نے اس کو نان ونفقہ دینا شروع کر دیا، بعد طلاقنامہ کے آٹھ سات روز میں لڑکی پیدا ہو گئی، آیا زید مسماۃ مذکور کو اس طرح اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اگر تین دفعہ طلاق تحریر نہیں کی اور نہ زبانی تین طلاق دی تو اس صورت میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح کے درست تھی مگر جب کہ بوقت طلاق وہ عورت حاملہ تھی تو عدت اس کی وضع حمل تھی جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت اس کی ختم ہو گئی[1]، پس اگر شوہر نے بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کو رجوع نہ کیا تھا تو اب بلا نکاح کے رجوع نہیں کر سکتا، البتہ نکاح جدید بلا حلالہ کے کر سکتا ہے کذا فی کتب[2] الفقہ۔

عدت کے اندر رجوع نہ کرنے سے بائنہ ہو گئی نکاح جدید کرنا ہوگا

سوال (۸۳۳) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی پھر رجوع کرنا چاہا لیکن عورت راضی نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار پانچ ماہ گذر گئے اور عدت پوری ہو گئی، اب زید زوجہ کو رجوع کر سکتا ہے یا کیا۔

الجواب:۔ طلاق رجعی میں شوہر کو عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کرنا درست

---

[1] وفی حق الحامل (وضع جمیع حملها (در مختار) ای بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل (رد المحتار باب العدة ص۸۳۲ ج۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك او لم ترض (هدایه باب الرجعة ص۳۷۳ ج۲)

واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص۴۳۱ ج۱) ظفیر

ہے اور اس میں عورت کی رضامندی کی ضرورت نہیں ہے، بدون رضا و اجازت عورت کے بھی شوہر اس کو عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے لیکن اگر شوہر نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع نہیں کیا خواہ یہ سمجھ کر رجوع نہ کیا کہ بلا رضامندی عورت کے رجوع کرنا درست نہیں ہے تو بعد عدت کے وہ عورت بائنہ ہوگئی، اب بدون نکاح جدید کے اس کو لوٹانا درست نہیں ہے اور نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہوسکتا ہے[۱]۔

طلاق رجعی میں عدت کے اندر جماع سے رجوع ہوجاتا ہے

سوال (۸۳۴) زید نے بسلسلۂ تکرار اپنی زوجہ ہندہ سے دوبار کہا کہ ہم نے تم کو طلاق دی، اس کے بعد قریب زمانہ میں تعداد ایام یاد نہیں جھگڑا رفع ہونے پر زید نے زوجہ سے ہمبستری کی، کیا ایسی حالت میں الفاظ طلاق باطل ہوکر زوجہ بدستور منکوحہ متصور ہوگی اور فعل ہمبستری حلال ہوگا یا حرام۔

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق رجعی ہوئی، لہٰذا اگر عدت میں زید نے اس سے وطی کرلی تو یہ رجعت صحیح ہوگئی اور وہ بدستور زید کی زوجہ ہوگئی، لیکن شرط یہ ہے کہ زید نے عدت کے اندر یعنی طلاق کے بعد تین حیض پورے ہونے سے پہلے صحبت کی ہو[۲]۔

ایک طلاق دی پھر خبر دینے کے طور پر اس کو کئی مرتبہ دہرایا تو کتنی طلاق ہوگی

سوال (۸۳۵) ایک شخص نے غصہ میں کہا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہوں، اس کے بعد وہ اپنے مکان کی طرف چلا، لوگوں نے روکا اس نے کہا مجھے کیوں روکتے ہو میں تو طلاق دے چکا ہوں

---

[۱] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها فى عدتها رضيت بذلك او لم ترض الخ (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۴ ج ۲) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها (عالمگیری مصری باب الرجعة ص ۴۳۰ ج ۱) ظفیر

[۲] والرجعة ان يقول راجعتك الخ او يطأها او يقبلها او يلمسها بشهوة (هدايه باب الرجعة ص ۳۷۴ ج ۲) ظفیر۔

بعدہ گھر میں جاکر اپنی عورت سے کہا کہ تو چلی جا، کسی عورت اجنبیہ کے پوچھنے پر کہ کیوں چلی جاوے، اس نے کہا کہ میں بہت آدمیوں کے سامنے طلاق دے چکا ہوں، وہ شخص کہتا ہے کہ بعد کے الفاظ میں نے خبر دینے اور بتلانے کے واسطے کہے ہیں دوبارہ طلاق دینے کے لئے نہیں کہے، تو ان جملوں سے طلاق رجعی ہوئی یا طلاق مغلظہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں جب کہ شخص مذکور نے دوسری اور تیسری مرتبہ لفظ طلاق کا پہلی طلاق کے خبر دینے کی غرض سے کہا ہے اور جدید طلاق دینے کی نیت سے نہیں کہا تو اس عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوئی، اس میں عدت کے اندر رجعت بلا نکاح جدید کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید کے ساتھ رجوع کر سکتا ہے کذا فی الدر المختار[1]۔

دو طلاق کے بعد رجعت کرلی پھر جب تیسری طلاق دی تو اب وہ مغلظہ ہوگئی

سوال (۸۳۵) زید نے ہندہ کو ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کرلی اندر عدت کے، پھر چند ماہ بعد ایک اور طلاق رجعی دے کر اس سے بھی رجعت کرلی، پھر چند مہینہ کے بعد ایک اور طلاق رجعی دیدی، اس صورت میں تین طلاق زید کی زوجہ ہندہ پر واقع ہوئی یا رجعی:

الجواب:۔ اس صورت میں اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی، یعنی تین طلاق کے ساتھ بائنہ مغلظہ ہوگئی، اب بدون حلالہ کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کر سکتا[2]۔

اگر آج رات نہ آئی تو طلاق پھر نہ آئی تو رجعی طلاق پڑے گی

سوال (۸۳۶) اگر کوئی عورت بغیر اپنے شوہر کی رضامندی واجازت کے اپنی ماں کے گھر چلی جاوے

---

[1] حوالہ گذر چکا ۱۲ ظفیر [2] الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الآیۃ فان طلقہا فلا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ (سورۃ البقرۃ ۲ - ۲۸) لا ینکح مطلقۃ من نکاح صحیح نافذ بہا ای بالثلاث الا حتی یطأہا غیرہ بنکاح نافذ الآیۃ وتمضی عدۃ الثانی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۴۶۰ / ۲) ظفیر۔

اور اس کا شوہر ایک مرتبہ یہ کہے کہ اگر آج رات میں نہ آئی تو اس کو طلاق ہے اور باوجود بلانے کے عورت نہ آئی تو اس پر کس قسم کی طلاق واقع ہوئی۔

(۲) اگر طلاق رجعی پڑی تو رجوع کرنے میں عورت اور اس کے والدین کے اختیارات کیا ہیں۔

(۳) اگر مرد رجوع کرنا چاہے اور عورت یا اس کے والدین رضامند نہ ہوں تو کیا حکم ہے۔ رجوع کرنے میں عورت کی موجودگی ضروری ہے یا نہیں۔ بعد رجوع کے دونوں کا ملنا ضروری ہے یا نہیں۔

(۴) جب کہ عورت کی شرط طلاق پوری نہ کرنے کی وجہ سے طلاق پڑی تو طلاق کی ذمہ داری عورت پر رہی یا مرد پر اور مہر کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- (۱ تا ۳) اس صورت میں صرف ایک طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر شوہر اس کو بدون عورت کی رضامندی اور اجازت کے اور بدون اس کے والدین کی رضا و اجازت کے رجوع کر سکتا ہے یعنی زبان سے یہ کہہ دے کہ میں نے اس کو رجوع کر لیا اور بدستور اپنی زوجہ اس کو قائم رکھا عورت کے پاس ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ صحبت وغیرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف زبان سے کہہ لینے سے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کر لیا رجعت صحیح ہو جاتی ہے اور نکاح قائم رہتا ہے۔ درمختار میں ہے وتصح بنحو راجعتک الخ وان ابت الخ۔[1]

(۴) اس صورت میں عورت نے وہ کام کیا جو کہ سبب ہوا طلاق کے واقع ہونے کا۔

نشہ کی حالت میں طلاق دی ہوش کے بعد رجوع کر لیا کیا حکم ہے

سوال (۸۳۸) ایک شخص نے بحالت نشہ دو ایک آدمیوں کے بہکانے سے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، ہوش میں آنے کے بعد انھوں نے دوسرے دن رجوع کر لیا اس صورت

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۲۸ و ص ۲۹ ج ۲۔ ظفیر

میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور رجوع کرنا صحیح ہوگیا یا نہ۔

الجواب:۔ نشہ کی حالت میں شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے درمختار لیکن اگر اس نے ایک یا دو طلاق صریح دی تھی تین طلاق نہ دی تھی تو بعد ہوشیار ہونے کے اور نشہ زائل ہونے کے رجوع کرلینا اس کا درست ہے اور بعد رجوع کرلینے کے وہ عورت بدستور اس کی زوجہ رہے گی اور نکاح قائم رہے گا قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای الطلاق الرجعی اثنان وقال فی الدر المختار وتصح بنحو راجعتك الخ ان لم یطلق بائنا الخ وفی الشامی قلت ھی ای شروط الرجعۃ ان لا یکون الطلاق ثلاثاً[1] الخ

ایک طلاق دو طلاق دی کہنے سے کتنی طلاق ہوتی ہے جبکہ نیت رجعت کی ہو

سوال (۸۳۹) ایک شخص نے بحالت غضب اپنی بیوی کو کہا کہ ایک طلاق دو طلاق دیا نیت رجعت کی تھی اور یہ کہ عورت کو زجر ہوجاوے تو اس سے تین طلاق ہوئی یا دو؟ اور رجعت ہوسکتی ہے یا نہ اور اگر مثلاً عورت کو لفظ خطاب سے کہے کہ تجھ کو طلاق دیا یا صیغۂ غائب سے کہے تو خطاب اور عدم خطاب سے کچھ فرق ہوتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ دراصل اس لفظ سے کہ ایک طلاق دو طلاق دیا تین طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوتی ہیں، کما یفھم من قول صاحب الدر المختار وان نوی واحدۃ وثنتین فثلث لو مدخولۃ بھا وفی غیر الموطوءۃ واحدۃ کقولہ لھا واحدۃ وثنتین لانہ لم یبق للثنتین محل[2] یعنی غیر مدخولہ میں ایک طلاق کہنے سے بائنہ ہوجاتی ہے اور دو کے لئے عورت محل نہ رہے گی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مدخولہ ہے تو تین طلاق واقع ہوں گی لیکن اگر شوہر کی نیت

---

[1] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷ ج ۲۔ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الصریح ص ۶۳۰ ج ۲۔ ظفیر

انتساب اور اعراض کی ہے یعنی یہ کہ ایک نہیں بلکہ دو طلاق دیا یعنی ایک پہلی اور ایک اور طلاق دی تو دیانۃً یہ نیت اس کی معتبر ہو جاوے گی اور دو طلاق واقع ہوں گی، اور رجعت عدت میں صحیح ہوگی اور دونوں صورتوں کا حکم ایک ہے۔

طلاق کے بعد رجعت جائز ہے اور بعد عدت نکاح

سوال (۸۰۴) مسمی عظیم اللہ کی عورت مسماۃ وحیدن ایک روز بلا اجازت شوہر کے ایک ملاقاتی عورت کے مکان پر جو اس کی بچپن کی سہیلی تھی اور اس کی ہم قوم تھی چلی گئی اور ایک رات اس کے یہاں رہ گئی، اور پھر صبح کو جب اپنے مکان پر آئی تو برادری کے لوگ جو اس عورت کے اور اس کے شوہر کے مخالف اور اس کے برخلاف تھے، انھوں نے مسماۃ وحیدن کو اس کی سہیلی مسماۃ رسولن کے شوہر سے متہم کیا جس کے نو ماہ بعد وحیدن کے لڑکا پیدا ہوا، لیکن اس تہمت کے بعد مسماۃ وحیدن کو اپنے مکان پر آکر حیض آیا جیسا کہ گھر اور محلہ کی عورتوں اور خود عظیم اللہ سے معلوم ہوا۔ نیز عظیم اللہ نے ان تہمتوں کا کوئی اثر قبول نہیں کیا اور بیوی سے تعلقات بدستور رکھے، اس کے بعد عظیم اللہ کلکتہ چلا گیا جب برادری کے لوگوں نے اس کے باپ اور گھر والوں کو زیادہ تنگ کیا تو انھوں نے عظیم اللہ کو خط لکھا جس کے جواب میں اس نے کلکتہ سے یہ الفاظ لکھ کر بھیجے کہ ہم نے مسماۃ وحیدن اپنی بیوی کو طلاق دیا، لیکن اس کے باوجود مسماۃ وحیدن اس کی زوجیت میں ہے اور فریقین کا دل صاف ہے، اس کے بعد اس کے ایک لڑکی اور بھی پیدا ہوئی، مگر برادری کے لوگ اب تک اس کے باپ وغیرہ کو برادری سے خارج کئے ہوئے ہیں کہ طلاقی عورت کو عظیم اللہ کیوں اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے۔

الجواب:۔ عظیم اللہ نے اگر اپنی بیوی مسماۃ وحیدن کو صرف ایک طلاق دی ہے جیسا کہ اپنے خط میں لکھا ہے تو اس صورت میں عدت کے اندر رجوع کر لینا بدون نکاح کے درست ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید بنا حلالہ ہو سکتا ہے،

پس اگر عظیم اللہ نے عدت کے اندر اپنی زوجہ کو رجوع کرلیا تھا تو ان کا نکاح قائم ہے[1]،
اور برادری کے لوگوں کی یہ زیادتی اور ظلم ہے کہ بے وجہ عظیم اللہ اور اس کے باپ کو تنگ
کرتے ہیں اور برادری سے خارج کرتے ہیں، اہل برادری کو ایسا معاملہ ہرگز شرعاً جائز
نہیں اور پہلے بھی تہمت لگانا مسماۃ وحیدن پر شرعاً معصیۃ اور گناہ تھا، اس سے توبہ
کرنی چاہئے۔

استفتاء کا پہلا جواب آیا کہ طلاق نہیں ہوئی ساتھ ہے لگا کہ ما بعد جواب ملا طلاق ہوگئی درمیانی مدت کا کیا حکم ہے

سوال (۱۸۴۱) زید نے ایک استفتاء در بارۂ طلاق دو علماء دین کی خدمت میں
روانہ کیا، پہلے جواب میں یہ تھا کہ طلاق عائد نہیں ہوئی، چنانچہ زید نے فوراً اپنی زوجہ
سے رجوع کرلیا، اس کے بعد دوسرا جواب موصول ہوا جو زید کو نہیں دکھلایا گیا، اس
اثناء میں زید کی بیوی حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- پہلے فتوی کے بعد جو رجوع کیا گیا اور وطی ہوئی اور حمل قرار پایا
اور لڑکا پیدا ہوا، یہ سب مستفتی کے حق میں جائز ہوا، اور لڑکا ثابت النسب ہوا کیونکہ سائل
کے حق میں فتوی مفتی کا حجت ہوتا ہے، اس کے بعد جب یہ تحقیق ہوئی کہ فتوی سابق
غلط تھا اور دوسرا صحیح فتوی اس کے خلاف معلوم ہوا تو جو فعل سابق ہو چکا وہ حلال
رہا اور لڑکا بھی ثابت النسب رہا جیسا کہ موطوءۃ بالشبہ کا حکم ہے[2]۔ مگر آئندہ کو اس سے
علحدگی کی جاوے۔ اور جو حکم طلاق ثلاثہ کا ہے وہ جاری کیا جاوے یعنی بدون حلالہ
کے وہ شخص عورت مطلقہ ثلثہ سے نکاح نہ کرے اور اس کو حلال نہ سمجھے۔

---

[1] والرجعۃ ان یقول راجعتک او یطأھا او یقبلھا او یلمسھا بشھوۃ (ھدایہ باب الرجعۃ ص ۳۷۴/۲) ظفیر۔ [2] وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا فلا عدۃ فی باطل وکذا موقوف قبل الاجازۃ لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب والموطوأۃ بشبھۃ الخ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵/۲) ظفیر

طلاق کے بعد عورت کو رکھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۴۲) ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے اور بعد عدت کے اس مطلقہ کو پھرلے جانا چاہتا ہے۔ کیا وہ شخص اس مطلقہ سے نکاح کرسکتا ہے؟۔

الجواب:۔ اگر ایک یا دو طلاق دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے

عدت کے بعد بلا نکاح رکھنا کیسا ہے

سوال (۸۴۳) اگر وہ اسی طرح عورت کو اپنے گھر لے جاوے تو اس کے شکم سے پیدا شدہ اولاد ولد الحرام کہلائے گی اور اس کی جائداد کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر بلا نکاح اس سے اولاد ہوگی تو وہ ولد الزنا ہوگی اور وارث اس کے ترکہ کی نہ ہوگی۔

دو طلاق رجعی کے بعد رجعت کرلی اب تیسری طلاق کے بعد رجعت نہیں کرسکتا ہے

سوال (۸۴۴) زید زوجہ خود را طلاق رجعی دادہ رجوع نمود باز ثانی بار طلاق رجعی دادہ رجوع کرد، بعدہ ثالث بار طلاق رجعی دادہ، پس بعد از ثالث مذکور رجوع جائز است یا محتاج بحلالہ گردد، وآں طلاقہائے سابقہ بسبب رجوع حکم عدم دارند یا حکم وجود کہ بباعث آں تغلیظ ثلثہ ثبوت گرفتہ بحلالہ محتاج شود۔ برتقدیر آنکہ طلاقہائے سابقہ بہ سبب رجوع ساقط شوند، پس ایں عبارت متون چہ معنی دارد کہ یھدم الزوج الثانی مادون الثلث۔

الجواب:۔ مسئلہ ہمیں است کہ زوج ثانی طلقات سابقہ را منہدم می سازد وبدوں زوج ثانی طلاقہائے سابقہ منہدم نمی شوند، پس بصورت[1] مسئول بعد طلقات

---

[1] والزوج الثانی یھدم بالدخول فلو لم یدخل لم یھدم اتفاقاً مادون الثلاث ایضاً ای کما یھدم اجماعاً الثلاث اذا ھدم الثلاث فمادونہا اولی۔ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۴۲ ج ۲ ظفیر

ثلثہ بدون حلالہ زوجہ اش بروحلال نخواہد شد کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان (الی) فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ[1] الآیہ

سوال (۸۴۵) بکر نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے طلاق دیا آج سے وہ ہماری ماں ہے، اس صورت میں ہندہ پر کونسی طلاق واقع ہوئی۔

شوہر نے کہ طلاق دی وہ میری ماں ہے کونسی طلاق ہوئی

الجواب:۔ اس صورت میں بکر کی زوجہ پر ایک طلاق واقع ہوئی جو کہ رجعی ہوگی عدت میں رجعت بدون نکاح کے صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح جدید ہو سکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے، کما قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان[2] الآیہ اور ماں کہنے سے بلا حرف تشبیہ طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوتا وان لم ینو او حذف الکاف لغا۔ در مختار[3]۔

سوال (۸۴۶) ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق نامہ لکھا کہ میں نے تجھ کو طلاق شرعی دیدی ہے، اس صورت میں رجعت درست ہے یا نہ۔

بیوی کو لکھا کہ تجھ کو طلاق شرعی دی رجعت درست ہے یا نہیں

الجواب:۔ اس صورت میں ایک طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی عدت کے اندر رجعت اس سے کر سکتا ہے[4]۔

سوال (۸۴۷) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دیدی، بعد کو دونوں چاہتے ہیں کہ پھر میل کریں، اس صورت میں زید کا نکاح

طلاق کے بعد میاں بیوی ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں

---

[1] و [2] سورۃ البقرۃ۔ ۲۹۔ ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۸۶۲ باب الظهار۔ ظفیر [4] ومحله المنکوحة الا طلقة رجعية فقط في طهر لا وطئ فيه وتركها حتى تمضي عدتها الخ فعلم ان الاول سني (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ص۵۹۶) ظفیر۔

پھر ہندہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں اور اگر نکاح نہ ہوسکے تو کیا یہ بھی شرعاً ناجائز ہے کہ دونوں کا قیام ایک ہی گھر میں رہے اور اپنی گذر اوقات اپنے لڑکے بالغ کے ساتھ کرسکتے ہیں یا نہیں جو معاملات میاں بیوی کے درمیان ہوتے ہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔

الجواب: - اگر زید نے ایک یا دو طلاق صریح دی ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر بلا نکاح کے رجعت درست ہے اور بعد عدت کے نکاح ہوسکتا ہے اور اگر تین طلاق دی ہیں تو بلا حلالہ کے زید اس سے نکاح نہیں کرسکتا[1]۔ اور بصورت [illegible] نکاح دونوں کا ایک جگہ رہنا اگر پردہ کے ساتھ ہو اور اولاد موجود ہو تو بضرورت کچھ حرج نہیں ہے کذا فی الدر المختار عن شیخ الاسلام رحمہ اللہ وغیرہ[2]۔

بیوی سے کہا ایک طلاق دو طلاق دیا تو کتنی طلاق واقع ہوگی	**سوال** (۸۴۸) ایک شخص نے بخار کی حالت میں چند مردوں اور عورتوں کے سامنے اپنی بیوی کو کہا کہ سائی [illegible]

ایک طلاق دو طلاق دیا میں، چنانچہ وہ لوگ یہی گواہی دیتے ہیں اور دوسرا ایک گوا

---

[1] اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالى فامسكوهن بمعروف من غير فصل. واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها. (هدايه باب الرجعة ص [illegible] وص [illegible] ج ۲) ظفیر۔ [2] وسئل شيخ الاسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما اولاد تتعذر عليهم مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الازواج هل لهما ذلك قال نعم واقره المصنف. (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص [illegible] ج ۲) ظفیر۔

کہتا ہے کہ دو طلاق کے بعد بائن کا لفظ بھی کہا اس صورت میں کیا حکم ہے، اس پر ایک مفتی صاحب نے دو طلاق رجعی کا فتویٰ دیا ہے جس کی نقل ہمرشتہ بذہ ہے، ایک صاحب نے جواب مذکور کی تغلیط کر کے طلاق بائنہ قرار دی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ اس شخص نے اپنی زوجہ کو سالی کہہ کر یعنی گالی دے کر طلاق دی ہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی اور موافق بیان گواہان کے دو طلاق رجعی اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی عدت کے اندر اس میں رجعت درست ہے اور ایک گواہ کا طلاق بائن کہنا معتبر نہیں ہے، پس جواب مجیب کا صحیح ہے اور تغلیط کرنے والے کی تغلیط غلط ہے۔

صورت ذیل میں کیا حکم ہے **سوال (۸۴۹)** زید اپنی کج رائے کی وجہ سے اپنی زوجہ ہندہ پر ناراض ہوتا ہے۔ ہندہ کا باپ زید سے کہتا ہے کہ یا تو میری دختر کے ساتھ حسن سلوک سے رہا کرو یا اسے طلاق دیدو، زید اور ہندہ کے باپ کے درمیان جھگڑا بن جاتا ہے، ہندہ باپ کے گھر چلی آتی ہے، زید طلاق نامہ لینے کے لئے دوڑنے لگتا ہے اور کہتا ہے طلاقنامہ لو میں دیتا ہوں، لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں۔ دوسرے دن زید زیورات کا مطالبہ کرتا ہے، ہندہ تین چار ماہ سے میکہ ہے، کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق رجعی واقع ہوگئی اور عدت ہو چکی ہے تو کیا کیا جاوے، اس صورت میں اگر ہندہ خلع کرانا چاہے تو کیا واجب آتا ہے۔

(ب) جنین جو تین ماہ کا حمل کی صورت میں اسقاط یا اجواتی خون ضربہ وغیرہ سے کرنک کی شکل میں رحم میں موجود ہو مسائل عدت میں کیا حکم رکھتا ہے۔

(ج) غصہ کی حالت میں خالد قسم اٹھاتا ہے کہ یہ بیل اگر بارہ روپے سے فروخت کروں تو میری عورت کو طلاق ہے، دوسرے دن اس بیل کو اٹھارہ روپیہ میں فروخت کر دیتا ہے، خالد کی منکوحہ غیر مدخولہ نابالغہ اس صورت میں کیا حکم رکھتی ہے۔

الجواب: اس صورت میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے بعد رجعت درست نہیں ہے، البتہ نکاح جدید بدون حلالہ کے کرسکتا ہے[1] اور خلع طلاق رجعی میں عدت کے اندر ہوسکتا ہے بعد عدت کے خلع نہیں ہوسکتا۔

(ب) اور حمل میں جب تک بعض اعضاء ظاہر نہ ہوں اس وقت تک اس کے سقوط سے عدت پوری نہیں ہوتی اور احکام ولد کے اس کو نہیں دیئے جاتے[2] درمختار میں کہا کہ ظہور خلقت اعضاء بعد ایک سو بیس یوم کے ہوتی ہے جس کے چار ماہ ہوتے ہیں۔ اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں ہے[3]۔

(ج) اس صورت میں خالد کی زوجہ مطلقہ نہیں ہوئی لعدم وجود الشرط۔

جب تیسری طلاق یاد نہ ہو تو رجعت درست ہے

سوال ۸۵۷: زید کی دو بیویاں ہیں بوجہ تکرار کے حالت غصہ میں زید نے ایک جلسہ میں دونوں کو طلاق دی، اور زید کو دو مرتبہ طلاق دینا اچھی طرح یاد ہے لیکن تیسری مرتبہ طلاق دینا یاد نہیں لیکن دونوں

---

[1] وان کانت الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها ہدایہ باب الرجعة ص ۳۹۹ ج ۲ ظفیر [2] وفی حق الحامل وضع جمیع حمله لان الحمل اسم لجمیع ما فی البطن وفی البحر حر و ج اکثر الولد کالکل (رد المحتار) قوله لان الحمل علة لتقدیر لفظ الجمیع فلو ولدت وفی بطنها آخر تنقضی العدة بالآخر واذا اسقطت سقطا ان استبان بعض خلقه انقضت به العدة لانه ولد والا فلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر

[3] وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر (در مختار) هل یباح الاسقاط بعد الحمل نعم یباح ما لم یتخلق منه شیء ولن یکون ذلک الا بعد مائة وعشرین یوما (رد المحتار باب نکاح الرقیق مطلب فی حکم اسقاط الحمل ص ۵۲۲ ج ۲) ظفیر۔

بیوی اور کہتی ہیں کہ زید نے باہر جا کر تیسری مرتبہ طلاق دی اور ہم نے سنی، اس صورت میں رجوع درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں اگر زید کو دو طلاق کا اقرار ہے تو طلاق بلا شبہ واقع ہو گئی۔ اور تیسری کا اگر زید اقرار کرتا ہے تو تیسری طلاق بھی واقع ہو گئی، اور اس حالت میں رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ اور بدون حلالہ کے زید ان سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ اور اگر زید کو تیسری طلاق کا اقرار نہیں ہے تو محض ہر دو زوجہ کے کہنے سے تیسری طلاق ثابت نہ ہوگی۔ اور شبہ سے بھی طلاق ثابت نہیں ہوتی اس حالت میں رجوع کرنا عدت کے اندر بدون نکاح جدید کے درست ہے لقولہ تعالیٰ الطلاق مرتان[1] یعنی طلاق رجعی دو طلاق ہیں۔

باب تیسری طلاق دینا شوہر کو یاد نہ ہو

سوال (۸۵۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے کر چھوڑ دیا، عرصہ تین یا چار سال کے بعد پھر اس سے نکاح کر کے گھر لے آیا، بعض اہل علم نے اعتراض کیا کہ اگر تین طلاق دیا ہے تو یہ نکاح درست نہیں ہوا ہے۔ جس کے جواب میں وہ شخص کہتا ہے کہ چونکہ زیادہ مدت گذری ہے، اس لئے مجھ کو یاد نہیں آتا ہے کہ دو طلاق دی یا تین اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:- اقول و باللہ التوفیق اس صورت میں اس شخص کی زوجہ پر طلاق رجعی واقع ہوئی، عدت کے اندر بدون حلالہ کے نکاح جدید شوہر اول کے ساتھ درست ہے، اور بعد عدت کے نکاح جدید بلا حلالہ کے درست ہے اور عدۃ طلاق کی تین حیض ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ عدت گذر چکی ہے لہذا شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ درمختار میں ہے ولو شك اطلق واحدۃ

[1] سورۃ البقرۃ - ۹ - ظفیر

او اکثر بنی علی الاقل[1] الخ۔

لیکن شامی کی رائے کا رجحان اس طرف ہے کہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً تین طلاق کا حکم کیا جاوے[2]، اور بدون حلالہ کے نکاح شوہر اول کے ساتھ درست نہ ہونا چاہئے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الصریح ص۶۳۳ ج۲۔ ظفیر۔

[2] وعن الامام الثانی اذا کان لا یدری أ ثلاث ام اقل یتحری وان استویا عمل باشد ذلک علیہ الخ ولعلہ لانہ یعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج (رد المحتار ص۶۳۴ ج۲) ظفیر۔

باب نہم
خلع سے متعلق احکام ومسائل

فارغخطی خلع کے ہم معنی ہے اور اس سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے

سوال (۸۵۲) اگر کسی نے اپنی زوجہ سے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو فارغخطی دی تو اس سے شرعاً طلاق رجعی ہوگی یا بائنہ۔

الجواب:- لفظ فارغخطی مبارأۃ کا ترجمہ یا اس کے ہم معنی ہے، اور یہ الفاظ خلع سے ہے جو کہ قبول عورت پر موقوف ہے اور اس میں طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے جیسا کہ درمختار باب الخلع میں ہے هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او مافى معناه ليدخل لفظ المباراة فانه مسقط الا وحكمه ان الواقع به الاطلاق بائن قوله ان الواقع به اى بالخلع ولو بلفظ البيع و المباراة بحر شامی[2] اور اگر لفظ فارغخطی کا استعمال محض طلاق میں ہو تو پھر بھی اس لفظ سے طلاق بائنہ واقع ہوگی، کیونکہ یہ لفظ بینونۃ اور قطع تعلق پر دال ہے جو کہ طلاق بائنہ میں ہوتا ہے۔

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص۷۶۶ ۲ و ص۷۶۷ ۲ - ظفیر
[2] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص۷۶۷ ۲ - ظفیر۔

شوہر سے نہ بننے کی صورت میں خلع کرنا بہتر ہے

سوال (۸۵۳) ایک عورت کا خاوند نہ نان نفقہ دیتا ہے اور نہ مہر دیتا ہے اور مہر کی ڈگری بھی عدالت نے کردی تھی مگر بوجہ مفلسی وصول نہ ہوسکی، اب وہ عورت مجبور ہو کر یہ چاہتی ہے کہ عدالت سے چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ مہر معجل کے عوض میں خلع کرلوں اور خاوند سے کچھ واسطہ نہ رہے۔

الجواب:- بصورت ناموافقت زوجین یہ بہتر ہے کہ خلع ہو جاوے لیکن خلع میں رضامندی زوجین کی ضرورت ہے، عورت تو خود چاہتی ہے اور خلع پر راضی ہے مرد کو بھی راضی کرلینا چاہئے اگر وہ بعوض مہر خلع کرے گا خلع ہوجاوے گا اور عورت اس کی قید نکاح سے باہر ہو جاوے گی، پس شوہر کو سمجھانا چاہئے یا بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ خلع کرلے۔

بذریعہ خلع طلاق حاصل کرنا جائز ہے

سوال (۸۵۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بہت مجبور کر رکھا ہے اور بدمعاش آدمی ہے اور نہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ خبر گیری کرتا ہے ایسی عورت کو طلاق بطور خلع کے دلوانی چاہئے کہ نہیں، اگر اس پر بھی طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے کہہ کر جبراً طلاق دلائی جاسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کے مذہب کے موافق اس صورت میں بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ خلع ہوسکتا ہے، خلع کی صورت یہ ہے کہ

---

[۱] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به، فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال. (هدايه باب الخلع ص ۴۰۴ ج ۲، ويجب الطلاق لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفير.

عورت مثلاً مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دیدے، اور حاکم وقت اگر جبراً شوہر سے طلاق دلوادے تو یہ صورت بھی ہوسکتی ہے طلاق واقع ہوجاوے گی، کیونکہ حنفیہ کے نزدیک اکراہ سے بھی طلاق ہوجاوے گی کما صرح بہ الفقہاء کذا فی الدر المختار۔[1]

طلاق بائن کے بعد خلع درست نہیں

سوال (۸۵۵) طلاق بائن کے بعد اگر خلع کیا تو صحیح ہوگا یا نہیں، اور یہ خلع تیسری طلاق ہوگی یا نہیں۔

الجواب: کتب فقہ میں تصریح ہے لا یلحق البائن البائن[2]، لہٰذا طلاق بائنہ کے بعد خلع صحیح نہ ہوگا اور اس سے طلاق واقع نہ ہوگی فی الدر المختار خرج بہ الخلع فی النکاح الفاسد و بعد البینونۃ والردۃ فانہ لغو کذا فی الشامی[3]۔

خلع کے بعد گذشتہ نان و نفقہ باقی نہیں رہتا ہے

سوال (۸۵۶) ایک عورت منکوحہ نے اپنے شوہر سے بعوض مہر شرعی کے بالمقطع ایک راس بھینس کم مالیت کی لے کر اپنی رضامندی سے خلع کرلیا اور بھینس لے کر اپنے بھائی کے ہمراہ چلی گئی، اب عورت مذکور باغوا مخالفین شوہر بر عدالت میں نان نفقہ کی دعویدار ہے۔ اور شوہر کو بوجہ خلع ہوجانے کے نان نفقہ دینے سے قطعی انکار ہے، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرھا فان طلاقہ صحیح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۱ ج ۲)، واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسھا منہ بمال یخلعھا بہ (ہدایہ باب الخلع ص ۳۸۳ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۴۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] ایضاً باب الخلع ص ۷۶۶ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

الجواب: - در مختار میں ہے ویسقط الخلع الخ والمبارأۃ کل حق ثابت وقتہما لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح الخ الا نفقۃ العدۃ وسکناھا فلا یسقطان الا اذا نص علیہا[1] الخ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ عورت کا دعویٰ گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا صحیح نہیں کیونکہ خلع سے گذشتہ نفقہ سب ساقط ہو جاتا ہے۔ اور صورت مسئولہ میں خلع صحیح ہے لہذا نفقہ بھی ساقط ہے البتہ عدت کا نفقہ بدون تصریح کرنے کے ساقط نہیں ہوتا، پس صورت مسئولہ میں عورت عدت کے نفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے، اور گذشتہ زمانہ حالت نکاح کے نفقہ کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

شوہر کی مرضی کے خلاف خلع نہیں

سوال (۱۷۵۸) ایک شخص اپنی زوجہ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا ہے اور ایسی خواہش ناجائز رکھتا ہے جس سے غریب عورت کو بہر حال انکار کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ حالت حیض میں مقاربت چاہتا ہے جس سے وہ انکار کرتی ہے۔ اس پر سخت زدوکوب کی جاتی ہے، ان وجوہ سے عورت خاوند کے گھر جانا نہیں چاہتی اور خاوند طلاق بھی نہیں دیتا، اب اس کا انکار خاوند کے گھر جانے سے جا ہے یا بے جا اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم وقت سے خلع کرا سکتی ہے یا نہیں، اگر خلع کرا سکتی ہے تو دین مہر کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - عورت کا اپنے شوہر کے گھر نہ جانا بوجہ بیجا ایذا دہی و ناجائز حرکتوں کے جائز و باموقع ہے، لیکن خلع بدون رضامندی شوہر کے نہیں ہو سکتا۔ خلع کے بعد مہر وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے[2]۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص۸۶۴ و ص۸۶۵ ج۲۔ ظفیر۔

[2] واذا تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بان تفتدی نفسها بمال یخلعها به الخ واذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقة بائنة الخ والمبارأۃ کالخلع کلاهما یسقطان کل حق لکل واحد من الزوجین علی الآخر مما یتعلق بالنکاح عند ابی حنیفة (هدایه باب الخلع ص۳۸۲ و ص۳۸۴) ظفیر۔

جبراً خلع سے بھی طلاق بائنہ ہو جاتی ہے

سوال (۸۵۸) ہندہ نابالغہ دختر عمر کا نکاح زید سے ہوا تھوڑے دنوں کے بعد عمر نے اپنی لڑکی نابالغہ کا زید سے خلع کرانا چاہا، زید نے انکار کیا مگر عمر اور چند لوگوں نے زید سے جبراً خلع کرایا اور یہ لکھوا لیا کہ میں نے ہندہ نابالغہ منکوحہ بنت عمر کو خلع کیا، اور مجھ کو دین مہر معاف کیا۔ اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں۔

الجواب: - قال فی الدر المختار خلع الاب صغیرته بمالها او مهرها طلقت فی الاصح ولم یلزم المال اه ای لا علیها ولا علی الاب[1] شامی ص۵۶۶ ج۲۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ باپ نے اگر صغیرہ کی طرف سے بعوض اس کے مال کے یا اس کے مہر کے خلع کیا اس پر طلاق بائنہ واقع ہو جاوے گی اور مال کسی پر لازم نہ آوے گا اور مہر ساقط نہ ہوگا، پس یہی جواب اس مسئلہ کا ہے۔

عورت سے زبردستی ایک ہزار کے اقرار پر دوبارہ خلع کیا گیا حکم ہے

سوال (۸۵۹) زید نے اپنی منکوحہ ہندہ سے مبلغ ایک ہزار روپیہ پر خلع کیا، ہرچند ہندہ نے علانیہ طور سے اعطاء روپیہ سے انکار کیا مگر زید نے ہندہ کو تحذیر و تخویف سے اقرار روپیہ کا کرایا کیا بموجب شریعت نکاح باطل ہے۔ و برتقدیر انفکاک نکاح روپیہ ہندہ پر واجب الادا ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں خلع صحیح ہے اور عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی، اور زوجہ کے ذمہ ہزار روپیہ لازم نہیں۔ درمختار میں ہے اکرهها الزوج علیه تطلق بلا مال لان الرضا شرط للزوم المال وسقوطه[2] اور ردالمحتار میں ہے قوله علیه ای علی الخلع منح ای علی ان تقول له خالعنی وفی البحر علی القبول اذا کان هو المبتدی بقوله خالعتك فافهم قوله تطلق ای بائنا ان کان

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص۵۶۶ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً باب الخلع ص۵۶۲ ج۲ ۱۲ ظفیر

بلفظ الخلع ورد جعیا ان کان بلفظ الطلاق علی مال کما مر و یاتی قولہ شرطاللزوم المال ای علیہا وھو البدل المذکور فی الخلع قولہ وسقوط ای عن الزوج وھو المھر الذی علیہ[۱]۔ اور مہر عورت کا جو بذمہ شوہر ہے ساقط ہو جائے گا، درمختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارأۃ کل حق لکل منہما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح[۲]

فارغخطی کن اسباب کی بنیاد پر حاصل کرنا درست ہے	سوال (۸۶۰) زوجہ اپنے خاوند سے کن کن وجوہ سے شرعاً فارغخطی حاصل کر سکتی ہے۔

الجواب:- جب موافقت نہ ہو اور ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کر سکیں تو جائز ہے کہ شوہر سے طلاق لیوے اگر وہ بلاکچھ معاوضہ لئے طلاق نہ دیوے تو کچھ معاوضہ دے کر طلاق لیوے یا خلع کرا دے اور اس سے اپنا پیچھا چھڑا لیوے، بدون خلع یا طلاق کے عورت اس کے نکاح سے خارج نہیں ہو سکتی، اور قصور اگر مرد کا ہو تو مرد کو کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے[۳]۔

خلع کا کاغذ فریقین کی مرضی سے لکھ گیا تو خلع ہو گیا، اس کے پھاڑنے سے خلع ختم نہیں ہوگا	سوال (۸۶۱) زوجین کی باہم ناچاقی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب ہم میں کوئی صورت

---

[۱] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [۳] ولا باس بہ عند الحاجۃ للشقاق بعدم الوفاق بما یصلح للمھر وکرہ تحریما اخذ شئ ان نشز وان نشزت لا (درمختار) قولہ للشقاق ای لوجود الشقاق وھو الاختلاف والتخاصم وفی القھستانی عن شرح الطحاوی السنۃ اذا وقع بین الزوجین اختلاف ان یجتمع اھلھما لیصلحوا بینھما فان لم یصطلحا جاز الطلاق والخلع اھ (رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲ ج ۲) ظفیر

گذارہ کی اور اتفاق باہمی کی نہیں ہے، شوہر نے کہا کہ طلاق نامہ لکھتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں مہر کی معافی کا کاغذ لکھتی ہوں، چنانچہ دونوں نے ان کاغذات کو لکھا، ان کے لکھنے کے بعد شوہر کا بڑا بھائی آگیا۔ اس سے دونوں نے واقعہ بیان کیا کہ ہم دونوں میں اتفاق اور گذران کی کوئی صورت نہ تھی، اس لئے ہم نے باہم خلاصی کرلی ہے، شوہر کے بڑے بھائی نے ان دونوں کو برا بھلا کہا، اور دونوں سے کاغذ چاک کرادیا تو آیا اس صورت میں خلع ہوا یا نہیں اور طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- زوجین میں باہم خلع ہوگیا اور خلع طلاق بائن ہوتا ہے۔ اور جب کہ تحریر خلع کی طرفین سے ہوگئی شوہر نے طلاق کا کاغذ لکھ لیا اور عورت نے مہر کی معافی کا کاغذ لکھ لیا اور سامنے برادر کلاں شوہر کے یہ تقریر کی کہ ہم میاں بیوی میں گذارہ کی کوئی صورت نہ تھی لہٰذا ہم نے خلاصی کرلی تو خلع پورا ہوگیا اور طلاق بائنہ عورت پر واقع ہوگئی اور مہر ساقط ہوگیا[۱]۔ پھر برادر کلاں شوہر کے برا بھلا کہنے سے اگر وہ دونوں کاغذ چاک کردیئے گئے تو اس کا کچھ اثر خلع کے جائز ہونے پر نہیں پڑتا اور خلع باطل نہیں ہوتا، الحاصل عورت مذکور اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوگئی اور مطلقہ ہوگئی ہے عدت گذرنے پر وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ ھٰکذا فی کتب الفقہ۔

خلع شوہر کی بغیر مرضی نہیں ہوسکتا ہے | **سوال (۸۶۲)** زید کی زوجہ منکوحہ اگر زید سے بوجہ تکلیف نان نفقہ یا زد وکوب بلاضرورت یا طبعاً ناراض اور متنفر ہو، اور کسی طرح زید کے نکاح میں رہنا پسند نہ کرکے اپنا مہر معاف کرکے طلاق چاہتی ہو، اور شوہر اس کا

---

[۱] کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (در مختار) المراد بہ فی الموضعین نوی اولم ینو، ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب (رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۹ ج ۲) وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علیٰ مال طلاق بائن (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۷ ج ۲) ظفیر

جو کسی طرح ضداً طلاق نہ دیتا ہو اور ایذاء رسانی عمل میں لاتا ہو۔ ایسی صورت میں شرعاً زنِ منکوحہ کو قیدِ نکاح سے آزادی دلوائی جاسکتی ہے یا نہیں، اور عورت کی اولاد جو صلب زید سے بعمر ڈیڑھ سالہ ہو وہ زید کو دلوائی جاسکتی ہے یا عورت کو۔

الجواب:- یہ صورت خلع کی ہے کہ عورت اپنا مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے، ایسی حالت میں کہ باہم زوجین کے تنفر ہے یہ ضروری ہے کہ خلع ہوجاوے، مگر خلع ہو یا طلاق بدون شوہر کی رضامندی کے کچھ نہیں ہوسکتا اور شرعاً ایسی کوئی صورت نہیں ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے یا بدون خلع کرنے کے عورت اس کے نکاح سے خارج ہوجاوے۔ پس جس طرح ہو شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ خلع کرلے یا طلاق دیدے، اگر ویسے نہ مانے تو بذریعہ حاکم کے ایسا کرایا جاوے یعنی حاکم شوہر کو مجبور کرے کہ یا وہ نان نفقہ دیوے اور زوجہ کی خبر گیری کرے ورنہ خلع کرلے یا طلاق دیدے هکذا فی کتب الفقہ[1]۔

شوہر کے قبول کرنے کے بعد خلع ہوتا ہے

سوال (۸۶۳) زوجہ اپنے شوہر کے سبب تشدد زوج تقریباً گیارہ سال سے علٰحدہ ہے، شوہر کو اس کے نان نفقہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے زوجہ اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اس نے اپنے شوہر کو بلاکر بمواجہ دو شاہدوں کے یہ الفاظ کہے کہ میں بالعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ اپنے دینِ مہر کے جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہیں تم سے خلع کرتی ہوں۔ تاریخ امروزہ سے مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں، ایام عدت گذارنے کے بعد مجھے اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کرلوں۔

شوہر نے یہ الفاظ پورے طور پر سنے اور بغور اس کی طرف دیکھ کر مکرر اس سے

---

[1] ویجب ای الطلاق لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۲ ج۲) ظفیر۔

پوچھا کہ اب تم کو کوئی دعوی تو مجھ سے نہ ہوگا، عورت نے جواب دیا کہ اب نہ مجھ کو تم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ کوئی دعوی ہوگا، یہ سن کر شوہر اپنے مکان جو تقریباً بارہ کوس ہے چلا گیا۔ آیا یہ خلع ہوگیا یا نہیں اور بعد ایام عدت عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر کا قبول کرنا اس خلع کو سوال میں مذکور نہیں ہے اور محض یہ کہنا شوہر کا کہ اب تم کو کوئی دعوی تو مجھ سے نہ ہوگا تمہید تھی قبول کرنے کی، اگر اس کے بعد شوہر اسی مجلس میں یہ کہدیتا کہ میں نے قبول کیا یا مجھے منظور ہے تو خلع پورا ہوجاتا، پس محض اس قدر بیان سے جو سوال میں مذکور ہے خلع نہیں ہوا اور عورت کو نکاح ثانی کرنا درست نہیں ہے کما فی رد المحتار قوله فصح رجوعها قبل قبوله ای اذا کان الابتداء منها بان قالت اختلعت نفسی منك بکذا فلها ان ترجع عنه قبل قبول الزوج ویبطل بقیامها عن المجلس وبقیامه ایضاً ولا یتوقف علی ما وراء المجلس بان کان الزوج غائباً حتی لو بلغه وقبل لم یصح[1] اھ

بغیر طلاق یا خلع دوسرا نکاح جائز نہیں

سوال (۸۶۴) زید اپنی زوجہ ہندہ کو بارہ سال سے روٹی کپڑا نہیں دیتا، نہ خلع پر رضامندی ظاہر کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے ہندہ نے مال نفقہ کا دعوی عدالت میں کیا وہ خارج ہوگیا، ہندہ چاہتی ہے کہ خلع ہوجاوے ورنہ طلاق مل جائے تاکہ دوسرا نکاح کر سکے۔

الجواب:- زید سے یا طلاق لی جائے یا خلع کیا جائے، بدون اس کے ہندہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی۔ اور دوسرا نکاح ہندہ کا صحیح نہ ہوگا[2]۔

---

[1] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الی قوله لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً ایضاً باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲ ۔ ظفیر۔

خلع بغیر شوہر کی رضامندی نہیں ہوسکتا ہے

سوال (۸۶۵) خالد ہندہ کا شوہر ہندہ کے زوج کے قابل نہ رہنے کی وجہ سے ہندہ کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہے، اور بشرم دنیا کی وجہ سے طلاق بھی نہیں دیتا، ایسی حالت میں کیا ہندہ دعوی خلع کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے؟ اور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- طلاق اور خلع بدون رضائے شوہر ہو نہیں سکتا[1]، پس اگر شوہر طلاق دیدیوے یا خلع کرے، ہر دو صورت میں بعد انقضائے عدت ہندہ دوسرا عقد کر سکتی ہے، اور اگر شوہر وطی کر چکا ہے تو مہر پورا لازم ہوگا[2]۔ لیکن خلع میں مہر ساقط ہوجاتا ہے[3]۔

نابالغہ خلع بذریعہ ولی کرا سکتی ہے

سوال (۸۶۶) ہندہ نابالغہ بولایت اپنے پدر عمر کے اپنے شوہر سے جو بالغ ہے بمعافی مہر خلع کرانا چاہتی ہے یہ صورت خلع جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوگا یا نہ۔

الجواب:- خلع مذکور شرعاً جائز ہے اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہوجاوے گا "ویسقط الخلع والمبارأة کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح" (درمختار ملخصاً)[4]

---

[1] لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق (درمختار) کنایة عن ملک المتعة (ردالمحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] ویتاکد المهر عند وطی او خلوة صحت من الزوج (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲) ظفیر
[3] ویسقط الخلع ... کل حق لکل منهما علی الآخر مما یتعلق بذلک النکاح (درمختار) قوله کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة (رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۴ ج ۲) ظفیر
[4] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۶ ج ۲۔ خلع الاب صغیرته بمالها او مهرها طلقت فی الاصح کما لو قبلت هی وهی ممیزة ولم یلزم المال لانه تبرع (درمختار) قوله لم یلزم المال ای لا علیها ولا علی الاب علی قول ابن سلمة وغیره وان لم یضمن جامع الفصولین اما اذا ضمنه فلا کلام فی لزومه علیه (ایضا باب الخلع ص ۷۸۲ ج ۲) ظفیر۔

نابالغ شوہر سے خلع کی کوئی صورت نہیں

سوال (۸۶۷) ہندہ نابالغہ کا عقد بکر نابالغ کے ساتھ ہوا، ہندہ بالغہ ہوگئی بکر ہنوز نابالغ ہے لہذا ہندہ اس سے خلع کر سکتی ہے یا نہیں اور بکر طلاق دے سکتا ہے یا نہ؟ اگر نہیں تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا خلع کر سکتا ہے یا نہیں؟ -

الجواب: - نابالغ کی طلاق اور خلع دونوں باطل ہیں نہ وہ طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے اور نہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے سکتا ہے نہ خلع کر سکتا ہے۔ پس بعد بلوغ بکر اگر وہ چاہے خلع کرے یا طلاق دیدے قبل بلوغ بکر کچھ نہیں ہو سکتا[1]

ولی کی اجازت کے بغیر خلع

سوال (۸۶۸) فی در المختار باب الخلع قوله وكذا الكبيرة اى اذا خلعها ابوها بلا اذنها فانه لا يلزمها المال بالاولى لانه كالاجنبي في حقها وفي الفصولين اذا ضمنه الاب او الاجنبي وقع الخلع ثم ان اجازت نفذ عليها وبرئ الزوج من المهر والا ترجع به على الزوج والزوج على المخالع. وان لم يضمن توقف الخلع على اجازتها فان اجازت جاز وبرئ الزوج عن المهر والا لم يجز. قال في الذخيرة ولا تطلق وقال غيره ينبغي ان تطلق لانه علق بالقبول وقد وجد الا اى بقبول المخالع. وفي البزازية وان لم يضمن توقف على قبولها في حق المال قال هذا دليل على ان الطلاق واقع وقيل لا يقع الا باجازتها[2] انتهى

یعنی اگر بلا اذن واجازت اب الکبیرہ بعوض صداق کبیرہ بازوج خلع کند طلاق واقع

---

[1] لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده والصبي ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق ص ۵۷۹ ج ۲) وشرطه اى الخلع كالطلاق (در مختار) وهو اهلية الزوج (ايضا باب الخلع ص ۷۶۹ ج ۲) ظفير۔

[2] دیکھئے رد المحتار باب الخلع مطلب في خلع الصغيرة ص ۷۸۶ ج ۲۔ ظفیر

شود یا نہ۔ در ذخیرہ ودیگر کتب فقہ عدم وقوع را گرفتہ ودر بزازیہ وقوع طلاق را اکنوں فتوی برکدام قول دادہ شود، ای طلاق واقع شود یا نہ۔

الجواب:- وقوع طلاق دریں صورت راجح است کما قال فی موضع آخر وحاصلہ انہ فی الصغیرۃ لایلزم المال مع وقوع الطلاق۔ شامی[1] قولہ طلقت فی الاصح وقیل لاتطلق لانہ معلق بلزوم المال وقد عدم ووجہ الاصح انہ معلق بقبول الاب وقد وجد[2] بزازیہ۔ ردالمحتار ص ۹۶۵ ج ۲۔

باپ نے خلع کرایا شوہر نے طلاق دی مگر عورت نے قبول نہیں کیا، کیا حکم ہے

سوال (۸۶۹) اگر اب الزوجہ داماد خود را بگوید کہ من ترا زیورات کہ تو دادہ بودی بتو واپس دہم بلکہ صد وپنجاہ روپیہ دیگر بتو دہم تو دخترم را طلاق دہ، پس اب الزوجہ زیورات مذکورہ وصد وپنجاہ روپیہ حوال داماد کرد۔ داماد گفت کہ من فلانہ بنت فلاں را سہ طلاق دادم دریں صورت طلاق بلاقبول زن واقع خواہد شد یا نہ۔

الجواب:- دریں صورت طلاق واقع شود، وایں طلاق بالمال است وبائنہ است وقبول زن شرط وقوع طلاق نیست کما مر فی المسئلۃ الاولی فان خالعہا الاب علی مال ضامنالہ ای ملتزما لاکفیلا لعدم وجوب المال علیہا صح والمال علیہ کالخلع مع الاجنبی فالاب اولی۔ درمختار[3] قولہ کالخلع من الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیہ انہ اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ علی وجہ یفید ضمانہ لہ اوملکہ ایاہ کا خلعہا بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی ہذہ او عبدی ہذا ففعل صح والبدل علیہ[4] شامی۔

---

[1] ردالمحتار باب الخلع ص ۹۶۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب الخلع مطلب فی خلع الصغیرۃ ص ۹۶۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] ایضاً مطلب فی خلع الفضولی ص ۹۶۴ ج ۲۔ ظفیر

مہر کے عوض خلع ہوا ہے کیا شوہر دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے

سوال (۸۷) اگر زوجہ قبول خلع در بدل مہر کند دراں بقیہ مہر او دین شود یا نہ۔ وشوہر مالیکہ پیش از خلع بزوجہ در بعض مہر دادہ باشد رجوع خواہد کرد یا نہ از عبارت ذیل چہ مراد است قال الشامی نقلاً عن البحر قال وقد ظہر لی ان محل البراءۃ ما اذا خالعہا بعد دفع المعجل فانہ تبرأ عن المعجل ویبرء ہو عن المؤجل ولذا قال فی المحیط الصحیح انہ یسقط المہر وما قبضت المرءۃ فہو لہا وما بقی فی ذمتہ یسقط[1] قال فی الفتاوی الخیریۃ لا یرجع بہ ای بالمقبوض علی الصحیح۔

الجواب:- آنچہ شامی از بحر نقل کردہ ہمیں صحیح است کہ آنچہ از مہر قبل خلع بزوجہ دادہ شد اگر بعض مہر است رد آں نہ کردہ شود و آنچہ بذمہ شوہر باقی ماندہ است ساقط شود۔ پس معلوم شد کہ بعد از خلع چیزے بذمہ شوہر باقی نہ ماندہ است، اگر خواہد داد ہبہ شمردہ شود۔ اگر موانع از رجوع یافتہ نشود رجوع می تواں کرد[2]۔

---

[1] ردالمحتار باب الخلع ص ۷۶۲۔ ظفیر۔ [2] قال الزوج خالعتک فقبلت المرءۃ ولم یذکر المال طلقت لوجود الایجاب والقبول وبریٔ عن المہر المؤجل لو کان علیہ الاولیٰ من المؤجل شیئی ردت علیہ ما ساق الیہا من المہر المعجل لما انہ معاوضۃ (درمختار) وقال فی البحر وظاہر ان العبرۃ ان المہر اذا کان مقبوضاً فلا رجوع لہ ومہر آخر ہو الرجوع وبہ صرح فی الخانیۃ فحینئذ لم یبرأ کل منہما عن صاحبہ وقد ظہر لی ان محل البراءۃ ما اذا خالعہا بعد دفع المعجل فانہ تبرأ عن المعجل ویبرأ ہو عن المؤجل ولذا قال فی المحیط الصحیح انہ یسقط المہر ما قبضت المرءۃ فہو لہا وما بقی فی ذمتہ یسقط اھ (ردالمحتار باب الخلع ص ۷۶۲) ظفیر

خلع میں جوطلاق دی اس سے کونسی طلاق ہوئی

سوال (۸۷۱) عطا محمد نے اپنی زوجہ مسماۃ جمی سے بعوض مبلغ پچاس روپیہ زرمہر کے خلع کرلیا اور مسماۃ کو طلاق دیدی، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق بائنہ مسماۃ جمی زوجہ عطا محمد پر واقع ہوگئی ہے[1]۔

چھوڑتا ہوں جہاں دل چاہے چلی جائے کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال (۸۷۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مال لے کر فارغخطی لکھدی جس میں یہ الفاظ درج ہیں میں مسماۃ فلاں کو چھوڑتا ہوں جس جگہ اس کا دل چاہے چلی جاوے طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اگر بہ نیت طلاق شوہر نے یہ الفاظ لکھے تھے تو طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ اور چونکہ شوہر نے اس فارغخطی پر مال لیا ہے اس لئے وقوع طلاق اغلب ہے، پس اگر شوہر اس کو رکھے تو دوبارہ نکاح کرلے۔

بیوی علحدگی چاہے تو کیا کیا جائے

سوال (۸۷۳) ایک شخص اپنی بیوی پر ظلم و تعدی کرتا ہے، زوجہ نے چودھری کے پاس آکر فریاد کی کہ ہمارے درمیان انفصال قطع تعلق کرادیں، اس صورت میں کیا حکم ہے۔ اس قسم کا کوئی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں برضامندی زوجین خلع ہوسکتا ہے۔ اور خلع

---

[1] وقع طلاق بائن في الخلع جعل في عيون المسائل قوله بائن في الخلع بلا نية من الكنايات الدالة على قطع الوصلة فكان الواقع به بائنا ...

[2] فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال لقوله عليه السلام الخلع تطليقة بائنة ولانه يحتمل الطلاق حتى صار من الكنايات والواقع بالكنايات بائن (هدايه باب الخلع ص ۴۰۴ ج ۲) ظفیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہوا ہے، خلع کے سوا، اور کوئی صورت علیحدگی فیصلہ کی نہیں ہے۔

جس سے روپیہ لے کر شوہر سے خلع حاصل کیا اس سے نکاح جائز ہے

سوال (۴۸۷) ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا کہ وہ اپنے شوہر سے خلع کرلے، اس بناء پر ہندہ نے زید سے روپیہ لے کر خلع کرلیا اور عدت گذار کر زید ہی سے نکاح کرلیا، نکاح ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ نکاح ہوگیا شرائط صحت نکاح پائی گئی، فان خالعها الاب علی مال ضامنا له ای ملتزما لا کفیلا لعدم وجوب المال علیها صح والمال علیه کالخلع مع الاجنبی فالاب اولیٰ (در مختار) قوله کالخلع مع الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیه انه اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسه علی وجه یفید ضمانه له او ملکه ایاه کما خلعها بالف علی او نحو صح[1] پس جب کہ اجنبی شخص اپنے پاس سے مال دے کر شوہر سے خلع کرا سکتا ہے بلا امر وقبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود ایسا کرے کہ دوسرے شخص سے مال لے کر اپنے شوہر سے خلع کرے بدرجہ اولیٰ درست ہے۔ اور جب کہ خلع درست ہوا، اور خلع طلاق ہے پس بعد انقضائے عدت نکاح صحیح ہوا۔

لے عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قیس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیه فی خلق ولا دین ولکنی اکره الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتردین علیه حدیقته قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة رواه البخاری وعن نافع عن مولاة لصفیة بنت ابی عبید انها اختلعت من زوجها بکل شئی لها رواه مالک. (مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص ۲۸۳) ظفیر۔ [1] دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۳ ج ۲ ظفیر

شوہر کو بعوض خلع کتنی رقم لینی جائز ہے

سوال (۸۷۵) زوجۂ زید خواہاں خلع سے خاوند کو کس قدر رقم لینا جائز ہے؟ -

الجواب :- فقہاء نے اس بارے میں یہ تفصیل کی ہے کہ اگر قصور شوہر کا ہے اور نافرمانی اس کی طرف سے ہے تو خلع میں اس کو عورت سے کچھ مال لینا حرام ہے، اور اگر نافرمانی زوجہ کی طرف سے ہے تو درست ہے، پھر یہ اختلاف ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ لینا درست ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے وکرہ تحریماً اخذ شئی ان نشز وان نشزت لا ولو منہ نشوز ایضاً ولو باکثر مما اعطاھا علی الاوجہ فتح - وصحح الشمنی کراھۃ الزیادۃ تعبیر الملتقی لاباس بہ یفید انھا تنزیھیۃ وبہ یحصل التوفیق[1] -

شوہر کی منظوری کے بغیر قاضی خلع نہیں کرسکتا ہے

سوال (۸۷۶) عمر کو کسی جرم میں ۳۴ ماہ کی قید ہوئی، قاضی نے اس کی بی بی کو بلوا کر خلع کا حکم کردیا، بغیر علم واذن شوہر خلع ہوسکتا ہے یا نہیں -

الجواب :- نہیں ہوسکتا[2] -

طلاق کا کاغذ جب شوہر کی مرضی سے لکھ گیا تو طلاق واقع ہوگی، اب اس کی واپسی کا کوئی فائدہ نہیں

سوال (۸۷۷) ہندہ کے باپ نے ہندہ کی شادی زید سے کردی، دو تین برس بعد ہندہ و زید میں نااتفاقی ہوگئی، اور ہندہ اپنے باپ کے پاس چلی آئی جس کو عرصہ ۱۴ برس کا ہوا، اس عرصہ میں زید نے ہندہ کے نان ونفقہ کی کچھ خبر نہیں لی، اب عرصہ ۴ ماہ کا ہوا کہ ہندہ نے کوشش کی کہ یا مجھ کو طلاق دیدے یا رکھ لے، زید نے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۴ ج ۲ - ظفیر -

[2] ھو ای الخلع من جانبہ لانہ معلق طلاقہ علی قبولھا ... وشرط کالطلاق (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۲ ج ۲) ظفیر

رکھنے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر ہندہ مہر معاف کردے تو میں طلاق دیدوں، چنانچہ ہندہ نے ۸ر کے کاغذ پر لکھ دیا کہ شوہر میرا اگر طلاق دیدے تو میں مہر معاف کرتی ہوں اور مہر سے دست بردار ہوتی ہوں، اور زید نے بھی طلاق لکھ دی اور ہندہ کا کاغذ لے لیا، اب جو لوگ درمیانی تھے ان میں آپس میں جھگڑا ہوگیا، انھوں نے زید کا کاغذ زید کو واپس کردیا اور ہندہ کا کاغذ زید سے لے کر ہندہ کو واپس کردیا، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی اور وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی اور مہر معاف ہوگیا، کیونکہ یہ خلع کی صورت ہے کاغذ واپس کردینے سے طلاق واپس نہیں ہوسکتی، قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد[1] الحدیث

عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا ہے

سوال (۸۷۸) زبیدہ کو اس کے شوہر نے گھر سے نکال دیا جس کو چار سال ہوئے، اس درمیان میں زبیدہ کو شوہر کے گھر بھیجنے کی گفتگو ہوتی رہی، مگر زبیدہ کے علاتی بھائی نے زبیدہ کی بلا اجازت اس کے شوہر زید سے تین طلاق دلوا کر مہر سے بازدعویٰ لکھ دیا، آیا طلاق واقع ہوکر مہر ساقط ہوجائے گا یا نہ۔

الجواب:- بدون رضامندی زوجہ کے خلع نہیں ہوسکتا، یعنی نہ مہر ساقط ہوتا ہے نہ طلاق واقع ہوتی ہے، پس مسماۃ کے بھائی نے جو بلا اجازت مسماۃ کی اس کے مہر سے بازدعویٰ دیدیا وہ صحیح نہیں ہوا، شوہر کی طرف سے تین طلاق جو کہ معافی مہر پر موقوف تھی وہ بھی واقع نہیں ہوئی[2]۔

---

[1] مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۴. ظفیر [2] الخلع ھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفۃ علی قبولھا (درمختار) قولہ علی قبولھا ای المرأۃ لأن فی البحر ولابد من القبول منھا حیث کان علیٰ مال او کان بلفظ خالعتک او اختلعی الخ (ردالمحتار باب الخلع ص۷۶۳ ج۲) ظفیر

خلع کی صورت اور اس سے مہر کی معافی

سوال (۸۷۹) شوہر اگر زوجہ کو طلاق دیدے یا خلع کرے تو مہر ساقط ہوگا یا دینا پڑے گا، خلع کی کیا صورت ہے۔

الجواب :- اگر خلع کیا جاوے گا تو مہر ساقط ہو جاوے گا اور اگر خلع نہ کیا ویسے ہی طلاق دیدی تو مہر ساقط نہ ہوگا، اور خلع کی صورت یہ ہے کہ زوجہ مہر معاف کردے اور شوہر طلاق دیدیوے یا مرد یہ کہے کہ میں نے تجھے خلع کیا بعوض مہر کے یا مرف یہ کہدے کہ میں نے تجھے خلع کیا اور عورت قبول کرلے[1] در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمبارأة کل حق لکل منھما علی الآخر[2] الخ۔

صرف ارادہ ظاہر کرنے سے نہ خلع ہوتا ہے اور نہ طلاق واقع ہوتی ہے

سوال (۸۸۰) ایک شخص بالا نے کسی بات پر اپنی زوجہ کو مارا، زوجہ خوف کی وجہ سے روپوش ہوگئی تو شوہر نے لوگوں کو جمع کرکے نمبر دار کے ساتھ خلع بعوض مبلغ دو سو روپیہ کے ٹھہرایا اور ایک روپیہ کا اسٹامپ خریدا مگر اگلے روز بوجہ زیادہ لالچ کے کاغذ تحریر نہیں کرایا تو اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہ۔ اور بالا نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت بھی لگائی تو کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس صورت میں مسمی بالا کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ خلع کا ارادہ رہا اس کی تکمیل نہیں ہوئی اور پہلے جو کہا تھا وہ صریح طلاق کا لفظ نہیں[3] ہے اور نیت

---

[1] والخلع یکون بلفظ البیع والشراء والطلاق والمبارأة کبعت نفسك او طلاقك او طلقتك علی کذا او بارأتك ای فارقتك وقبلت المرأة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۲ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۴ ج ۲ - ظفیر

[3] الخلع ھو ازالة ملك النکاح المتوقفة علی قبولھا بلفظ الخلع او ما فی معناہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۱ ج ۲) ظفیر

کانہ ہونا ارادہ خلع سے ظاہر ہے اور تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

روپیہ لے کر کہا میرا فلاں سے کوئی تعلق نہیں تو خلع ہوگیا

سوال (۸۸۱) ایک شخص نے منکوحہ غیر سے نکاح کیا ناکح نے دعویٰ کیا اور پیش حاکم اس طور پر صلح ہوئی کہ مدعی نے دو سو پچاس روپیہ لے کر کہا کہ اب میرا مسماۃ غلام فاطمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ صورت خلع کی ہے طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ صورت خلع کی ہے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی۔

قال فی الدر المختار باب الخلع ھو ازالة ملك النكاح بلفظ الخلع او مافی معناه الخ ليدخل لفظ المبارأة فانه مسقط وسيجئ الخ ملخصاً[1]۔

خلع لکھ دینے سے خلع ہوجاتا ہے

سوال (۸۸۲) درمیان زن وشوہر ابتداء مخالفت تھی، بغرض تصفیہ چند اشخاص جمع ہوئے اور یہ فیصلہ قرار پایا اس کے شوہر نے کہا کہ جو مکان مسماۃ کے نام ہے اس سے دست برداری دے اس کے عوض مبلغ دو سو روپیہ لے لے اور میری دوسری زوجہ کے نام وہ مکان لکھ دے تو میں اس کو [illegible]نامہ باضابطہ لکھ دوں، درمیان زن وشوہر یہ معاملہ طے ہوگیا، ہر دو نے اسٹامپ لکھ دیئے، عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی اور شوہر نے طلاقنامہ لکھ دیا صرف رجسٹری باقی رہ گئی تھی۔ شوہر نے دھوکہ دیا اور رجسٹری نہیں کرائی، اس صورت میں عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ شوہر نے طلاق نامہ لکھ دیا۔ اور عورت نے مکان سے دست برداری لکھ دی، تو یہ خلع شرعاً مکمل ہوگیا اگرچہ بوجہ دھوکہ بازی شوہر کے رجسٹری نہ ہوسکا، رجسٹری ہونا شرعاً ضروری نہیں ہے، پس اس صورت

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۷ ج ۲۔ ظفیر

میں وہ عورت مطلقہ ہوگئی، عدت کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرلینا شرعاً درست ہے[1]۔

روپے لے کر طلاق دی تو بائن طلاق ہوئی

سوال (۸۸۳) ایک شادی شدہ عورت کو ایک شخص بہکا کر لے گیا، شوہر نے اس پر دعویٰ کیا، لوگوں نے شوہر کو اس لیجانیوالے سے چار سو روپیہ دلا کر راضی نامہ کرادیا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس شخص نے جس کی وہ زوجہ تھی اگر چار سو روپیہ لے کر طلاق دیدی تو یہ طلاق علی المال ہے یہ شرعاً جائز ہے گویا شوہر نے روپیہ لے کر طلاق دی جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے۔ پس وہ شخص جس نے روپیہ شوہر اول کو دے کر طلاق دلوائی اس کو چاہئے کہ عدت کے بعد نکاح کرے[2]۔

بلا رضامندی شوہر جبراً خلع جائز نہیں

سوال (۸۸۴) جب کہ خاوند زوجہ کی خبر گیری حسب حیثیت کرتا ہو اور خلع کرنے پر راضی نہ ہو تو عورت بذریعہ عدالت جبراً خلع کرا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- خلع میں زوجین کی رضا و اجازت کی ضرورت ہے بلا رضاء شوہر خلع نہیں ہو سکتا، اور عورت کو یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے نان و نفقہ دینے کی صورت میں وہ جبراً خلع کرادے[3]۔

---

[1] الخلع هو ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او ما في معناه الخ وقوله لها انت طالق بالف او على الف وقبلت في مجلسها لزم ان لم تكن مكرهة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۶ ج ۲ و ص ۷۷۵ ج ۲) وقع طلاق بائن في الخلع (ایضاً ص ۷۷۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] وحكمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق على مال طلاق بائن (ایضاً ص ۷۷۲ ج ۲) ظفیر۔ [3] واذا تشاق الزوجان الخ فلا باس بان تفتدی نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال (هدایہ باب الخلع ص ۳۸۴ ج ۲) خلع اور طلاق کا حق صرف شوہر کو دیا گیا ہے۔ ظفیر

فیصلہ سے پہلے صلح بہتر ہے

سوال (۸۸۵) دعوی خلع ہونے پر قبل از فیصلہ میں مصالحت کرانا کیسا ہے -

الجواب :- یہ اچھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والصلح خیر[1] یعنی کرلینا بہتر ہے -

حیلہ کرکے بیوی کو لیجانا کیسا ہے

سوال (۸۸۶) اگر خاوند زوجہ کو یہ کہہ کر جاوے کہ میری ماں فوت ہوگئی، اور دراصل ماں فوت نہیں ہوئی جائز ہے اور خلع کرانے کو یہ عذر زوجہ کا کافی ہوسکتا ہے یا نہیں -

الجواب :- شوہر کو اپنی زوجہ کو لے جانے کا حق ہے لیکن جھوٹ ب لے جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس جھوٹ کا گنہ شوہر پر ہوگا اس سے توبہ کرے، اور یہ عذر زوجہ کے لئے خلع کرانے کا نہیں ہوسکتا -

شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کی ڈگری سے خلع نہیں ہوتا

سوال (۸۸۷) جب کہ زوجہ کی جانب سے طلاق گذرنے پر شوہر نان ونفقہ دینا اور حقوق ادا کرنا قبول کرتا ہے تو ایسی صورت میں بھی زوجہ خلع کرانے کی مستحق ہوسکتی اور عدالت سے ڈگری خلع کی ہوسکتی ہے یا نہیں -

الجواب :- اس صورت میں عورت خلع نہیں کراسکتی اور عدالت ڈگری خلع کی بدون رضامندی شوہر کے نہیں ہوسکتی اگر ہوگی تو وہ شرعاً صحیح نہ

خلع پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے

سوال (۸۸۸) ہندہ اپنے شوہر کے گھر پسند نہیں کرتی، یعنی اس سے راضی نہیں تو زید کو خلع وطلاق پر مجبور کیا جائے یا نہیں -

---

[1] سورۃ النساء - ۱۹ - ظفیر۔

[2] اس لئے کہ یہ حق شوہر کا ہے دوسرا اسے استعمال نہیں کرسکتا ہے۔ ظفیر۔

الجواب:- مجبور نہیں کیا جا سکتا اگر وہ چاہے طلاق و خلع کر سکتا ہے کیونکہ طلاق کا اختیار شریعت میں شوہر کو دیا گیا ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الطلاق لمن اخذ بالساق[1]۔

دوران مقدمہ میں خلع ہو سکتا ہے

سوال (۸۸۹) ایک عورت اپنے شوہر کے مظالم کرنے اور نان ونفقہ نہ دینے سے تنگ آکر باجازت شوہر خود اپنے باپ کے یہاں چلی گئی، زوج نے بمقابلہ زوجہ عدالت دیوانی میں طلبی زوجہ کی نالش کی، زوجہ نے یہ جوابدہی کی کہ شوہر ظالم ہے، نان ونفقہ نہیں دیتا اسلئے خلع کرا دیا جاوے۔ مدعی نے یہ عذر کیا کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہیں ہو سکتا ہے، یا زوجہ کو خلع کی علیحدہ نالش کرنی چاہیئے۔

الجواب:- خلع شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ عورت اپنا حق مہر وغیرہ معاف کردے اور شوہر طلاق دیدے یا یہ کہدے کہ میں نے بعوض مہر کے خلع کیا سو یہ ہر وقت اور ہر حالت میں صحیح ہے، دوران مقدمہ طلبی زوجہ میں بھی ہو سکتا ہے یہ قول شوہر کا غلط ہے کہ طلبی زوجہ کی نالش میں خلع نہ ہو سکے اور خلع سے طلاق بائنہ عورت پر واقع ہو جاتی ہے کذا فی الدر المختار[2]۔

تین دفعہ فارغخطی سے بھی ایک ہی طلاق بائن واقع ہوگی

سوال (۸۹۰) اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بعوض معافی مہر فارغخطی دی اور تین دفعہ کہا کہ میں نے فارغخطی دی، تو اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور اگر واقع ہوئی تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

---

[1] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج۲ ص۴۲۴۔ ظفیر

[2] الخلع ازالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها بلفظ الخلع او ما فی معناه فانه مستعد (؟) ولا باس به عند الحاجة بما يصلح للمهر ۱۲ ایضاً باب الخلع ج۲ ص۷۶۴ و ج۲ ص۷۶۷ ۔ ظفیر

الجواب:- زوجہ کی جانب سے معافی مہر کے عوض زوج کا فارغخطی دینا بمنزلہ مبارأۃ وخلع کے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ خلع بسبب عرف کے طلاق میں صریح ہوگیا ہے اور فارغخطی کا لفظ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے لفظ خلع میں صرف خلع کا لفظ استعمال کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی خواہ طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے اور خلع کے لفظ کے علاوہ میں اگر نیت طلاق کی کرے گا تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں۔ مگر جہاں لفظ فارغخطی کا طلاق میں عرف ہو تو یہ بھی بمنزلہ خلع کے صریح ہو جائے گا۔

بہرحال بصورت عدم عرف لفظ فارغخطی اگر بہ نیت طلاق کہا ہے تو اس صورت میں ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور فارغخطی تین دفعہ کہنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں، کیونکہ ایک ہی دفعہ کہنے سے وہ بائنہ ہوگئی اور طلاق بائنہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ واقع نہیں ہوتی قال فی الدر المختار (باب الخلع) الآن المشائخ قالوا لا تشترط النية ههنا[1] در مختار۔ قال الشامی قوله ههنا ای فی لفظ الخلع وفی البحر عن البزازية فلو كانت المباراة ايضا كذلك ای غلب استعمالها فی الطلاق لم تحتج الی النية وان كانت من الكنايات والا تبقى النية مشروطة فيها وفی سائر الكنايات علی الاصل[2]۔

خلع کے بعد بھی عدت ضروری ہے

سوال (۸۹۱) اگر خلع والی عورت بلاعدت دوسرے مرد سے نکاح کرلے تو یہ نکاح عندالشرع جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب:- اثنائے عدت میں نکاح نہیں ہوتا۔ عدت طلاق کے اندر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۴۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۴۔ ظفیر۔

نکاح باطل ہے اور اس کا قول کہ اس میں عدۃ نہیں ہے غلط ہے[1]۔

خلع اور عدت سے متعلق احادیث

سوال (۸۹۲) نسائی وغیرہ میں جو باب الخلع وعدۃ المختلعہ میں حدیث واحد وارد ہے یا مثل ترمذی شریف وابوداؤد شریف کے بکیفیت وارد ہے، ان احادیث میں بظاہر امام صاحب کا مسئلہ خلاف معلوم ہوتا ہے لہٰذا وہ حدیث جو صراحۃً حیض ثلثہ کی وارد ہے مع تطبیق رواۃ تحریر فرمائی جائے، ایک غیر مقلد سے فدوی کی اس بارے میں گفتگو ہوئی تھی، اس وجہ سے دریافت کرتا ہے۔

الجواب:- ثابت بن قیس کی زوجہ نے جو اپنے شوہر سے خلع کرنا چاہا، اور اس ارادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے ثابت بن قیس کو فرمایا اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ رواہ البخاری[2] اس پر ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں۔ وفیہ دلیل علی ان الخلع طلاق لا فسخ[3] الخ پس جب کہ اس حدیث بخاری سے خلع کا طلاق ہونا ثابت ہوا تو عدۃ کا فیصلہ نص قطعی سے خود ہو چکا ہے قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء[4] الایہ۔

مہر معاف کر کے خلع کرانا درست ہے

سوال (۸۹۳) زید اپنی زوجہ ہندہ کو خرچ خوراک نہیں دیتا اور طلاق بھی نہیں دیتا، لہٰذا اگر زید کو رقم کثیر کا لالچ دے کر خلع کر لیا جاوے اور اس کی اس رقم کو دین مہر میں مجرا کر لیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] العدۃ ہی تربص یلزم المرأۃ عند زوال النکاح او شبہتہ ... تزوج وخرج وہی فی حق حرۃ تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ۲/۸۲۲) ظفیر

[2] مشکوۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۲۔ ظفیر۔ [3] مرقاۃ ۲/۳۰۲ مطبوعہ بمبئی ظفیر۔ [4] سورۃ البقرہ - ۲۸ - ظفیر

الجواب :۔ خلع کے متعلق جو صورت سوال میں مذکور ہے جائز ہے، ایک رقم معین پر خلع کر لینے کے بعد دین مہر میں اس کا مجرا ہو سکتا ہے، پھر دوسری صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت قاضی کے یہاں عدم ادائیگی نفقہ کی درخواست کرے، یہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جن کے مذہب میں عدم ادائیگی کی وجہ سے تفریق ہو سکتی ہے تفریق کرادے، یہ قضاء حنفی کے حق میں نافذ ہے، یہ صورت کسی اسلامی ریاست میں جاکر بسہولت ہو سکتی ہے۔ ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا الخ وجوزہ الشافعی الخ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ الخ درمختار باب النفقہ[1]۔

سوال (۴۸۹۴) زید اپنی زوجہ ہندہ سے کبھی ہمبستر نہیں ہوا، چند معززین مسلمین کے سامنے زید نے کہدیا کہ میں اس عورت کو نہیں رکھتا۔ یہ مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، عمر نے زید کو کہا کہ ایک سو پچاس روپیہ میں تم کو دیتا ہوں بطور خلع، زید نے کہا میں قبول کرتا ہوں، یہ عورت مجھ پر طلاق ہے اور حرام ہے، اس صورت میں ہندہ مطلقہ ثلثہ ہوئی یا نہیں۔ اور بکر کو خلع دینا لازمی ہے۔

(روپیہ لے کر طلاق دی تو طلاق بائنہ سے عورت علیحدہ ہو گئی)

الجواب :۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی اور بکر کو روپیہ مذکورہ دینا لازمی ہے، درمختار میں ہے فان قالھا الاب علی مال ضامنا لہ الخ صح والمال علیہ کالخلع من الاجنبی الخ وفی الشامی قولہ کالخلع من الاجنبی ای الفضولی وحاصل الامر فیہ انہ اذا خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ علی وجہ یفید ضمانہ لہ او ملکہ ایاہ کما خلعھا بالف علی او علی انی ضامن او علی الفی ھذہ او عبدی ھذا ففعل صح والبدل علیہ[2] الخ شامی

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۳ ج۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب الخلع ص۷۸۲ ج۲۔ ظفیر

پنچائت کے ذریعہ خلع درست ہے

سوال (۸۹۵) خلاصۂ سوال یہ ہے کہ امیر حسن اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا تھا، بالآخر پنچائت نے امیر حسن اور اس کی زوجہ سے اقرارنامہ اس امر کا لکھالیا کہ جو کچھ پنچائت فیصلہ کردے گی وہ فریقین کو منظور ہوگا، اس کے بعد پنچائت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم مسماۃ مریم کا مہر مبلغ دوسو روپیہ اور بروئے اقرارنامہ دس روپیہ ماہوار کی تمام رقم امیر حسن کو معاف کرتے ہیں اور امیر حسن کی زوجہ مریم کو آزاد کیا گیا، شرعاً مسماۃ مریم آزاد ہوئی یا نہیں اور یہ آزادی بطریق خلع ہوئی یا بطریق طلاق۔

الجواب:- اس صورت میں مسماۃ مریم آزاد ہوگئی اور طلاق بائنہ اس پر واقع ہوگئی اور یہ آزادی بطریق خلع وبطریق طلاق علی المال ہوئی، خلع بھی عندالحنفیہ طلاق ہے جیسا کہ درمختار باب الخلع میں ہے وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن[1] الخ۔

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمختار باب الخلع ص ۷۷۴ ج ۲۔ ظفیر۔

باب دہم

باب الایلاء

قسم کھانا کہ چار ماہ تک بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا

قسم کھا کر کہا چار ماہ تک تیرے پاس نہیں جاؤں گا کیا حکم ہے

سوال (۸۹۶) اگر شوہر نے یہ قسم کھائی کہ میں تیرے قریب نہ جاؤں گا چار ماہ تو اس قسم سے کونسی طلاق واقع ہو جاوے گی۔

الجواب:- یہ مسئلہ ایلاء کا ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ میں درج ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالیوے کہ چار ماہ تک تیرے قریب نہ جاؤں گا، عربی کے الفاظ یہ ہیں، واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر فھو مول لقولہ تعالیٰ للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشہر فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم[1]۔ پس اگر شوہر نے یہ قسم کھائی ہے کہ واللہ میں تیرے قریب چار ماہ تک نہ جاؤں گا اور پھر چار ماہ تک نہ گیا تو بیشک اس کی زوجہ پر طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے[2]۔ پس یہ خود غور کر لیا جاوے کہ آیا شوہر نے واقعی اس طرح قسم کھا کر زبان سے کہا تھا یا نہیں۔

---

[1] ھدایہ باب الایلاء ص ۳۹۱ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] فان وطیھا فی الاربعۃ الاشہر حنث فی یمینہ ولزمتہ الکفارۃ ویسقط الایلاء وان لم یقربھا حتی مضت اربعۃ اشہر بانت منہ بتطلیقۃ (ھدایہ باب الایلاء ص ۳۹۱ ج ۲)۔ ظفیر۔

باب یازدہم

لعان سے متعلق احکام و مسائل

بغیر شرائط کے پائے گئے لعان نہیں ہوتا ہے

سوال (۸۹۷) مسماۃ نوری زوجہ کمال نجار نے یہ ظاہر کیا کہ مجھ کو میرا شوہر تہمت زنا کی لگاتا ہے کہ تو فلاں شخص کے ساتھ زنا کرتی ہے مجھ کو اس وقت حمل اپنے خاوند کا ہے اور خاوند کہتا ہے کہ یہ حمل میرا نہیں ہے اور ناحق جھوٹی تہمت مجھ کو زنا کی لگاتا ہے، یہاں تک اپنے بھائی مسمی فتاح نجار کے ساتھ تہمت لگاتا ہے، لیکن کمال نجار نے ظاہر کیا کہ میں نے نہ اپنی منکوحہ مسماۃ نوری کو کبھی تہمت زنا لگائی اور نہ میں نے حمل سے انکار کیا، یہ اپنے والد کے کہنے پر چلتی ہے، ہاں جس جس کا شک ہے تو میں منکوحہ خود کو کہتا ہوں کہ ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ کر، مگر وہ نہیں مانتی، یہ شک ہے، اس صورت میں لعان ثابت ہے یا نہ۔

یک مولوی حکم لعان فرمودہ، فتویٰ او صحیح و نافذ شد یا نہ۔

الجواب:- حکم لعان دریں صورت بحالت موجودہ بلا تحقیق شرائط لعان کردن درست نیست وحکم تفریق نافذ نیست، واگر کسے فتویٰ دادہ است آں صحیح نیست بروعمل نباید کرد کما بین فی کتب الفقہ[1]۔

---

[1] وسببہ قذف الرجل زوجتہ قذفا یوجب الحد فی الاجنبیۃ الخ فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح (درمختار) قولہ فی دار الاسلام احترز عن دار الحرب لانقطاع الولایۃ (رد المحتار باب اللعان ص۸۷۵ و ص۸۷۶ ج ۲ ظفیر)۔

بیوی کو شوہر نے تہمت لگائی اب بیوی تفریق چاہتی ہے کیا حکم ہے

سوال (۸۹۸) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو زنا کی تہمت لگائی، ہندہ تفریق چاہتی ہے، اس صورت میں حاکم مسلمان لعان کرا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہاں لعان کا حکم نہیں ہے اور نہ تفریق ہو سکتی ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام[1]۔

بذریعہ قاضی نکاح خواں نے جو لعان کر کے تفریق کی وہ صحیح نہیں ہے

سوال (۸۹۹) زید نے اپنی زوجہ زینب کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی، اور دونوں نے قسمیں کھا کر لعان کیا اور قاضی نکاح خواں نے دونوں میں تفریق کرا دی، اس صورت میں لعان صحیح ہوا یا نہیں اور تفریق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام ردالمحتار فی الشامی قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں لعان صحیح نہیں ہوا، اور تفریق نہیں ہوئی۔

شوہر کے قسم کھا کر تہمت لگانے اور بیوی کے لعنت کرنے سے طلاق و لعان نہیں ہوا

سوال (۹۰۰) زید نے اپنی بیوی ہندہ پر تہمت زنا لگائی، چار مرتبہ سے زائد چار یا اس سے زائد اشخاص کے روبرو اس کا اعادہ کیا اور قسم کھا کر کہا اور اس کو ایک سال سے زیادہ گذر گیا اور اس سے قبل بھی ہندہ اور اس کے بچوں کا جو کہ زید کی صلبی اولاد ہے بہت ہی کم عرصہ تک خورد و نوش کا زید کفیل رہا، حالانکہ شادی کو سولہ سال کا عرصہ گذر گیا،

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب اللعان ص ۸۷۲ ج ۲ قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ ۱۲ رد المحتار باب اللعان ص ۸۷۲ ج ۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب اللعان ص ۸۷۲ ۱۲ ظفیر۔

ہندہ اور اس کے بچوں کے کفیل ہندہ کے والدین رہے۔ ایسی حالت میں طلاق ولعان واقع ہوئی یا نہیں، زید نے ہندہ پر اور ہندہ نے زید پر رو برو چند اشخاص کے لعنت کی

الجواب :- اس صورت میں لعان اور طلاق کچھ ثابت نہ ہوگا، کیونکہ لعان کی شرائط اس وقت مفقود ہیں اور جب کہ لعان اس زمانہ میں اس ملک میں ثابت نہیں بوجہ مفقود ہونے اس کی شرائط کے، تو اگر خود زوجین نے لعان کر لیا تو اس سے تفریق نہ ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی، اور شوہر پر اس تہمت لگانے کا مواخذہ رہے گا اور دنیا میں اس پر کوئی حکم اس وقت مرتب نہ ہوگا، شامی باب اللعان میں ہے ویشترط ایضا کون القذف بصریح الزنا وکونہ فی دار الاسلام[۱] وفیہ ایضا قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب۔[۲] وفیہ ایضا وھو انہ لا تقع الفرقۃ بنفس اللعان قبل تفریق الحاکم[۳] پس ہندہ اس صورت میں بدستور زید کی زوجہ ہے اس سے کہا جاوے کہ یا طلاق دے یا حقوق زوجیت نان نفقہ ادا کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان۔[۴]

ہندوستان میں لعان اور اس کی وجہ سے تفریق کی کوئی صورت نہیں

سوال : (۱۰۹) زید نے اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگائی، اگر مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے اور عورت انکار کرے اور مرد گواہ نہ پیش کرے جس کی تحقیق کے لئے ثالثی کی گئی، ثالثی میں تہمت زنا ثابت ہوئی، اس میں لعان کا حکم ہے یا نہیں، اور چونکہ قاضی نہیں ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب :- لعان کے لئے چونکہ دار الاسلام کا ہونا بھی شرط ہے کما صرح بہ فی کتب الفقہ لہذا اس ملک میں لعان کی کوئی صورت نہیں ہے، اور جب کہ لعان

---

[۱] رد المحتار باب اللعان ص ۸۲۵ ج ۲۔ ظفیر۔ [۲] ایضا ص ۸۲۵ ج ۲۔ ظفیر۔

[۳] سورۃ البقرۃ۔ ۲۹۔ ظفیر۔

نہیں ہے تو تفریق بھی نہ ہوگی[1]۔

ف ایک مرد اور ایک عورت کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور یہاں لعان نہیں

سوال (۹۰۲) زید کے دو بیوی ہیں — ہندہ وخالدہ: زید اور خالدہ دونوں نے ہندہ کو حالت زنا میں زید و زید بچشم خود دیکھا تو زنا ثابت ہے یا نہیں اور بعد طلاق کے دین مہر دینا لازم ہوگا یا نہیں اور زید اس کو لعان کرکر طلاق دیوے یا بلا لعان کے۔

الجواب:- زید اور اس کی زوجہ خالدہ کے بیان سے ہندہ پر زنا کا ثبوت نہ ہوگا اور بوجہ دار الاسلام نہ ہونے کے لعان بھی نہ ہوگا۔ اور مہر بعد طلاق کے واجب الادا ہوگا

دو گواہوں کی شہادت سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاتا ہے

سوال (۹۰۳) ہندہ نے اپنے شوہر زید پر دعویٰ لعان کیا۔ باوجودیکہ وہ پاک باعصمت ہے، زید نے انکار کیا۔ ہندہ نے دو گواہ پیش کئے جو پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، یہ گواہ عادل مانے جائیں گے یا نہیں؟

الجواب:- لعان کے لئے شرط ہے دار الاسلام کا ہونا، شامی میں ہے ویشترط ایضاً کون القذف بصریح الزنا وکونہ فی دار الاسلام[1] لہٰذا اس ملک میں تو لعان نہیں ہے، البتہ اگر دار الاسلام میں اگر شوہر اپنی زوجہ کو تہمت صریح زنا وغیرہ کی لگا دے تو لعان واجب ہوتا ہے۔ فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الخ[2] اور جبکہ دو گواہان عادل سے شوہر کا تہمت لگانا ثابت ہو جاوے تو انکار شوہر کا معتبر نہیں ہوگا، اور اس صورت میں ہر دو گواہان مذکورہ زوجہ کے عادل مانے جائیں گے[3]۔

---

[1] قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب (رد المحتار باب اللعان ج ۲ ص ۷۹۳) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب اللعان ص ۷۹۲ ج ۲ - ظفیر

[3] ایضاً ص ۷۹۲ ج ۲ - ظفیر

تہمت لگانے کی سزا

سوال (۹۰۴) اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھا کر اپنی منکوحہ بیوی پر جو نہایت درجہ نیک اور باعصمت ہے، شرارتاً بے عصمتی کا اتہام لگائے تو اس کا نکاح رہا یا فسخ ہوگیا۔

الجواب: - اپنی زوجہ کو زنا کی تہمت لگانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن شوہر کو حد قذف یعنی اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اگر حکومت اسلام ہو، اور شہادت اس کی مردود ہوگی، درمختار میں ہے ویحد الحر او العبد[2] قاذف المسلم الحر البالغ العاقل العفیف من فعل الزنا الا بصریح الزنا (درمختار) ولا القاذف فی دار الحرب (شامی)[1]۔

ہندوستان میں لعان کے ذریعہ فسخ نکاح نہیں ہوسکتا ہے

سوال (۹۰۵) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تہمت لگائی کہ میری بیوی ہندہ کا ناجائز تعلق عمر سے ہے اور عمر کئی مرتبہ ہندہ کے بطن سے حمل ساقط کراچکا ہے، ہندہ نے اس کو سن کر جج صاحب کے یہاں دعویٰ کیا کہ لعان کرا کے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے، زید روپوش ہے تو اس صورت میں لعان ہوا یا نہ۔

الجواب: - شرعاً حالات موجودہ میں لعان کا حکم نہیں ہے اور نکاح فسخ نہیں ہوا۔ ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ہے[2]۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب حد القذف ص ۲۳۱ ج ۳ - ظفیر

[2] فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجته بنکاح صحیح العفیفة عن الزنا الخ لاعن (درمختار) قوله فی دار الاسلام اخرج دار الحرب بلا انقطاع الولایة (رد المحتار باب اللعان ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

باب دوازدہم

ظہار سے متعلق احکام و مسائل

بہ نیت طلاق یہ کہنا کہ تو میری بہن کے مثل ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال (۹۰۶) زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے، اس صورت میں کونسی طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، اگر بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اول سے نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر ان الفاظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی، نکاح عدت میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہر اول کا اس سے درست ہے[۱] وان نوی بانت علی مثل امی او کامی برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة[۲] - در مختار

ماتحت کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے نکلا تو میری ماں ہے کیا حکم ہے

سوال (۹۰۷) ایک شخص اپنی زوجہ کو یہ کہنا چاہتا کہ تو میری ماتحت ہے، بوجہ غلطی کے اس کی زبان سے نکلا کہ تو میری ماں ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

۱؎ وینکح مبانته بما دون الثلاث فی العدة وبعدها بالاجماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرجعة ص ۸۰۰/۲) ظفیر۔

۲؎ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ص ۹۹۴/۲ - ظفیر

الجواب :- اس صورت میں طلاق وظہار کچھ نہیں ہے نکاح باقی ہے، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آئندہ ایسا لفظ نہ کہا جاوے، درمختار میں ہے ویکرہ قولہ انت امی و یا ابنتی و یا اختی و نحوہ (در مختار صفحہ مذکور شامی ۲۶۰)۔ حذف الکاف لغا (در مختار) قولہ او حذف الکاف بان قال انت امی شامی[1]

سوال (۹۰۸) زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالت غصہ کہتا ہے کہ تو مثل میری بیٹی کے اور	غصہ میں بہ نیت طلاق کہنا کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے، اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے بغیر وضع حمل زید کا نکاح اسی عورت سے صحیح ہے یا نہ۔ زید نے طلاق سے تین چار روز بعد نکاح کر لیا صحیح ہو گیا یا نہ ؟

الجواب :- اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ اس پر واقع ہو گئی زوجہ پر عدت واجب ہے، عدت اس کی وضع حمل ہے، اور زید کا نکاح اس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے[2]، پس نکاح جو زید نے طلاق سے تین چار دن بعد کیا صحیح ہو گیا[3]، درمختار میں ہے وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع مانواہ لانہ کنایۃ[4]

سوال (۹۰۹) زید نے غصہ میں آکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر آج سے میں تمہارے ساتھ ہمبستر ہوں	اگر تیرے ساتھ ہمبستر ہوں تو ماں کے ساتھ ہوں اس کہنے سے طلاق نہیں ہوئی

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الظہار ص ۹۴۲ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۹۴۲ ج ۲ ۔ ظفیر [3] وینکح مبانتہ بما دون الثلاث فی العدۃ وبعدہا بالاجماع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۳۶ ج ۲ ۔ ظفیر [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۹۴۲ ج ۲ ۔ ظفیر

تو اپنی ماں کے ساتھ فلاں کیا، مگر اس کی نیت نہ چھوڑنے کی تھی اور نہ طلاق دینے کی۔ تو نکاح قائم رہا یا نہیں، اس شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: اس صورت میں نکاح قائم رہا، اور طلاق وظہار وایلاء کچھ نہیں ہوا۔ وان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ ووقع ما نواہ لانہ کنایۃ والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا[1] وفی کتاب الایمان منہ وان فعلہ فعلیہ غضبہ او ھو زان او سارق لا یکون قسما[2] الدر المختار۔

سوال (۹۱۰) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے کہا کہ تو مجھے مہر معاف کر دے، ہندہ نے انکار کیا۔ زید نے غصہ سے کہا کہ آج سے میں تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں، یہ فقرہ زید نے اپنی زبان سے ادا کیا، نکاح کے قائم رہنے نہ رہنے میں کیا اثر رکھتا ہے، اور زید کو ہندہ سے قربت درست ہے یا نہیں۔

اگر تجھ سے بولوں تو اپنی بہن سے بولوں اس کہنے سے طلاق نہیں پڑتی

الجواب: اس لفظ سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا۔ قربت وجماع درست ہے[3]۔

سوال (۹۱۱) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میں تجھ سے مجامعت کروں تو اپنی ماں سے کروں، اس صورت میں کیا کفارہ ہے۔

تجھ سے جماع کروں تو ماں سے کروں اس جملہ کے کہنے کا کیا حکم ہے

الجواب: یہ لفظ جو شوہر نے کہا ظہار کا لفظ نہیں ہے، اس میں کچھ کفارہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۹۶۲ ج ۲۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۳ ج ۳۔ ظفیر

[3] وان لم ینو شیئا او حذف الکاف لغا ایضا باب الظہار ص ۶۳ ج ۲۔ ظفیر

نہیں ہے جیسا کہ عالمگیری میں ہے ان وطئتك وطئت امی لا شئی علیہ الا کذا فی غایۃ السراجی عالمگیری[1]

سوال (۹۱۲) بیوی سے کہا تجھ سے صحبت کروں تو ماں سے کروں طلاق ہوئی یا نہیں

زید نے اپنی منکوحہ کو غصہ کے وقت یہ کہا کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں، پھر بعد میں کہا کہ تیرے پاس لیٹنا اور بات کرنا بھی حرام ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ الفاظ منکوحہ کو کہنے سے کہ اگر تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن لفظ حرام جو شوہر نے بعد میں کہا اگر اس میں نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائنہ اس سے واقع ہوئی[2]، نکاح جدید عدت میں اور بعد عدت کے کر سکتا ہے۔

سوال (۹۱۳) بیوی کو بہن کہا کیا حکم ہے

زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری بہن ہے عورت منکوحہ نے کہا کہ میں تو تمہاری بی بی منکوحہ ہوں تم مجھ کو بہن کیوں کہتے ہو، زید نے جواب دیا کہ تم کو بہن بن کر رہنا پڑے گا، اب دونوں کو اندیشہ طلاق کی وجہ سے علیحدہ رکھا ہے۔ ہمبستر نہیں ہونے دیا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ایسا کہنا اپنی زوجہ کو مکروہ ہے لیکن اس سے طلاق نہیں پڑتی اور نکاح میں فرق نہیں آتا شوہر کو چاہئے کہ اس کو منکوحہ ہی سمجھے اور آئندہ ایسے الفاظ نہ کہے، عبارت درمختار کی یہ ہے والا ینو شیئا او حذف الکاف (بان قال انت امی) لغا و تعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی

---

[1] عالمگیری کشوری ص ۲۲ ج ۲ باب الظہار۔ ظفیر

[2] وان کان الحرام فی الاصل کنایۃ یقع بہا البائن الا ولا شئی من الکنایۃ یقع بہ الطلاق بلا نیۃ او دلالۃ الحال کما صرح بہ البدائع (رد المحتار باب الکنایات ص ۶۶۳ ج ۲) ظفیر

دیا ابنتی دیا اختی در مختار۔

تجھ سے تعلق رکھوں تو ماں بہن سے رکھوں اس کہنے کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۹۱) ایک شخص نے غصہ میں اپنی عورت کو یہ کلمات کہے۔ میں اگر تجھ سے کچھ تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں یا یہ کہنا تو میری ماں بہن کے برابر ہے۔ اس کے بعد کہا تجھ کو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے۔ یہ سب الفاظ ایک جلسہ میں کہے۔ کیا کوئی صورت ان کے میل کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ لفظ مثل کے لانے اور نہ لانے میں فقہاء نے فرق کیا ہے، بناءً علیہ جملہ اول یعنی یہ کہ اگر تجھ سے تعلق رکھوں اپنی ماں بہن سے رکھوں لغو ہے، اور جملہ ثانیہ کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے اس میں نیت کا اعتبار ہے، اگر ظہار کی نیت ہو ظہار ہے اور اگر طلاق کی نیت ہو طلاق ہے، اور اگر احترام و بزرگی میں تشبیہ مراد ہے تو نہ ظہار ہے نہ طلاق، لیکن چونکہ یہ لفظ کنایہ ہے اور کنایات میں دلالت حال میں بلا نیت بھی وقوع طلاق کا حکم ہوتا ہے، اس لئے یہ موقع چونکہ ذکر طلاق کا ہے اس لئے ایک طلاق بائنہ ان الفاظ سے واقع ہوگئی، پھر دوبارہ لفظ طلاق سے دو طلاق واقع ہوئی، پس اس کی زوجہ پر اس صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی، اور بدون حلالہ کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار وان نوی بانت علی مثل امی او امی وکذا لو حذف علی خانیہ برًا او ظهارًا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة الخ[1] وفی الشامی قوله لانه کنایة ای من کنایات الظهار والطلاق ای ان قال انت ینبغی ان لا یصدق قضاءً فی ارادة البر اذا کان فی حال المشاجرة وذکر الطلاق الخ[2]

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الظهار ص ۷۹۶/۲ ۔ ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار باب الظهار ص ۷۹۶/۲ ۔ ظفیر۔

اس کہنے سے کہ تمہارے پاس جائیں تو ماں کے پاس جائیں طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۱۵) ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر ہم تمہارے پاس جائیں تو اپنی ماں کے پاس جائیں، اس قسم کھانے کے کئی گھنٹہ بعد میاں بیوی اکٹھے ہوئے تو اس قسم کا کیا حکم ہے، نیز اس کی بیوی حیض سے تھی، لیکن جس رات کا یہ واقعہ ہے اس سے پہلے یعنی ایک تمام دن خون نہیں آیا تھا اور مدت حیض ختم ہو چکی تھی لیکن عورت نے غسل نہیں کیا تھا، قبل غسل کے دونوں ہمبستر ہوئے۔

الجواب: - عالمگیریہ میں ہے ولو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیہ[1] الخ یعنی اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں تو اس سے کچھ نہیں ہوتا یعنی ظہار اور طلاق کچھ نہیں ہوتی، پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور مدت حیض سے ختم ہونے کے بعد وطی کے جواز و عدم جواز میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اکثر مدت حیض کے دس دن میں پوری ہو گئی تھی تو قبل غسل وطی درست ہے، اور اگر عادت سابقہ کے موافق مثلاً چھ سات دن میں حیض منقطع ہوا تو اس میں جواز وطی کے لئے یہ شرط ہے کہ بعد انقطاع حیض اتنا زمانہ گذر جاوے کہ اس میں غسل اور لبس ثیاب و تحریمہ نماز ہو سکے، پس جب کہ ایک دن انقطاع حیض کے بعد گذر گیا تو وطی درست ہے[2]۔

ظہار کا کفارہ ادا کئے بغیر بیوی سے ہمبستر ہونا

سوال (۹۱۶) ظہار کے بعد بلا کفارہ ادا کئے صحبت کرے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

---

[1] عالمگیری کشوری ص ۲/۲۳۵ باب الظہار۔ ظفیر۔ [2] واذا انقطع دم الحیض لاقل من عشرة ایام لم تحل وطیها حتی تغتسل الخ ولو لم تغتسل ومضی علیها ادنی وقت الصلوٰة بقدر ان تقدر علی الاغتسال والتحریمة حل وطیها لان الصلوٰة صارت دینا فی ذمتها فطهرت حکما (هدایہ باب الحیض ص ۱/۳۹) ظفیر

الجواب :- درمختار میں ہے فان وطی قبلہ تاب واستغفر وکفر للظہار فقط[1] یعنی اگر مظاہر نے پہلے کفارہ دینے سے وطی کی تو وہ توبہ واستغفار کرے اور صرف کفارہ ظہار ادا کرے۔

سوال (۹۱۷) بیوی سے ظہار کیا پھر تین طلاق دی، حلالہ کیا اس کے بعد بھی کفارہ لازم ہے

ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے، دس منٹ بعد تین طلاق عورت مذکورہ کو دیدی، اب دوبارہ نکاح یہ شخص اس عورت سے کس طرح کرسکتا ہے، کیا یہ صورت صحت نکاح کے لئے ہوسکتی ہے کہ شوہر کے چھوٹے بھائی سے عورت کا نکاح کیا جاوے اور وہ بعد دخول طلاق دے بعد عدت گذرنے کے شوہر اول اس سے نکاح کرے۔ اگر یہ صورت صحیح ہے تو دوبارہ نکاح کرنے کے بعد حکم ظہار باقی رہے گا یا نہ۔

الجواب :- اگر یہ لفظ شوہر نے بہ نیت ظہار کہا تھا کہ تو میری ماں بہن کے برابر ہے تو بعد طلقات ثلثہ حلالہ کے بعد جب شوہر اول اس عورت سے نکاح کرے گا حکم ظہار کا باقی رہے گا، یعنی بلا ادائے کفارہ ظہار اس سے صحبت نہیں کرسکتا، درمختار میں ہے فیحرم وطؤھا علیہ ودواعیہ الخ حتی یکفر وان عادت الیہ بملک یمین او بعد زوج آخر[2] الخ شامی میں ہے قولہ وان عادت الیہ الخ قال فی النہر افاد بالغایۃ ای بقولہ حتی یکفر انہ لو طلقہا ثلاثا ثم عادت الیہ تعود بالظہار[3] الخ ص ۹۶ جلد ثانی شامی وفی الدر المختار ایضاً وان نوی بانت علی مثل امی برا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ[3] الخ اور مطلقہ ثلثہ سے نکاح کرنے کے جواز

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۹۳ ج ۲ - ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار باب الظہار ص ۹۲ ج ۲ و ص ۹۳ ج ۲ - ظفیر۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ص ۹۶ ج ۲ - ظفیر۔

کی جو صورت سوال میں لکھی ہے وہ صحیح ہے مگر یہ ضرور ہے کہ شوہر اول کے بھائی سے نکاح بعد گذرنے عدت کے کیا جاوے۔

بیوی کو ماں، بہن، بیٹی کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

سوال (۹۱۸) شوہر زوجہ کو رات بھر ماں، بہن، بیٹی کہتا رہا اور بیوی شوہر کو باپ، بھائی، چچا کہتی رہی، اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں طلاق نہیں ہوئی کما فی الدر المختار او حذف الکاف لغا[1] مگر ایسا کہنا مکروہ ہے آیندہ ایسا نہ کیا جاوے۔

میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا کہنے سے طلاق ہوگی یا ظہار

سوال (۹۱۹) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا، اس صورت میں طلاق ہوئی یا ظہار۔

الجواب: شوہر کے یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو ماں کے برابر حرام سمجھا۔ ان الفاظ میں سے ہے جن میں ظہار و طلاق دونوں کی نیت صحیح ہے، اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو کم سے کم ظہار ضرور ثابت ہوتا ہے، عام طور سے لوگ ظہار سے ناواقف ہوتے ہیں، وہ جب ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں بالیقین طلاق اور دائمی مفارقت و متارکت کی نیت ہوتی ہے، پس صورت مسؤلہ میں جب کہ شوہر کی نیت کا حال معلوم نہیں تو ظاہری عرف کے لحاظ سے یہی حکم کیا جائے گا کہ اس کی عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی عدت گذرنے کے بعد وہ نکاح ثانی کرسکتی ہے۔ درمختار میں ہے دیانت علی حرام کامی صح ما نواہ من ظہار او طلاق وان لم ینوہ ثبت الادنیٰ وھو الظہار[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الظہار ص ۹۳۲/۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر

بیوی کو بہن کے برابر کہنے کا کیا اثر ہوتا ہے

سوال (۹۲۰) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا اور کہنے سے کچھ مدعا نہیں تھا، شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:- جب کہ کہنے والے کی کچھ نیت نہ تھی تو کلام اس کا لغو ہے طلاق وغیرہ کچھ واقع نہ ہوگی کما فی الدر المختار وان نوی شیئا او حذف الکاف لغا۔[1]

شادی سے پہلے بیوی کو بہن کے برابر کہنے سے کچھ حرج نہیں

سوال (۹۲۱) ایک شخص نے جس کی بیوی نہیں ہے اپنی بیوی کو بہن کے برابر کہا، تو اب اس کو نکاح کرنے میں یا نکاح کے بعد کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب:- یہ کلام اس کا لغو ہے بعد نکاح طلاق وغیرہ کچھ نہ ہوگی۔

بیوی سے کہے دادی باز آجا، کیا اس سے طلاق ہو جائے گی

سوال (۹۲۲) ہندہ کسی سے لڑ رہی تھی، اس کے شوہر زید نے غصہ میں کہا کہ دادی باز آجا چپ رہ، کیا ہندہ پر اس لفظ کے کہنے سے طلاق ہو گئی۔

الجواب:- درمختار اور شامی میں ہے کہ ایسا لفظ بلا حرف تشبیہ کہنے سے طلاق وغیرہ کچھ نہیں ہے وہ لفظ لغو ہو جاتا ہے، عبارت درمختار یہ ہے وان نوی شیئا او حذف الکاف لغا۔[2]

بیوی سے کہا اگر تجھ سے شادی کروں تو اپنی دختر سے کروں کیا حکم ہے

سوال (۹۲۳) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بوجہ بدچلنی کے غصہ میں آکر کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو میں اپنی دختر کے ساتھ یا والدہ کے ساتھ شادی کروں، کیا اس صورت میں اس کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نکاح باقی ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الظہار ۲/۷۹۴ - ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر

کذا فی العالمگیریہ[1]۔

تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا کہنے سے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۹۲۴) بکر نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کیا تمہارا ناجائز تعلق عمر سے ہے تا وقتیکہ میں اس کی تحقیق نہ کر لوں گا تجھ کو ہمشیرہ کے برابر سمجھوں گا، اس صورت میں بکر کی زوجہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں بکر کی زوجہ بکر پر حرام نہیں ہوئی اور اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی، کذا یظہر من الکتب[2]۔

شوہر سے کہا تو میرے بھائی جیسا ہے طلاق ہوئی یا نہیں

سوال (۹۲۵) زید کی زوجہ نے اپنے شوہر زید کو اپنے برادر حقیقی سے تمثیل دی یعنی یہ کہا کہ تو میرے حقیقی بھائی جیسا ہے، اس صورت میں عورت نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح قائم ہے عورت کے اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا، البتہ شامی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر عورت کو ماں، بہن بلا حرف تشبیہ کے کہدیوے تو یہ مکروہ ہے، لیکن طلاق یا ظہار اس صورت میں بھی نہیں ہوتا[3]، بناءً علیہ عورت کا الفاظ مذکورہ کہنا بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

غصہ میں بیوی سے کہا تو میری ماں ہے پوچھنے پر بتایا نیت کچھ نہیں تھی

سوال (۹۲۶) زید نے اپنی زوجہ کو بحالت غیظ و غضب یہ کہا کہ تو میری ماں ہے۔ زید سے دریافت کیا کہ تیری اس لفظ سے کیا نیت تھی تو یہ جواب دیا کہ غصہ میں کہدیا تھا اور کچھ بھی نیت نہ تھی

---

[1] وان قال لم اتزوجک ونوی الطلاق لا یقع الطلاق بالاجماع کذا فی البدائع (عالمگیری کشوری کنایات ص۲۹۳ ج۲)، وان قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئ علیہ (عالمگیری کشوری الظہار ص۲۵ ج۲) ظفیر۔ [2] ویکرہ قولہ انت امی و یا ابنتی و یا اختی ونحوہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۹۴۲ ج۲ باب الظہار) ظفیر۔ [3] ایضاً۔ ظفیر۔

اس صورت میں طلاق یا ظہار کچھ ہوا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ ظہار ہوا مگر آئندہ ایسا کہنا نہ چاہیئے کہ مکروہ ہے درمختار میں ہے ولا ینوی شیئا اوحذف الکاف لغا در مختار ویکرہ قولہ انت امی الخ[1]۔

> بیوی سے کہا اگر تجھ سے جماع کروں تو ماں بہن سے کروں، اس صورت میں کیا حکم ہے

سوال (۹۲۷) زید نے اپنی منکوحہ کو لڑائی اور غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ اگر میں تجھ سے جماع کروں تو گویا اپنی ماں یا بہن سے کروں۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا ظہار۔

الجواب:- عالمگیریہ میں ہے ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں طلاق و ظہار کچھ نہیں ہوا۔

> بغیر نیت طلاق بیوی کو بہن کہدے تو کیا حکم ہے

سوال (۹۲۸) اگر کسے زوجۂ خود را خواہر بگوید طلاق شود یا نہ واگر بنیت طلاق نشود طلاق واقع شود یا نہ۔

الجواب:- اگر کسے زوجۂ خود را خواہر یا مادر بگوید بر زوجہ اش طلاق واقع نمی شود و نیز ظہار نمی شود۔ البتہ چناں گفتن یعنی زوجۂ خود را خواہر گفتن مکروہ است قال فی الدر المختار ولا ینوی شیئا اوحذف الکاف لغا ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ وقال فی الشامی فقد صرحوا بان قول لہ لزوجتہ یا اخیۃ مکروہ وفیہ حدیث رواہ ابوداؤد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول لامرأتہ یا اخیۃ فکرہ ذلک ونہی عنہ[3]۔ ازیں روایت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۷۹۳ ج ۲ باب الظہار۔ ظفیر۔

[2] عالمگیری کشوری الباب التاسع فی الظہار ص ۵۲۶ ج ۲۔ ظفیر۔

[3] دیکھئے رد المحتار باب الظہار ص ۷۹۳ ج ۲ ظفیر

وحدیث ظاہر است کہ درصورت مذکورہ فی السوال نہ طلاق می شود و نہ ظہار، البتہ ایں قول مکروہ است کما مر۔

تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں یہ کہنا لغو ہے

سوال (۹۲۹) اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری بہن ہے تو اس سے ظہار ہوگا یا نہیں؟ یا یہ کہا کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر کسی نے اپنی زوجہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے بلا حرف تشبیہ تو یہ لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق کذا فی الدر المختار اور اگر یہ کہا زوجہ کو کہ اگر میں تیرے گھر میں گھسوں تو اپنی ماں سے بدفعلی کروں تو یہ بھی لغو ہے نہ ظہار ہے نہ طلاق لعدم وجود ظہار من تعریف الظہار والا ینوشیئا او حذف الکاف لغا قال الشامی فی تحت قوله او حذف الکاف بان قال انت امی الخ وقال الشامی والذی فی الفتح وفی انت امی لایکون مظاہرا الی ان قال، فعلم انه لا بد فی کونه ظہارا من التصریح باداة التشبیه شرعا الخ شامی وقال فی الدر المختار فی تعریفه وشرعا تشبیه المسلم زوجته الی قوله یحرم علیه تابیدا الخ[1]۔

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الظہار ص ۲/۹۲۴ ۔ ظفیر۔

باب سیزدہم

نامرد، مجنون، متعنت اور دوسرے عیوب کی وجہ سے تفریق اور فسخ نکاح کے احکام و مسائل

نامرد سے بھی نکاح ہوجاتا ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

سوال (۹۳۰) ایک شخص کا نکاح بحالت بلوغت ہمراہ لڑکی کے پڑھا گیا۔ بعدہ ثابت ہوا کہ لڑکا مرد نہیں ہے حق زوجیت ادا نہیں کرسکتا۔ اب شادی کو ڈیڑھ سال ہوگیا ہے آج تک کوئی مردانگی کی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور لڑکا طلاق بھی نہیں دیتا ہے، اب شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

الجواب :- شوہر اگر عنین ہے نکاح منعقد ہوگیا ہے، اور چونکہ اس زمانہ میں شرائط فسخ متحقق نہیں ہیں، لہٰذا جب تک شوہر طلاق نہ دے گا علیحدگی نہ ہوگی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ فقط [1] اب علماء کے اتفاق سے فسخ کی صورت نکل آئی ہے

---

[1] اذا وجدت المرأۃ زوجہا مجبوباً فرق الحاکم بطلبہا بینہما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ج۲ ص۳۶) اس زمانہ میں تفریق کا کیا طریقہ ہوگا، اس کیلئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی۔ اور "کتاب الفسخ والتفریق" للرحمانی۔ ظفیر

شرعی پنچائت میں مقدمہ دائر کیا جائے یا دار القضاء میں۔ ظفیر)۔

نامرد کی بیوی کا نکاح ثانی بلا طلاق نہیں ہوسکتا ہے

سوال (۹۳۱) لڑکی نابالغہ کا عقد اس کے والدین نے کردیا۔ بعد البلوغ لڑکی نے اپنے شوہر کو مادرزاد نامرد پایا، ہر چند علاج معالجہ کیا ڈاکٹروں نے جواب دیدیا کہ تندرست نہیں ہوسکتا تین چار سال تک علاج کیا کچھ نفع نہیں ہوا۔ بصورت موجودہ میں عورت کا نکاح ثانی بالطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقہا بطلبہا[1] وفیہ ایضا ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ[2] اس سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں چونکہ تاجیل وتفریق قاضی شرعی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی لہٰذا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور بلا طلاق شوہر اول و بدون انقضائے عدت اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے

سوال (۹۳۲) امرأۃ وجدت زوجہا عنینا فصبرت معہ مدۃ کثیرۃ وھو یعالج مرضہ فلم یبرء من مرضہ وھی لا تستطیع الصبر وتطلب منہ الفرقۃ فماذا یفعل فی ھذا الملک لعدم القاضی وان قال الزوج المذکور لامرأتہ واللہ لا اقربہا یعنی الزوجۃ حتی اشفی من مرض العنۃ فھل یکون ھذا ایلاء ام لا۔

الجواب:- قال فی الدر المختار فان وطی مرۃ فبھا والا بانت بالتفریق من القاضی بطلبہا[3] وقال قبیلہ ولا عبرۃ بتاجیل غیر القاضی[4]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۹ ج ۲۔ ظفیر

[2] ایضا ص ۸۱۸ ج ۲۔ ظفیر۔ [3] دیکھئے حوالہ سابق ص ۸۱۹ ج ۲۔ ظفیر

[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۸ ج ۲۔ ظفیر

ومعناہ انہ لا یتصور التفریق فی صورۃ عدم القاضی وانما یحصل التفریق بالطلاق من الزوج او الخلع ونقول لا فرق بینہا حتی اشفی من العنۃ لا یکون مولیاً لانہ یمکن ان یشفی قبل مدۃ الایلاء ویطأہا کما قال فی الدر المختار او قال وہو بالبصرۃ واللہ لا ادخل مکۃ وہی بہا لا یکون مولیاً لانہ یمکنہ ان یخرجہا منہا فیطأہا (درمختار) ای فی المدۃ من غیر شئ یلزمہ[۱] شامی جلد ثانی صفحہ ۵۵۔

نابالغی میں ایک نامرد سے نکاح ہوا، اب کیا کرے

سوال (۹۳۳) زید نامرد کا نکاح ایک دختر نابالغہ سے ہوا، اس وقت دختر رضامند تھی اور اس کو یہ علم نہ تھا کہ زید نامرد ہے۔ زید کے ماں باپ نے بہت کچھ علاج کرایا مگر کچھ نفع نہیں ہوا۔ نکاح کو دو سال ہو گئے ہیں، اب دختر نہایت ملول ہے اور آزادی چاہتی ہے، زید سے آزادی لینے کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر زید آزادی نہ دیوے تو کیا کیا جاوے۔

الجواب:- زید سے نکاح ہو گیا تھا بشرطیکہ لڑکی نابالغہ کے ولی نے اس کا نکاح کیا تھا، اب اگر زید طلاق دیوے تو مطلقہ کا دوسرا نکاح صحیح ہو جاوے گا بدون طلاق دینے کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے، زید سے طلاق لی جاوے۔ اگر وہ طلاق زید دیوے گا طلاق واقع ہو جاوے[۲] گی۔

نامرد سے نکاح جائز ہے علیحدگی کے لئے قاضی سے درخواست کرنی چاہئے

سوال (۹۳۴) اگر کسی لڑکی کا نکاح نامرد لڑکے کے ساتھ ہو جائے اور لڑکا پیدائشی نامرد ہو یا بعد وطی کے نامرد ہوا ہو تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہوا یا نہیں، اگر صحیح ہوا تو اب جب کہ بالکل نامرد اور لاعلاج ثابت ہوا تو اس کی زوجہ کے لئے شرعاً کیا حکم ہے، جبکہ شوہر

---

[۱] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الایلاء ص ۲/۵۵۶۔ ظفیر۔ [۲] ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلاً بالغاً (ہدایہ کتاب الطلاق ص ۲/۳۳۶) ظفیر۔

خوشی سے طلاق نہ دیتا ہو۔

الجواب:- شوہر اگر اول سے ہی نامرد ہو یا بعد نکاح کے نامرد ہو گیا تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، لیکن دوسری صورت میں جبکہ شوہر بعد نکاح کے نامرد ہو گیا ہے اور وطی کر چکا ہے تو زوجہ کو کچھ اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، اور پہلی صورت میں جب کہ شوہر اول سے ہی نامرد ہے اور وطی بالکل نہیں کی تو عورت کو یہ دعویٰ پہنچ سکتا ہے کہ شوہر کی نالش کرے اور دعویٰ کرے، قاضی اس کے دعویٰ پر شوہر کو ایک برس کی مہلت بغرض علاج دیوے اگر تندرست ہو جاوے اور وطی پر قادر ہو جائے فبہا ورنہ عورت اگر تفریق چاہے تو قاضی تفریق کر دیوے، بدون تاجیل و تفریق قاضی کے تاجیل و تفریق نہ ہوگی کذا فی الدر المختار[1]۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ قاضی نہیں ہے[2] پس شوہر سے طلاق کو کہا جاوے اگر وہ طلاق دیدے گا تو علیحدگی ہو جائے گی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جاوے گا۔ اور اگر شوہر نے طلاق نہ دی تو کوئی صورت علیحدگی کی نہیں۔

عنین کی بیوی اگر خود فسخ کرے تو وہ ایک سال کی مدت مہلت کی دے گی یا نہیں	**سوال (۹۳۵)** (۱) ایک نابالغ کا نکاح بولایت اس کے چچا کے ایک لڑکی سے ہوا تھا۔

بعد بلوغ کے وہ لڑکا فاتر العقل اور عنین ٹھہرا، خود وہ اپنے عنین ہونے کا مقر ہے اور

---

[1] ولو وجدته عنینا ہو من لا یصل الی النساء لمرض الخ اجل سنۃ لاشتمالہا علی الفصول الاربعۃ الخ قمریۃ بالاہلۃ الخ فان وطی مرۃ فبہا والا بانت بالتفریق من القاضی ان ابی طلاقہا بطلبہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۲/۸۱۴) ظفیر۔ [2] بعد کے علماء نے مسلم پنچائت کو قاضی کے قائم مقام تسلیم کیا ہے، وہ پنچائت قاضی کے فرائض انجام دے گی، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی اور بہار و اڑیسہ میں امارت شرعیہ کے تحت قاضی مقرر ہیں۔ ظفیر

حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی اس کو لاعلاج ٹھہرایا ہے، ہرچند کئی سال سے انھوں نے دوا کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لڑکی چونکہ عاقلہ بالغہ ہے ڈیڑھ سال سے اپنے میکہ میں بیٹھی ہے وہ تفریق چاہتی ہے اس لئے کہ شوہر قطع نظر عنین ہونے کے بوجہ اختلال دماغ زوجہ کے نان نفقہ کا بھی متحمل نہیں ہو سکتا، مگر باوجود منکہ تفریق کے زوج محض ضد و سرکشی سے طلاق دینے سے انکار کرتا ہے حالانکہ اس کے چچا بھی تفریق پر راضی ہیں، زوج نے اس کو نہایت ضیق و غصہ میں ڈال رکھا ہے۔ بدیں وجہ اگر صاحبین کے قول پر (جو ظاہر الروایۃ ومفتی بہ ہے) عمل کر کے خود نکاح فسخ کر دے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں، قال فی مجمع الانھر جلد اول ص۴۶۲ وعندھما انما اختارت نفسھا تقع الفرقۃ باختیارھا وھو ظاھر الروایۃ کما فی المضمرات۔ وفی رد المحتار جلد ثانی ص۸۲۸ وقیل یکفی اختیارھا نفسھا ولا یحتاج الی القضاء کخیار العتق قیل وھو الاصح کذا فی غایۃ البیان وجعل فی المجمع الاول قول الامام والثانی قولھما نھر۔ وفی البدائع عن شرح مختصر الطحاوی ان الثانی ظاھر الروایۃ ثم قال وذکر فی بعض المواضع ان ما ذکر فی ظاھر الروایۃ قولھما ام اگر صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کر کے زوجہ کو فسخ نکاح کرنا درست ہو تو آیا اس صورت میں تاجیل میعاد یک سالہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں، چونکہ کئی سال تک زوج دوا کر چکا ہے اور اس کا عنین ہونا معلوم ہو چکا ہے اور خود مقر بھی ہے، آیا فسخ نکاح کے لئے وہی امتداد زمانہ ومعالجہ وتیقن مرض کافی ہوگا یا تاجیل جدید کی ضرورت ہوگی۔ اگر ضرورت ہے تو حسب روایات فقہیہ بدون قاضی کے تاجیل ہو نہیں سکتی، قال فی الوقایۃ اجلہ الحاکم وفی مجمع الانھر ولا عبرۃ لتاجیل غیر الحاکم کائنا من کان آہ وفی در المنتقی ولا عبرۃ بتاجیل غیرہ آہ وفی الدر المختار ولا عبرۃ بتاجیل غیر قاضی البلدۃ آہ وکذا فی رد المحتار وغیرہ اور قاضی

شرعی یہاں مفقود ہے، پس صاحبینؒ کے قول پر عمل کرکے فسخ کرنے کی کون صورت ہوسکتی ہے۔

(۲) فتاویٰ خیریہ جلد ثانی صـ۱۶ میں ہے سئل فی العنین اذا جعل بینہ و بین زوجتہ محکمین فاجلوہ سنۃ ومضت ھل لھم ان یفرقوا بینھما اذا طلبت ام لا؟ اجاب نعم۔ یصح التحکیم فی مسئلۃ العنین لانہ لیس بحد ولا قود ولا دیۃ علی العاقلۃ ولھم ان یفرقوا بطلب الزوجۃ۔ واللہ اعلم۔ اس فتوے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم کے ذریعہ سے تاجیل وتفریق ممکن ہے اگر زوج کا عنین ہونا متحقق ہوجائے اور زوجہ خود مفرہو اور حکیم و ڈاکٹر بھی کہتے ہوں اور دوا بھی سالہا سال کرچکا ہو۔ پس اگر حکم بغیر تاجیل جدید کے نکاح فسخ کردیں تو یہ فسخ کافی ہوگا یا نہیں، کیا بدون تاجیل جدید کے فسخ جائز نہیں ہے۔

(۳) اگر زوج عنین سے اس مضمون کا وکالت نامہ لکھوالیا جاوے کہ میری زوجہ مسماۃ فلاں بنت فلاں جو میرے نکاح میں ہے چونکہ میرے مرض کے سبب سے تفریق چاہتی ہے، اس لئے اس معاملہ میں اس نزاع کے طے اور فیصل کرنے میں فلاں شخص کو وکیل مقرر کرتا ہوں اور آج سے ایک سال کے لئے فلاں شخص کو اختیار کل دیتا ہوں کہ میری زوجہ مذکورہ کے معاملہ میں جس طرح فیصلہ کردیں گے۔ مجھے منظور ہے۔ سال کے اندر مجھے وکیل کے معزول کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ جب میں معزول کروں تو میرا وکیل ہے۔ بعد اس تحریر کے اگر وکیل عنین کی زوجہ کو اسی مجلس میں یا بعد مجلس قبل عزل طلاق بائن ایک یا دو یا تین دیدے تو طلاق واقع ہوجاوے گی یا نہیں، فتاویٰ قاضیخاں جلد ثانی صـ۲۵۳ میں ہے ولو قال وکلتک فی جمیع اموری التی یجوز بھا التوکیل کانت الوکالۃ عامۃ فی البیاعات والاجارات والانکحۃ وکل شئی وعن محمدؒ لو قال ھو وکیلی فی کل شئی جائز صنعتہ کان وکیلاً فی البیاعات

والهبات والاجارات وعن ابی حنیفة انه یکون وکیلاً فی المعاوضات دون الهبة والعتاق وقال مولانا وهکذا اقول اذا لم یکن فی حال مذاکرة الطلاق فان کان فی حال مذاکرة الطلاق یکون وکیلا بالطلاق اھ وفی الدر المختار جلد ثانی ص۵۲۸ واذا قال لرجل ذلک ای قال له طلق امرأتی اوقال لها طلقی ضرتک لم یتقید بالمجلس لانه توکیل فله الرجوع الا اذا زاد کلما شئت فانه تملیک لا توکیل۔

الجواب:- (۱-۲) عام قواعد اور تصریحات کتب فقہ سے تفریق قاضی کا ہونا اس میں ضروری معلوم ہوتا ہے، درمختار میں ہے وشرط للکل القضاء الا ثمانية[۱] یہ تفریق بوجہ عنین ہونے کے ان میں شمار کی جن میں قضاء قاضی شرط ہے۔ اور نیز درمختار باب العنین میں ہے والابانة بالتفریق من القاضی لانها فرقة قبل الدخول[۲] قوله من القاضی ان ابی طلاقها ای ان ابی الزوج لانه وجب علیه التسریح بالاحسان حین عجز عن الامساک بالمعروف فاذا امتنع کان ظالماً فناب عنه واضیف فعله الیه[۳] اس کے بعد قیل کے ساتھ عدم احتیاج قضاء کو بیان کیا، اور اگر اس تفریق کی قضاء کو شرط نہ کیا جائے تاہم تاجیل کے لئے قضاء ضروری ہے اور یہ تاجیل جدید ہوگی، پہلا معالجہ دوا کرنا اس تاجیل میں شمار نہ ہوگا، اور اگر حکم کو قائم مقام قاضی کے اس موقعہ پر کیا جاوے جیسا کہ

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار ج۴ ص۳۰۹ مطبوعہ بیروت۔

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ص۹۱ ج۲ و ص۹۲ ج۲ ۱۲ ظفیر

[۳] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۹۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[۴] ولو وجدته عنیناً اجل سنة فان وطی مرة فبها والا بانت بالتفریق (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین ص۹۱ ج۲) ظفیر۔

بعض کتب سے ظاہر ہے۔ اور بعض فقہاء نے اس کا انکار کیا ہے، تو حکم کو فی الحال تفریق درست نہیں ہے بعد تاجیل جدید وہ تفریق کر سکتا ہے۔

(۳) بظاہر غرض اس تحریر سے اس وکیل کو حَکَم بنانا منظور ہے کہ وہ تاجیل و تفریق میں جو کچھ حکم کرے گا مجھے منظور ہے، پس جن لوگوں کے نزدیک تاجیل حکم معتبر ہے ان کے قول کے موافق حکم یہ کر سکتا ہے کہ شوہر کو اگر ایک برس کی مہلت دلوے اور وہ اچھا نہ ہو تو بطلب عورت تفریق کردے لیکن حکم جب ہو گا کہ عورت بھی اس کو اسی طرح اختیار دیدے[1]، اور بظاہر یہ توکیل بالطلاق نہیں ہے جیسا کہ سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے	**سوال** (۹۳۶) ایک سولہ سالہ لڑکی کا نکاح زید ۲۵ سالہ سے ہوا۔ بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ شوہر نامرد

ہے اور طلاق دینے پر رضامند نہیں ہوتا۔ اس صورت میں زوجہ کی علیحدگی نامرد شوہر سے کیسے ہو سکتی ہے۔

الجواب:- جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہے۔ تو سوائے طلاق دینے شوہر کے اور کوئی طریق علیحدگی کا اس وقت میں نہیں ہے کیونکہ تاجیل و تفریق قاضی جو شرط ہے وہ مفقود ہے (اب علماء کے اتفاق سے جماعت مسلمین اور دارالقضاء قائم ہو چکے ہیں، ان کے ذریعہ کارروائی کر کے تفریق حاصل ہو سکتی ہے[2]۔ ظفیر) ۔

---

[1] ولا عبرة بتاجيل غير قاضي البلدة (در مختار) فلا يعتبر تاجيل المرأة ولا تاجيل غيرها ولا يعتبر تاجيل غير الحاكم كائنا من كان وظاهره ولو محكما تامل (رد المحتار باب العنين وغيره ص ۸۱۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلۃ الناجزہ۔ ظفیر۔

بیوی سے زنا کرانے والے نامرد کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۳۷) زید عنین ہے، اس کی عورت طلاق چاہتی ہے طلاق نہیں دیتا اور عورت کو زنا پر مجبور کرتا ہے اور دوسروں کے سپرد کردیتا ہے وہی اس کو کھانا بھی دیتے ہیں، ایسی حالت میں اس کی زوجہ بلا طلاق کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور وہ مسلمان ہے یا نہیں۔

الجواب :- وہ شخص جو ایسی بے حیائی کا کام کرتا ہے فاسق اور دیوث ہے مگر منکوحہ اس کی بدون طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح اس کا درست نہ ہوگا اور وہ کافر نہیں ہوا (بذریعہ دارالقضاء وشرعی پنچائت نکاح فسخ کرا کے ایسے شوہر سے نجات حاصل کی جائے۔ ہندوستان میں بعض جگہ دارالقضاء اور شرعی پنچائت قائم ہوچکی ہیں۔ ظفیر)۔

نامرد جب علاج کے بعد قادر ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۹۳۸) میری عورت بعد شادی کے چودہ ماہ تک میرے پاس رہی، اس عرصہ میں روزانہ مجامعت کی کوشش کرتا رہا لیکن بوجہ کمزوری قوت باہ میں عورت پر قادر نہ ہوسکا، عورت کے استغاثہ پر مجھ کو ایک مولوی صاحب نے ایک سال کی مہلت اس شرط پر دی کہ اگر سال بھر میں بعد علاج کے تندرست ہوجاؤں تو عورت میری زوجیت میں رہے گی ورنہ طلاق ہوجاوے گی لیکن ایک سال کے بعد مولوی صاحب نے مجھے نوٹس دیا کہ عورت تمہاری زوجیت سے باہر ہوچکی ہے۔ میں اس وقت تندرست ہوں اور مجامعت پر قادر ہوں لیکن عورت میرے پاس نہیں بھیجی جاتی، یہ کہتے ہیں کہ اس پر طلاق ہوچکی۔

الجواب :- حکم شرعی یہ ہے کہ شوہر کو بعد مہلت دینے ایک سال کے دیکھا جاوے کہ وہ مجامعت پر قادر ہوا یا نہیں، اگر قادر ہو تو تفریق نہ کی جاوے اور اگر پھر بھی قدرت نہ ہوا اور عورت تفریق چاہے تو پھر قاضی یا حَکَم تفریق کرسکتا ہے، پس جو

لہ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق اور الحیلۃ الناجزہ۔ ظفیر۔

فیصلہ ان مولوی صاحب کا ہے وہ غلط ہے، حکم شرعی یہ نہیں ہے اور ان کے کہنے سے تفریق نہیں ہوتی، عورت مذکورہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے ولو وجدتہ عنینا او خصیاً الخ اجل سنۃ الخ فان وطی مرۃ فبھا والا بانت بالتفریق من القاضی بطلبھا[1] الخ فقط

جذامی کے ساتھ اس کی بیوی نہیں رہتی ہے، تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۳۹) زید جذامی ہوگیا ہے، اس کی زوجہ ہندہ بھاگ کر عمر کے یہاں چلی گئی ہے، زید کے یہاں جانا نہیں چاہتی اور زید طلاق دینے سے منکر ہے، کیا امام شافعیؒ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دونوں میں تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- درمختار میں لکھا ہے کہ علماء حنفیہ میں سے امام محمدؒ کا بھی یہ مذہب ہے کہ اس صورت میں حاکم تفریق کراسکتا ہے وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمدؒ فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج ولو قضی بالرد صح[2]۔

نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق نہیں ہوسکتی ہے

سوال (۹۴۰) ایک شخص اپنی عورت کو سات آٹھ سال سے اپنے مکان نہیں لے جاتا نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ کا انتظام کرتا ہے لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- درمختار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ الخ اور شامی میں ہے قولہ بانواعھا الخ وھی ماکول وملبوس ومسکن اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر زوجہ کا نان ونفقہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو اس سے زوجین میں تفریق نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ طلاق دیدے اور یا حقوق زوجیت ادا کرے، بدون طلاق دینے شوہر کے اس لڑکی کا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۱۴ ج۲ - ظفیر

[2] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ - ظفیر

...سرا نکاح جائز اور صحیح نہیں ہے۔ البتہ بعض ائمہ کا مذہب اس صورت میں بضرورت تفریق کر دینا ہے۔ پس اگر قاضی حنفی اپنا نائب ایسے شخص کو بنا دیوے جس کا مذہب تفریق ہو، اور وہ تفریق کر دے تو قاضی حنفی ... نافذ کر سکتا ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا یتیسر بالاستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من یقرضها وغنی الزوج مالا امر متوهم فالتفریق ضروری اذا طلبته الخ۔ اب علماء احناف نے بھی دار القضاء اور جماعت مسلمین کے ذریعہ تفریق کی اجازت دی ہے، دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ۔ ظفیر۔

متعنت شوہر سے امام شافعیؒ کے مسلک پر تفریق ہو سکتی ہے

سوال (۱۴۹) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا تھا، سولہ سال ہوئے ہندہ اب تک اپنے والدین کے گھر ہے، اب تک نہ زید نے اس کو اپنے گھر بلایا اور نہ نان نفقہ دیا اور نہ طلاق دیتا ہے، ہندہ بیمار ہے اطباء کی رائے یہ ہے کہ بغیر نکاح کے ازالہ مرض ممکن نہیں ہے اگر ازدواج نہ ہوا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے، تو نکاح ثانی ہندہ کا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اصل مذہب حنفیہ کا اس بارے میں یہ ہے کہ بدون طلاق شوہر کے تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ اذا لم یرتش الآمر والمأمور[۲] اور ہدایہ میں ہے ومن اعسر بنفقة

---

[۱] رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة ص ۹۳۳/۲۔ ظفیر۔ [۲] ایضا۔ ظفیر

امی أنه لم یفرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشافعی یفرق لعجز عن الامساك بالمعروف فینوب القاضی منابه فی التفریق[1] اس سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے لیکن بضرورت اگر امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق فتوی دیا جاوے اور قاضی شافعی سے تفریق کرادی جاوے تو درست ہے کذا فی الشامی -

زوجۂ مجنون کیا کرے

سوال (۹۴۲) زید دختر صغیرہ بولایت پدرش نکاح کرد و منکوحہ در خانہ پدر ماند قبل ازانکہ منکوحہ بلوغت رسد زید مجنون گشت، اکنوں چونکہ منکوحہ بلوغت رسیدہ است زید باو ہرگز متوجہ نیست و از کار زن و شو معطل است، پس تفریق فیمابین زید و زوجہ و نکاح ثانی جائز است یا نہ -

الجواب :- قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[2] الخ وقال فی الشامی قوله ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفة وابی یوسف[3] الخ پس معلوم شد کہ مذہب امام ابوحنیفہؒ عدم تفریق است بصورت مذکورہ و عدم جواز نکاح ثانی -

دیوانہ کی بیوی کے لئے تفریق ہے یا نہیں دوسرے مذہب پر عمل اس سلسلہ میں کیسا ہے

سوال (۹۴۳) زنے را کہ شوہرش دیوانہ شدہ می رسد کہ بالتفریق قاضی شرعی و بشرط نبودن قاضی شرعی بلا حکم حاکم وقت فسخ نکاح کند یا نہ، در ہند بلاد کہ قاضی شرعی عدیم الوجود است حکم حاکم انگریز نائب مناب قاضی شرعی تواند شد یا نہ، و حنفی را عمل بمذہب دیگر روا باشد یا نہ -

---

[1] ہدایہ باب النفقہ ص ۲۱۶ ج ۲ - ظفیر۔ [2] الدر المختار باب العنین وغیرہ ص ۲۵۳ ج ۲، ظفیر۔ [3] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ - ظفیر

الجواب: قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین ب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[1] الخ، پس تفریق میان مجنون و اش عند الحنفیہ علی المذہب الصحیح الراجح درست نیست و اگر قاضی حنفی است اورا کہ تفریق درمیان اوشاں کند، پس بصورت نبودن قاضی ہیچ وجہ تفریق درست ن وحکام وقت بحکم قاضی شرعی نباشند، البتہ حکم مسلم فریقین بحکم قاضی می باشد ولیک جانب مجنون ایں ہم متصور نیست، البتہ اگر قاضی شافعی المذہب باشد مثلاً و فسخ کند صحیح است و حنفیاں را دریں صورت بمذہب غیر عمل کردن درست نیست[2] (حالات سے مجبور ہوکر علماء احناف نے تفریق کی صورت نکالی ہے اور اس کی ا دی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق لمولانا الرحمانی یا الحیلۃ الناجزہ[3] ظفیر)۔

شوہر جب خبر نہ لے تو عورت تفریق کے لئے کیا کرے

سوال (۹۴۴) ایک عورت کا نکاح عبدالح ہوا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ اس کا شوہر سخت آوارہ عیاش ہے، چنانچہ کچھ دنوں بعد وہ اپنی منکوحہ کو ستانے لگا حتی کہ نان نفقہ بند کر اور گھر سے نکال دیا، چار برس سے والدین کے گھر پڑی ہے گذارہ کی کوئی صو نہیں ہے، اس صورت میں زوجین کے درمیان تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں

الجواب: ایسی صورت میں کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا نفقہ نہیں دیتا اس کو لازم ہے کہ زوجہ کو طلاق دیدے، پس اس کو مجبور کیا ج اور کرایا جائے کہ جس طرح ہو وہ طلاق دیدے، بدون طلاق کے عند الحنفیہ نفق

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] اب علماء نے راہیں نکالی ہیں اس کیلئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ ۱۲ ظفیر [3] وجب ای الطلاق الا مساک بمعروف الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۲ ج ۲) ظفیر

نہ دینے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی کذا فی الدر المختار[1] - (بعد کے علماء نے تفریق کی صورت نکالی ہے، جو قاضی شریعت یا شرعی پنچائت کے ذریعہ ہو سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی بحث زوجہ متعنت، ظفیر) -

شوہر بد اطوار ہو اور بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۵) زید رنڈی بازی کرتا ہے شراب پیتا ہے، حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور نان نفقہ نہیں دیتا، دوسری عورت غیر منکوحہ رکھتا ہے، ایسی حالت میں زید کی زوجہ زید سے علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں -

الجواب:- قال فی الدر المختار. ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها[2] ۱۲ اس روایت سے معلوم ہوا کہ نان نفقہ نہ دینے سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی، اسی طرح دیگر امور میں بھی تفریق کا حکم عند الحنفیہ نہیں ہے، البتہ ایسی حالت ناموافقت و خوف و خطر میں ضروری ہے کہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق لی جاوے، بعد طلاق کے عدت گذرنے پر دوسرا نکاح

---

[1] ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ (در مختار) قوله بانواعها الثلاثة وهی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة او بالغیبة ص ۹۰۳ ج ۲) لیکن اگر اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے یا نفقہ کی کوئی صورت نہیں، تو اس صورت میں زوجہ متعنت کے تحت فسخ نکاح کی صورت نکل سکتی ہے، بعد کے علماء نے یہ صورت تجویز کی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانوی ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة او بالغیبة ص ۹۰۳ ج ۲ - ظفیر -

عورت کا صحیح نکاح ہوگا۔ بلا طلاق شوہر اول کے دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ اب علماء نے متعنت سے علیحدگی کی شکل نکالی ہے، اس کیلئے حیلہ ناجزہ دیکھیے ظفیر

نان نفقہ نہ دینے والے شوہر سے نکاح فسخ ہوگا یا نہیں

سوال (۹۴۶) ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ اس کا مہر ادا کرتا ہے جو معجل تھا۔ ایسی صورت میں حاکم نکاح کو فسخ کرسکتا ہے یا نہیں، شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ صورت مرقومہ میں بحکم حاکم نکاح فسخ ہوسکتا ہے۔

الجواب:- شامی جو کہ معتبر کتاب فقہ کی ہے اس میں لکھا ہے وقولہ ولو قضی بالرد صح ای لو قضی بہ حاکم یراہ الخ صح[۱] اور درمختار میں ہے ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ الخ[۲] ان مجموعہ روایات سے معلوم ہوا کہ حاکم سے مراد وہ حاکم ہے جس کا مذہب فسخ نکاح کا بحالت مذکورہ ہو حنفی حاکم مراد نہیں ہے، حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوسکتا فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلثہ ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقہا الخ[۳]۔

تنبیہ ان کل بضرورت شدیدہ اس مسئلہ میں مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا گیا ہے جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے، اس کو دیکھ لیا جاوے۔ (مرتب)

جو شوہر وطی کے بجائے لواطت کرے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۷) ایک شخص اپنی زوجہ سے بجائے وطی کے لواطت کرتا ہے اور اس سے باز نہیں آتا، ایسی صورت میں لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شوہر سخت گنہگار اور فاسق ہوا، حدیث شریف

---

[۱] اما نکاح منکوحۃ الغیر ... لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ۔۔۔) ظفیر۔ [۲] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۲۲۰ ج ۲ ظفیر۔ [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ ص ۹۰۲ ج ۲ ظفیر۔ [۴] ایضاً ظفیر

میں ایسا فعل کرنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہے، لیکن اس وجہ سے حاکم ان میں تفریق نہیں کرا سکتا، البتہ شوہر کو تنبیہ کی جاوے کہ وہ اس سے توبہ کرے ورنہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ وہ طلاق دیدے یا خلع کرے اور عورت کو بحالت مذکورہ شوہر کے پاس جانا نہ چاہئے، بلکہ یا شوہر توبہ کرے اور اس فعل سے باز آوے یا طلاق دیدے یا خلع کرے۔ (فقہاء نے ایسے شوہر کو جو وطی پر قادر نہ ہو، اور لواطت کا عادی ہو عنین کے حکم میں قرار دیا ہے، اور جو صورت عنین سے گلو خلاصی کی ہے، اس سے بھی کی جا سکتی ہے، اس کے لئے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ ظفیر)

شوہر بیس سال کے لئے قید ہو جائے تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۴۸) زید کو ایک مقدمہ میں بیس سال کی قید ہوئی، اس کی زوجہ بلا طلاق کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوہر کے بیس برس یا کم و بیش قید ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوا، لہٰذا اس صورت میں جب تک شوہر طلاق نہ دے اور اس کی عدت نہ گذر جاوے اس وقت تک اس عورت کو دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

شوہر تیس سال کے لئے قید ہو گیا اور عورت صبر نہیں کر سکتی تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے

سوال (۹۴۹) زید کو کسی جرم میں تیس سال کی قید ہوگئی، تین سال گذر چکے ستائیس سال باقی ہیں، اس کی زوجہ کہتی ہے کہ میں اس قدر مدت مدید بلا خاوند صبر نہیں کر سکتی نکاح فسخ کرا دیا جاوے، چنانچہ مقدمہ عدالت میں دائر ہے۔ زید کہتا ہے میرے دو بچے ہیں ایک لڑکا پانچ سالہ ایک لڑکی، سہ سالہ موجود ہیں، ان کو کون پرورش کرے گا، نان ونفقہ زوجہ اور بچوں کو کون دے گا لہٰذا میں طلاق دینا اور علیحدہ کرنا نہیں چاہتا، والد زوجہ زید کہتا ہے کہ زید کا کوئی بھائی حقیقی نہیں، دور کے رشتہ کا ہے، نہ زید کے پاس کوئی مکان مملوکہ ہے جس میں علیحدہ رہے، جس رشتہ دار کے مکان میں رکھنا

چاہتا ہے اس پر اطمینان نہیں آبروریزی کا ظن غالب ہے، بحالت موجودہ حکم شرعی کیا ہے جبراً نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اصل مذہب حنفیہ کا اس صورت میں یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوسکتا اور بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح ثانی کرنا عورت کو درست نہیں ہے کما فی الدر المختار ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا ولا بعدم ایفائہ لو غائبا حقھا[1] الخ در مختار لیکن بعض دیگر ائمہ ایسی صورت میں فسخ نکاح کو جائز فرماتے ہیں، اور حنفی کو بضرورت اس پر عمل کرنا درست ہے، اور احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق اور فسخ نکاح کا ہے اس سے فسخ کرالیوے۔ قال فی الدر المختار وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ حکمہ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ اذا لم یرتش الآمر والمامور بحر در مختار[2] اور شامی میں ہے والحاصل ان عند الشافعی اذا اعسر الزوج بالنفقۃ فلھا الفسخ وکذا اذا غاب وتعذر تحصیلھا منہ علی ما اختارہ کثیرون منھم لکن الاصح المعتمد عندھم ان لا فسخ ما دام موسرا الخ شامی ص ۶۵۶ ج ۲ وفیہ بعد اسطر قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق لان دفع الحاجۃ الدائمۃ لا تیسر بالاستدانۃ اذ الظاھر انھا لا تجد من یقرضھا وغنی الزوج مآلا امر متوھم فالتفریق ضروری اذا طلبتہ وان کان غائبا یفرق لان عجزہ غیر معلوم حال غیبتہ الخ ونقل فی البحر اختلاف المشائخ وان الصحیح کما

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۹۰۳ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

فی الذخیرۃ عدم النفاذ لظہور مجازفۃ الشہود (الی ان قال) واعلم ان التفریق بالعجز عن النفقۃ جائز عند الشافعی حال حضرۃ الزوج وکذا حال غیبتہ مطلقا او مالم تشہد بینۃ باعسارہ الآن کما علمت مما نقلنا عن التحفۃ واعانۃ الاولی جعلہا مشائخنا حکما مجتہدا فیہ فینفذ فیہ القضاء دون الثانیۃ (الی ان قال) نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذہبہ وعلیہ یحمل ما فی فتاوی قاری الہدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجہا ولم یترک لہا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجہا من الغیر بعد العدۃ الخ۔ شامی ص۲۶ ج۲[1]۔ پس ظاہر ہے کہ روایات اس بارہ میں نہایت مختلف اور مضطرب ہیں لیکن موقع ضرورت میں حنفی کو گنجائش ہے کہ تفریق کرا دے اور عدت کے بعد جواز نکاح ثانی کا فتویٰ دیدے۔

دائم المریض شوہر کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۰) ایک عورت بعد نکاح کے کچھ مدت خاوند کے ساتھ رہی۔ بعد کو خاوند کے بدن میں ناسور ہوگیا، دو تین سال سے وہ زخم اچھا ہوتا ہے اور ایک ماہ کے عرصہ میں پھر تازہ ہوکر خون اور پیپ جاری ہوجاتا ہے، خاوند نامرد نہیں لیکن کم طاقتی کے باعث ہمبستر نہیں ہوسکتا، اگر ہوتا ہے تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے، خاوند خوراک، پوشاک، مکان وغیرہ سب کچھ دینے کو راضی ہے، مگر عورت اپنی خوشی سے نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے۔ مہر کا عوض بھی اسی کے قبضہ میں ہے وہ دینے کا انکار کرتی ہے، عورت کی خوشی سے نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۳ ج۲، د م ص۹۰۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- درمختار میں ہے ویسقط حقہا بمرۃ ویجب دیانۃ احیانا[1] پس ایک دفعہ کی وطی کے بعد عورت کا حق ساقط ہوجاتا ہے بایں معنی کہ وہ فسخ نکاح کا دعویٰ شوہر کے عنین ہونے کی بنا پر نہیں کرسکتی، پس صورت مسؤلہ میں جب کہ شوہر عنین نہیں ہے اور وطی ہوچکی ہے دو مرتبہ تو عورت کو حق نہیں ہے کہ نکاح فسخ کرا دے۔ لیکن اگر شوہر چاہے طلاق دیدے یا عورت سے کچھ مال لے کر بالعوض مہر خلع کرلیوے۔ (علماء نے عورت کے خوفِ زنا کے پیش نظر گنجائش پیدا کی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر)

متعنت کی بیوی انگریزی عدالت کے ذریعہ نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۱) مسماۃ ساحرہ بالغہ کا شوہر اس کو نان ونفقہ نہیں دیتا نہ طلاق دیتا ہے نہ گھر رکھتا ہے۔ ایسی حالت میں عورت مذکورہ حاکم انگریزی مجاز سے خلع یا فسخ نکاح کراسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت فسخ نکاح اول اور دوسرا نکاح جائز ہونے کی نہیں ہے، البتہ اگر حاکم یا کوئی دوسرا شخص زبردستی بھی شوہر سے طلاق دلوا دے گا یا خلع کردے گا تو طلاق واقع ہوجاوے گی۔

بدچلن شوہر کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۵۲) ایک لڑکی کا شوہر بدچلن ہے لڑکی کو اپنے گھر نہیں بلاتا نہ طلاق دیتا ہے لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں جب تک اس لڑکی کا شوہر طلاق نہ دیوے اور عدت نہ گذر جائے اس وقت تک اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا شرعاً درست نہیں ہے (دارالقضاء اور شرعی پنچائت کے ذریعہ اس طرح کے مصائب سے عورت

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب القسم ج ۲ ص ۱۲ ظفیر۔

کو نکالا جاسکتا ہے[1] ۔ ظفیر) ۔

مجذوم کی بیوی فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۳) زید کو جذام ہوگیا ہے اس کی زوجہ ہندہ اس سے سخت نفرت کرتی ہے اور زید کے گھر جانا نہیں چاہتی انکار کرتی ہے، شرعاً زید و ہندہ میں جدائی ہوسکتی ہے یا نہیں ۔

الجواب :- کتب فقہ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں اگر شوہر کو جذام وغیرہ لاحق ہوجاوے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوسکتی ۔ اور عورت کو اختیار فسخ کرنے نکاح کا نہیں ہے، لہذا ایسی حالت میں کہ عورت وہاں جانا نہیں چاہتی، اس کے شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدیوے، بعد طلاق کے اور بعد عدت گذرنے کے اس عورت کا دوسرا نکاح صحیح ہے ۔ بدون طلاق کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام[2] الخ ۔ لیکن امام محمدؒ نے اجازت دی ہے[3] اور اس پر فتوی دیا گیا ہے[4] ۔ ظفیر) ۔

عورت کے کابل ہجرت کرنے سے نکاح فسخ نہیں ہوگا

سوال (۹۵۴) زن منکوحہ ارادہ ہجرت بسوئے کابل دارد مگر شوہر او اجازت ندہد، ہجرت او جائز است یا نہ و در حالت ہجرت نکاح او فسخ شود یا نہ ۔

الجواب :- ہجرت آں زن روا و نکاح فسخ نمی شود ۔

---

[1] دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ ۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ۔ ظفیر

[3] وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفہم من البحر وغیرہ (رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ۔ ظفیر

[4] تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ ۱۲ ظفیر

عدم واقفیت سے جذامی سے نکاح ہوگیا تو فسخ کے لئے کیا کرے

سوال (۹۵۵) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح جذامی شخص کے ساتھ عدم واقفیت سے دھوکہ میں آکر اس کے والدین نے کر دیا، اور رخصت تاہنوز نہیں ہوئی، بعد نکاح ہونے کے اس شخص کے مرض سے آگاہی ہوئی، ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو باقاعدہ علیحدگی کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - درمختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص الخ وفی الشامی قولہ ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفةؒ و ابی یوسفؒ الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح ہوگیا اور موافق قول شیخین کے جو کہ صحیح ہے زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے، البتہ اگر شوہر طلاق دیدیوے تو علیحدہ ہوسکتی ہے۔ پس اگر جدا ہونا ہے تو شوہر سے طلاق لینا چاہئے۔ (امام محمدؒ کے قول پر فسخ کی صورت ہے۔ اس کے لئے دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی۔ ظفیر)

نان نفقہ جب شوہر نہ دے تو عورت کیا کرے

سوال (۹۵۶) ایک شخص اپنی عورت کو نان و نفقہ نہیں دیتا تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب: - جب تک شوہر طلاق نہ دیوے گا عورت اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح درست نہ ہوگا، پس جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔ (یا دارالقضاء میں مقدمہ دائر کر کے نکاح فسخ کرایا جائے۔ ظفیر)۔

جس کے شوہر کو قید کی سزا ہوگئی وہ کیا کرے

سوال (۹۵۷) زید کو قمار بازی میں پانچ سال کی قید ہوگئی اس کی زوجہ کے لئے نفقہ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- اس صورت میں جس طرح بھی ہو زید سے طلاق دلائی جاوے ورنہ پھر کسی اسلامی ریاست میں جاکر عورت قاضی کے یہاں علیحدگی کی درخواست گذارے وہ قاضی کسی شافعی یا مالکی المذہب قاضی کے ذریعہ تفریق کراسکتا ہے، کیونکہ اگرچہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عدم ادائے نفقہ کی صورت میں تفریق نہیں، لیکن کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ اگر حنفی قاضی شافعی قاضی کو حکم کردے تو اس کی قضاء عورت کے حق میں نافذ ہوجائیگی، نعم لو امر شافعیا نفذ قضاءہ ۱۲ درمختار[1] -

شوہر جب سوزاک و آتشک میں مبتلا اور آوارہ ہو تو بیوی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۵۸) زید اور ہندہ دونوں کی شادی دونوں کی نابالغی کی حالت میں ہوئی تھی، پھر بعد بلوغ کے ہندہ پارسا پابند صوم وصلوٰۃ نکلی اور زید شرابی وزناکار سخت آوارہ نکلا بوجہ آوارگی ایک پیسہ نہیں کماتا، آتشک وسوزاک کے مرض میں مبتلا ہے، نہ زید طلاق دیتا ہے اور نہ خلع کرتا ہے، پس یہ بات تو اہل علم پر ظاہر ہے کہ علی مافی عامۃ کتب الفقہ جہاں سے امام محمدؒ نے شوہر کے مجنون اور مبروص ومجذوم ہونے کی حالت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے، اور فتاویٰ عالمگیری میں حاوی قدسی سے منقول ہے کہ امام محمدؒ نے جنون مطبق کو مثل جب کے فرمایا ہے وبہ ناخذ پس عیوب ثلاثہ میں سے ایک عیب میں عورت کے لئے اختیار ہونے پر فتویٰ بھی ہوا ہے۔ ۱۲ درمختار میں ہے ولو قضی بالرد صح یعنی اگر عیوب خمسہ میں سے کسی کے سبب سے مالکی یا شافعی یا حنبلی قاضی نکاح فسخ کردے تو اس کا حکم صحیح ہوگا۔ پس اگر ہندہ اس سخت ناچاری اور مجبوری کی حالت میں زوجہ مفقود کے مسئلہ کی طرح عالم مالکی سے اور جہاں علمائے احناف کے سوائے اور کسی مذہب کا عالم نہ ہو وہاں عالم حنفی ہی سے اپنے نکاح کو فسخ کرالے تو جائز ہے یا نہیں -

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ج۲ ص۱۲ ظفیر۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق علامہ شامی نے اول تو فتح القدیر سے یہ نقل کیا ہے وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد رحمہ اللہ بما لا مزید علیہ جس سے ضعف قول امام محمد رحمہ اللہ محقق ہوا۔ اور عبارت درمختار ولو قضی بالرد صح پر یہ لکھا ہے ای لو قضی بہ حاکم یراہ پس معلوم ہوا کہ مراد حاکم شافعی یا مالکی یا حنبلی ہے، حاکم وقاضی حنفی کو حکم فسخ کرنا صحیح نہیں ہے چہ جائیکہ عالم حنفی کو کہ وہ قاضی بھی نہیں ہے۔ (موجودہ حالات میں علماء نے جماعت مسلمین، شرعی پنچائت اور دارالقضاء کے ذریعہ فسخ کی صورت پر فتویٰ دیا ہے، اس سلسلہ میں حضرت تھانوی کی کتاب الحیلۃ الناجزۃ اور مولانا عبدالصمد رحمانی کی کتاب الفسخ والتفریق دیکھی جائے۔ ظفیر)

دس سال تک جس کے شوہر نے خبر نہیں لی، اس کا کیا کیا جائے

سوال (۹۵۹) ایک شخص نے دس سال سے اپنی زوجہ منکوحہ کی خبر نہیں لی اور کسی مقام دور دراز پر چلا گیا اور نفقہ نہیں دیا، اس صورت میں بحالت نہ ملنے طلاق کے کوئی صورت نکاح ثانی کی عورت کے لئے ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں عورت کی رہائی کی صورت یہی ہے کہ اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے عدت گذار کر عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بدون اس کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہو سکتی۔ (یہ شوہر متعنت ہے، رہائی کی صورت یہ ہے کہ شرعی پنچائت میں یا جہاں قاضی شریعت ہے وہاں قاضی کے یہاں درخواست دے کر چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ یا کتاب الفسخ والتفریق از مولانا رحمانی۔ ظفیر)۔

نان نفقہ شوہر نہ دے تو عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۶۰) ایک شخص اپنی زوجہ کی قطعاً خبر گیری نان پارچہ وغیرہ کی نہیں کرتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا

ہے حتی کہ خطوط کا جواب بھی نہیں دیتا، عورت نے واسطے تقاضہ خرچ کے خود بھی بہت سے خطوط روانہ کئے اور دوسروں سے بھی روانہ کرائے لیکن اس کو مطلق التفات نہیں ہے ایسی حالت میں عورت کو دوسرا نکاح کرنا حلال ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا الخ ولا بعدم ایفائہ حقہا الخ الی ان قال ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ الخ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ الخ وفی رد المحتار قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذہبہ التفریق بینہما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق الخ ص ۶۵۹ ج ۲ شامی۔ پس ان روایات سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے، البتہ جس امام کے نزدیک اس صورت میں تفریق صحیح ہے اس مذہب کا حاکم وقاضی تفریق کرا سکتا ہے اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے، اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے کہہ کر اس کی زوجہ کو طلاق دلائی جاوے یا اس کو کہا جاوے کہ نان ونفقہ سے زوجہ کی خبرگیری کرے ورنہ قاضی حنفی کسی دوسرے مذہب والے کو جس کا مذہب تفریق کا ہے اپنا نائب بنادے کہ وہ تفریق کردیوے[۲]۔

شوہر کی زیادتی کی صورت میں بیوی فسخ نکاح کے لئے کیا کرے

سوال (۹۶۱) ہندہ کے ساتھ اس کا شوہر زید اور دیگر رشتہ داران شوہر کی بدسلوکی سے پیش آویں اور زدوکوب وقتاً فوقتاً کرتے رہیں، اور زید اور اس کے رشتہ داران یعنی پدر وماں ہندہ کو اپنے مکان سے جبراً بے عزتی کے ساتھ بے پردہ کرکے نکالدیں تو آیا اس کو بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرا۔۔۔ کا اختیار ہے اور بصورت دعوی اعادہ حقوق زن وشو

---

[۱] رد المحتار باب النفقۃ مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقۃ او بالغیبۃ ص ۹۰۳ ج ۲ ظفیر

[۲] اس سلسلہ میں دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانوی بحث زوجہ متعنت ۱۲ ظفیر۔

ہندہ بربنا عذر مذکور مدعی کے پاس جانے سے انکار کر سکتی ہے۔

الجواب: - فسخ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے، لیکن بذریعہ عدالت وغیرہ شوہر کو اس پر مجبور کرا سکتی ہے کہ یا وہ اس کو اچھی طرح رکھے اور حقوق ادا کرے اور یا طلاق دیدے، غرض یہ ہے کہ بدون طلاق دیے شوہر کے اس صورت میں تفریق نہیں ہو سکتی اور اگر شوہر کی طرف سے یہ دعویٰ ہو کہ ہندہ شوہر کے گھر آباد ہو تو تاوقتیکہ شوہر کی طرف سے اس کا اطمینان نہ ہو کہ وہ آئندہ ایذا دہی اور بے حرمتی نہ کرے گا ہندہ اس کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں شوہر کے ذمہ واجب ہے والدین کے گھر رہ کر نفقہ لے سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے ناشزہ ہو کر نہیں نکلی بلکہ وہ بے عزتی کے ساتھ جبراً نکالی گئی ہے، درمختار میں جن عورتوں کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے ان کے بیان میں ذکر کیا ہے وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود ولو بعد سفره خلافاً للشافعی والقول لها فی عدم النشوز بیمینها[1] الخ پس ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ خود شوہر کے گھر سے نافرمان ہو کر نہیں نکلی بلکہ نکالی گئی ہے، پس کوئی وجہ سقوط نفقہ کی نہیں ہے۔

عورت کہتی ہے میرا شوہر عنین ہے اس کا دوسرے سے نکاح کرنا کیسا ہے

سوال (۹۶۲) ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے حالت نابالغی میں ہوا تھا، بعد بلوغ عورت نے دعویٰ کیا مرد عنین ہے، معلوم ہوا کہ مرد کا اندام مخصوصہ ڈیڑھ دو انچ ہوگا، کیا یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے ولو قصیراً لا یمکنه ادخاله داخل الفرج فلیس لها الفرقة بحر وفیه نظر الخ وفی الشامی قوله وفیه نظر اشار الی ما قاله الشرنبلالی فی شرحه علی الوهبانیة الخ قلت لکن لم ینفرد به

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

صاحب القنیۃ بل نقلہ فی الفتح والبحر عن المحیط[1] الخ - الغرض حاصل یہ ہے کہ صورت سوال کے موافق نکاح منعقد ہوگیا اور اس وجہ سے ان میں تفریق نہ کی جاوے گی، البتہ اگر شوہر طلاق دیدے یا اس سے طلاق کسی طرح لے لی جاوے تو پھر نکاح ثانی عورت مذکورہ کا دوسرے شخص سے جائز ہے -

شافعی المذہب عورت نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے

سوال (۹۶۳) زید و ہندہ شافعی ہیں، اور عقد کو نو سال ہوئے، زید نے نان و نفقہ نہیں دیا تو کیا ہندہ زید سے بمذہب امام شافعی خلع حاصل کر سکتی ہے یا نہیں -

الجواب:- اس صورت میں موافق مذہب امام شافعی کے ہندہ تفریق کرا سکتی ہے کما فی الہدایہ وقال الشافعی یفرق لانہ عجز عن الامساک بالمعروف فینوب القاضی منابہ فی التفریق[2] الخ -

نان نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق

سوال (۹۶۴) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی جس کو اٹھارہ سال کا عرصہ ہوگیا، زید نے اس عرصہ میں ہندہ کو ایک پیسہ نان و نفقہ کا دیا نہ اپنے پاس بلایا نہ حقوق زوجیت ادا کئے اور نہ وہ ہندہ کو طلاق دیتا ہے، تو کسی مذہب کی رو سے ایسی عورت بلا طلاق شوہر کے عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں -

الجواب:- ایسی حالت میں کتب فقہ میں لکھا ہے کہ قاضی شافعی المذہب سے تفریق کرائی جائے، درمختار میں ہے نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ[3] الخ -

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۶ ج ۲ - ظفیر

[2] دیکھئے ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۶ ج ۲ - ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ - ظفیر

نان نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۶۵) ہندہ کا نکاح خالد سے ہوا تھا، بہت عرصہ ہوا، لیکن اس وقت تک خالد نے ہندہ کو نفقہ نہیں دیا، اور تکالیف پہنچائی، کچھ عرصہ ہوا کہ خالد خزانہ سرکاری میں چوری کر کے روپوش ہو گیا، اب ہندہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - ولا یفرق بینھما بعجزہ بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غنیا حقھا ولو موسرا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ[۱] اس روایت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے مذہب میں شوہر کے نفقہ نہ دینے سے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے سے اور شوہر کے غائب ہونے کی وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی اور عورت کو نکاح ثانی کرنا جائز نہیں ہے، اور امام شافعیؒ نے زوج کے مفلس ہونے اور زوج کے غائب ہونے کی صورت میں تفریق کو جائز فرمایا ہے، لہٰذا تم قاضی یا حاکم شافعی المذہب سے تفریق کرانے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہو[۲]۔ اور قاضی یا حاکم حنفی المذہب تفریق نہیں کر سکتا ہے

شوہر اندھا ہو جائے تو عورت علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے

سوال (۹۶۶) بحالت نابالغی نکاح ہوا، بعد میں لڑکا نابینا ہو گیا پہلے بینا تھا، اب دلہن چاہتی ہے کہ دولہا کو چھوڑ دوں۔

الجواب: - درمختار میں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام الخ اور شامی میں ہے قولہ ولا یتخیر الخ ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفۃ[۳] الخ بناءً علیہ صورت مسئولہ میں دولہا کے نابینا ہو جانے کی وجہ سے دلہن کو یہ اختیار نہیں

---

[۱] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب النفقہ ص ۹۳۰ ج ۲ ظفیر۔

[۲] نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ۔ (ایضاً) ظفیر۔

[۳] دیکھئے ردالمحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ - ظفیر۔

ہے کہ وہ اس نکاح کو فسخ کردے اور اس نابینا دولہا کو چھوڑ کر دوسرا دولہا کرے۔

نامرد کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۶۷) باکرہ لڑکی کا نکاح ہوا، اور چند مرتبہ وہ لڑکی زوج کے یہاں گئی آئی اور اب وہ بالغہ ہوگئی، لیکن وہ کہتی ہے کہ یہ مرد عورت کے کام کا نہیں ہے یعنی نامرد ہے جیسا زوجین میں ہمبستری ہوتی ہے اس سے کبھی نہیں ہوئی اور وہ شخص طلاق بھی نہیں دیتا، اب جو حکم شرعی ہو وہ تحریر فرمائیں۔ یہاں کوئی قاضی بھی نہیں ہے۔

الجواب:- شوہر کے نامرد ہونے سے نکاح باطل نہیں ہوتا بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس وقت نہیں ہے۔[1]

نامرد کی بیوی کا نان نفقہ اور مہر

سوال (۹۶۸) ایک لڑکے اور لڑکی نابالغ کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا، لڑکی اس وقت بالغ ہے، لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے، کوئی کام نہیں کرسکتا، ایسی صورت میں طلاق اور خرچ نان و نفقہ و مہر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے۔ اگر مرد طلاق دیدے تو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔

الجواب:- بدون طلاق کے عورت اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوسکتی اور اگر خلوت ہونے کے بعد شوہر طلاق دیوے گا تو مہر پورا لازم ہوگا والخلوۃ الخ کالوطی فیما یجیئ ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا او خصیا[2] الخ در مختار۔ اور نفقہ گذشتہ زمانہ کا ساقط ہو جاوے گا والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء الخ در مختار۔[3]

---

[1] بذریعہ مسلمان حاکم یا بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ اور دوسری جگہوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچائت شوہر عنینی سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانوی ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۲۶۵ و ۲۶۶ ج ۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- (متعلق سوال مکرر ۹۶۸) آپ کے مسئلہ کا جواب وہی ہے جو پہلے لکھا گیا، یہ قید نکاح کی ایسی بھاری قید ہے کہ شوہر ہی کے قبضہ میں اس کی رہائی رکھی گئی ہے، شوہر سے زبردستی خواہ خوشی سے جس طرح ہو سکے طلاق لی جاوے بعد طلاق کے عدت گذرنے پر جو کہ تین حیض ہیں دوسرا نکاح جائز ہو جاوے گا، اور طلاق اگر زبردستی سے بھی شوہر سے دلوادی جاوے تو واقع ہو جاتی ہے، پس شوہر کو مجبور کیا جاوے کہ جس طرح ہو سکے وہ طلاق دیوے۔[1]

معذور اور مخبوط الحواس کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۶۹) میری ہمشیرہ کی شادی کم سنی میں ہوئی تھی۔ اس کا شوہر مخبوط الحواس ہے دونوں ٹانگیں مع دھڑ ماری ہوئی ہیں، اب لڑکی بالغ ہے اور شوہر اس کا قابل نہیں اور نہ شوہر اپنی مخبوط الحواسی کی وجہ سے طلاق دے سکتا ہے، لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- کتب فقہ میں لکھا ہے کہ شوہر اگر مخبوط الحواس او معذور و مریض ہو تو اس کی زوجہ کو اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں کر سکتے لیکن اگر اس کی بدحواسی حد جنون و دیوانگی کو نہ پہنچی ہو صرف سفیہ یعنی خفیف العقل ہو تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اگر مجنون یا معتوہ یعنی دیوانہ اور باولا ہے تو پھر اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی ایسی حالت میں مجبوری ہے، در مختار میں ہے ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبداً او مکرهاً او هازلاً او سفیهاً خفیف العقل او سکران الخ۔ لا یقع طلاق المولیٰ علی امرأة عبده والمجنون والصبی والمعتوه من العته وهو اختلال فی العقل[2] الخ۔

---

[1] اگر کسی طرح طلاق نہ دے، تو قاضی یا مسلمان حاکم یا مسلمان پنچایت کے سامنے مقدمہ پیش کر کے شرعی قوانین کے مطابق رہائی حاصل کی جا سکتی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للتھانوی رحمہ اللہ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۹۲-۵۹۳ ظفیر۔

عنین کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

سوال (۹۷۰) ایک شخص نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے چار صد روپیہ لے کر کر دیا تھا، لڑکا نامرد نکلا، عورت نے اس کی نامردی کا اعلان کر دیا، علاج کی مہلت دی گئی، علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا، عورت مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، یہ نکاح جو روپیہ لے کر کیا گیا ہوا یا نہیں، اگر نکاح صحیح ہوا تو عنین کی زوجہ بغیر طلاق کے علیحدہ ہو کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا اگرچہ روپیہ لیا گیا اگر بطریق مہر معجل کے تھا تو عورت کا مملوک ہے، اور اگر باپ نے اپنے واسطے لیا ہے تو روپیہ لے کر دختر کا نکاح کرنا ناجائز اور رشوت ہے واپس کرنا چاہئے[1] - بغیر طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی اس زمانہ میں نہیں ہے، کیونکہ قاضی شرعی کے سوا نہ کوئی مہلت دے سکتا ہے نہ تفریق کر سکتا ہے اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں[2] ہے۔ لہذا بدون طلاق شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، در مختار میں ہے ولا عبرة بتاجیل غیر قاضی البلدة[3] اھ۔

جو شوہر عرصہ تک بیوی کی خبر گیری نہ کرے وہ عورت کیا کرے

سوال (۹۷۱) ایک شخص بارہ سال سے اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر افریقہ چلا گیا اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کرتا اور نہ زوجہ کو اپنے پاس بلاتا ہے اور نہ خود آتا ہے تو اس صورت میں زوجہ کو اختیار

---

[1] اخذ اھل المرأة شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة ۱۲ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۵۰۳ ج ۲ ظفیر۔ [2] علماء دیوبند وسہارنپور نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے "الحیلة الناجزة" للتھانوی۔ بہار میں بذریعہ قاضی امارت شرعیہ، اور دیگر صوبوں میں مسلمان حاکم نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ مسلمان پنچایت شرعی کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۱۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

دوسرا نکاح کرنے کا ہے یا نہ؟ اور عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہ؟

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارے میں یہ ہے کہ شوہر کی عدم خبرگیری کی وجہ سے اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی وجہ سے زوجہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنا نکاح فسخ کر دے اور دوسرا نکاح کر لے نکاح کے فسخ کرنے اور طلاق دینے کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے نہ عورتوں کو فی الحدیث الطلاق لمن اخذ بالساق[1] . یہ صحیح ہے کہ مرد کو ایسا کرنا حرام ہے کہ نہ خبرگیری کرے نہ طلاق دے لقولہ تعالیٰ فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا[2]. لیکن اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شوہر ایسا کرے تو عورت خود نکاح کو فسخ کرے اور طلاق لے لے، البتہ اگر ایسے حاکم اور قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش کرے جس کا مذہب تفریق کا ہے تو وہ تفریق کر سکتا ہے، در مختار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقھا ولو غائبا[3] الخ وفی الشامی وعلیہ یحمل ما فی قاری الھدایۃ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذلک فطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ[4] الخ۔

سوال (۲۷۹) نامرد کے ہمراہ لاعلمی میں کسی عورت	زوجۂ عنین کی تفریق بذریعہ حکم

کا نکاح کر دیا جاوے اور بعد نکاح معلوم ہونے پر مرد کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاوے

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۹۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۹۔ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۲ ج ۲۔ ظفیر۔ [4] ایضاً ص ۹۰۳ ج ۲ و ص ۹۰۶ ج ۲۔ ظفیر۔

اور وہ شخص طلاق دینے پر رضامند نہ ہو تو اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہو سکتا ہے یا نہ؟۔

الجواب :- نکاح ہو گیا۔ پس اول تو شوہر سے کہا جاوے کہ طلاق دیدے ورنہ اس زمانہ میں پھر تفریق کی صورت یہ ہے کہ ایک حکم مقرر کیا جاوے یہ دعویٰ کرے کہ میں اس نامرد کے نکاح میں رہنا نہیں چاہتی، اس پر شوہر کو ایک برس کی مہلت علاج کے لئے دی جاوے اگر وہ اچھا نہ ہوا اور قابل جماع کے نہ ہوا تو عورت کے کہنے پر وہ حکم ان دونوں میں تفریق کر دے اور نکاح کو فسخ کر دے، بعد فسخ کے عورت عدت طلاق کی پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار لو وجد تہ عنیناً ۱؎ اجل سنۃ ۱ھ اور شامی میں اس بارے میں حکم بنانے کے جواز میں تامل بھی کیا ہے ۲؎ پس بہتر یہ ہے کہ جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے۔

> جب عنین شوہر نے کبھی وطی نہ کی ہو اس کی عورت کا حکم

سوال (۹۷۳) ایک عورت کا خاوند عنین ہے ایک مرتبہ بھی جماع کی نوبت نہیں آئی اور نہ عورت کو طلاق دیتا ہے اور نہ نان نفقہ دیتا ہے، اس صورت میں مذہب حنفی میں شوہر عنین کی زوجیت اور اس کے دام سے بچنے کی کیا صورت ہے؟

الجواب :- اس صورت میں حنفیہ کے مذہب کے موافق صورت تفریق کی یہ ہے کہ قاضی یعنی حاکم شرعی عورت کے طلب کرنے پر شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کے لئے دیوے۔ اس عرصہ میں اگر نفع نہ ہو تو عورت کی طلب پر حاکم شرعی تفریق

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۳۲ ج۲ ۱۲ ظفیر

۲؎ ولا یعتبر تاجیل غیر الحاکم کائنا من کان فتح وظاہرہ ولو محکما تامل (رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۸۳۲ ج۲) ظفیر۔

کر دے ۔ اب اس وقت یہ تو ہو نہیں سکتا، لہذا سوائے طلاق شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے کذا فی کتب الفقہ[2] ۔

جس کا شوہر اوباشی ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے اس کا حکم

سوال (۹۷۴) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے کل زیورات وغیرہ اوباشی میں صرف کر دیا، زید شرابی زناباز جواری ہے ۔ اور اپنی زوجہ کو دس گیارہ برس سے نان ونفقہ نہیں دیتا نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے ۔ اس صورت میں شرعاً فسخ نکاح کی اجازت ہے یا نہیں ۔

الجواب:- حنفیہ کے نزدیک بدون طلاق دیئے شوہر کے کوئی صورت ہندہ کی علیحدگی کی نہیں ہے اور بدون طلاق شوہر کے اس صورت میں زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی اور نکاح فسخ نہیں ہو سکتا ۔ کما فی الدر المختار لا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه حقها[3] الخ ۔

جو شوہر احکام شرعیہ کا مخالف ہو اس سے نجات کی صورت

سوال (۹۷۵) ہندہ کا شوہر زید چھ سال سے آوارہ ہے، ایک بازاری عورت کے یہاں پڑا ہے، احکام شرعیہ اور نیز پردہ کا سخت مخالف ہے، نہ ہندہ کے پاس آتا ہے نہ اس کو خرچ دیتا ہے، اور طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے، ہندہ اس کے پاس جانا نہیں چاہتی اور دوسرا

---

[1] ولو وجدته عنينا الا اجل سنة الا فان وطئ مرة فبها والا بانت بالتفريق من القاضي ان ابى طلاقها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنين وغيره ص ۸۱۴/۲) ظفیر

[2] جہاں قاضی یا حاکم شرعی حکومت کیطرف سے نہ ہو، وہاں مسلمانوں کی شرعی پنچائت قائم مقام بنائی جا سکتی ہے اور اس کا فیصلہ نافذ ہوگا، دیکھئے حیلہ ناجزہ، اسی طرح دار القضا بھی تفریق کرا سکتا ہے، دیکھئے کتاب الفسخ والتفریق، ظفیر ۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳/۲ ۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے الحیلۃ الناجزہ میں علماء کے اتفاق سے ایسے شوہروں سے نجات کی صورت بذریعہ شرعی پنچائت یا قاضی لکھی ہے ۔ اسی طرح حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانیؒ نے کتاب الفسخ والتفریق میں تفریق کا جواز ثابت کیا ہے ۔ ظفیر ۔

نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں دوسرا نکاح ہندہ کا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے کیونکہ بحالت موجودہ ہندہ کو اس کے ساتھ بھیجنا بھی مناسب نہیں ہے، اور بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے ہندہ کو دوسرا نکاح کرنا بھی شرعاً درست نہیں[1] ہے۔

تراضی مسلمین سے مقرر قاضی کا فیصلہ جائز ہے

سوال (۹۷۶) یہاں قونی عدالت میں ایک درخواست گذری ہے جس میں مدعیہ کا بیان ہے کہ اس کے خاوند نے آٹھ سال سے اس کو چھوڑ دیا ہے اور نان نفقہ کی مطلق فکر نہیں کرتا، نہ اس بات کی امید ہے کہ کہنے سننے سے راضی ہو کر اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا علٰحدگی میں اس کے کھانے کپڑے کا کفیل ہو، اس صورت میں عدالت کی جانب سے کیا فیصلہ کیا جائے، مدعا علیہ طلاق دینے پر آمادہ نہیں ہے اور مدعیہ موجودہ طرز زندگی سے تنگ آکر کسی طرح سے بے تعلقی حاصل کرنے کی خواہشمند ہے، مدعی کی نسبت یہاں مدعیہ کی درخواست آنے کے بہت دن قبل مدعا علیہ نماز پڑھنے اور مسجد میں آنے سے انکار کرنے اور نمازیوں پر لعنت کرنے کے جرم میں اس کے ساتھ جماعت نے قطع تعلق کر دیا ہے۔

الجواب:- عبارت تاتارخانیہ وغیرہ سے جو علامہ شامی نے نقل کی ہے، یہی معلوم ہوتا ہے کہ تراضی مسلمین سے جو قاضی مقرر ہوتا ہے اس کو فصل خصومات میں حکم قاضی شرعی کا[2] ہے، البتہ صاحب فتح القدیر نے اس میں تحقیق فرمائی ہے کہ اول

---

[1] ایسا شخص متعنت ہے اور بذریعہ قاضی یا شرعی پنچائت نکاح فسخ ہوسکتا ہے، اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔ [2] ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما منهم (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۱۷ ج ۴) ظفیر۔

والی مسلم مقرر کریں، پھر وہ والی قاضی کو مقرر کرے[1]، اس میں شک نہیں ہے کہ یہ پورے اطمینان نفس کی بات ہے کما قال صاحب النہر، اس کے بعد یہ ہے کہ عند الحنفیہ قاضی حنفی صورت مسئولہ میں تفریق نہیں کر سکتا لیکن بعض ائمہ کا مذہب تفریق کا ہے[2] لہذا مسئلہ مجتہد فیہا ہوا، سو ایسی حالت میں اگر قاضی مجتہد ہو تو عند البعض اس کا حکم اپنے مذہب کے خلاف نافذ ہو جاتا ہے لیکن اصح و احوط یہی ہے کہ نافذ نہیں ہوتا، اور اگر قاضی مجتہد نہ ہو جیسا کہ اب اگر کوئی قاضی ہوگا تو وہ ایسا ہی ہوگا تو اس کا حکم بخلاف اپنے مذہب کے کسی حال میں نافذ نہیں ہوتا کما فی الشامی فاما المقلد فانما ولاہ لیحکم بمذہب ابی حنیفۃ فلا یملک المخالفۃ ۱ھ ص ۳۳۵ ج ۴ کتاب القضاء احقر کے خیال میں یہی ہے کہ جب کہ قاضی مجتہد نہیں ہے تو مسائل مجتہد فیہا میں بھی اس کی قضاء بخلاف مذہب نافذ نہ ہوگی[3]۔

ظالم شوہر سے نجات کی صورت

سوال (۹۷۷) زید اپنی زوجہ کو نہ نان و نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔ اب ہندہ کیا کرے۔

الجواب:۔ عند الحنفیہ زید کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے بدون طلاق زید کے تفریق نہیں ہو سکتی کذا فی الدر المختار[4]۔

---

[1] وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ہو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیہم الکفار کقرطبۃ الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون ہو الذی یقضی بینہم (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۲۲ ج ۴) ظفیر۔

[2] اس کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ جس میں دوسرے مسلک کے مجتہد کے مسائل کے مطابق تفریق کی علماء ہند نے اجازت دی ہے ۱۲ ظفیر۔

[3] ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا بانواعہا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررہا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۳ ج ۲) اب ہمارے علماء نے جواز کا فتوی دیا ہے، اس کیلئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ۔ ظفیر۔

جو شوہر بیوی کا جانی دشمن ہو اس کے ساتھ رہنا مناسب نہیں

سوال (۹۷۸) میرا خاوند مجھ سے ایک عرصہ سے سخت ناراض اور خواہاں جان کا ہے، دو حملہ مجھ پر کر چکا ہے، ایک حملہ بندوق کا اور دوسرا حملہ چاقو کا ناک کاٹنے کی نیت سے کیا، چونکہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، اس لئے میں اس کے نکاح سے جدا ہونا چاہتی ہوں۔

الجواب:۔ ایسے شوہر کے پاس بھیجنا عورت کو نہ چاہئے تاوقتیکہ اس کی طرف سے اطمینان نہ ہو لیکن اس کے نکاح سے بدون طلاق کے جدا نہیں ہوسکتی، لیکن اگر عدالت جبراً شوہر سے طلاق دلوادے گی تب بھی طلاق واقع ہو جاوے گی۔

دیوث کی بیوی کا شوہر کے پاس رہنا مناسب نہیں

سوال (۹۷۹) ایک عورت ہندو مشرف باسلام ہوئی، اور ایک شخص نو مسلم نے اس سے نکاح کر لیا لیکن وہ عورت کو بد فعلی اور کسب کرانے پر مجبور کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کو کیا کرنا چاہئے، اگر شوہر ضداً طلاق نہ دے تو عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں، اور شوہر سے علیحدگی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ وہ شخص ایسا شریر النفس اور ظالم و بدکار ہے جو کہ سوال میں مذکور ہے اور سائلہ کو معصیت پر مجبور کرتا ہے تو بحالت مذکورہ اس کے پاس نہ رہنا چاہئے اور شریعت مجبور نہیں کرتی ایسے ظالم و فاسق کے ساتھ رہنے پر، البتہ بدون اس کے طلاق دینے کے نکاح کے ٹوٹنے اور دوسرے نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے، پس جس طرح ہو بذریعہ حکام وغیرہ کے اس پر زور ڈال کر اور جبر کر کے اس سے طلاق دلوائی جاوے بعد طلاق کے اور بعد عدت گذارنے کے دوسرا نکاح درست ہے[1]۔

---

[1] دار القضاء اب ہندوستان کے بہت سے شہروں میں قائم ہو چکا ہے انکے ذریعہ تفریق ہوسکتی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ اور کتاب الفسخ والتفریق۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔

جس کا شوہر بد طینت ہو اس کے پاس اس کی بیوی کو نہ بھیجنا درست ہے

سوال (۹۸۰) ایک سماۃ کا بیان ہے کہ شوہر میرا ظالم ہے اور جابر ہے اور وہ میرے ساتھ یہ کرتا ہے کہ ایک شب میں تین چار بار ہمبستر ہوتا ہے جس سے مجھ کو نہایت زرد تکلیف ہوتی ہے اور ایام حیض میں بھی باز نہیں آتا، اور انکار کرنے پر چھرے دکھلاتا ہے اور مارتا ہے اور مجھ سے اغلام بھی کرتا ہے۔ چند مرتبہ اس نے اپنا ذکر میرے منھ میں داخل کر کے انزال کیا۔ ایسی حالت میں اگر عورت مذکورہ کے والدین عورت کو شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو گنہگار تو نہ ہوں گے۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں لڑکی کے والدین اپنی لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں، اور نہ بھیجنے سے وہ گنہگار نہ ہوں گے بلکہ جس طرح ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائیں۔

ظالم شوہر سے نجات کی صورت بتائی جائے

سوال (۹۸۱) یہاں یہ مرض عام پھیلا ہوا ہے کہ شوہر نکاح کے کچھ عرصہ بعد بلا وجہ شرعی اپنی زوجہ کو مار پیٹ کر والدین کے یہاں پہنچا دیتا ہے اور قطعاً خبرگیری نہیں کرتا، لڑکی جوان جوان ہو کر خواہ مخواہ دوسری جگہ رسوخ پیدا کرتی ہے جو بڑے شرم اور بے حیائی کی بات ہے۔ آپ براہ مہربانی اس معاملہ میں کوئی راستہ شریعت کا بتلائیں تاکہ جب لڑکی والوں کو یہاں تک نوبت پہنچے تو وہ عقد ثانی لڑکی کا دوسری جگہ کر دیں اور وہ حلال طیب ہو۔

الجواب:۔ شریعت غراء میں مخلص کی صورت ایسی حالت میں یہ رکھی ہے کہ شوہر اگر کسی طرح خبرگیری اپنی زوجہ کی نہیں کرتا اور نفقہ نہیں دیتا اور اس کے حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو شوہر سے کہا جاوے کہ وہ اپنی منکوحہ کو طلاق دیدے بلکہ اس کو مجبور کیا جاوے کہ یا وہ حسن معاشرت کو اختیار کرے ورنہ طلاق دیدے کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح

باحسان[1] الآیۃ کہ شوہر کو لازم ہے کہ یا اچھی طرح رکھے یا عمدہ طرح چھوڑ دے اور اگر شوہر غائب ہو جاوے کہ کہیں اس کا پتہ نہ چلے اور وہ بالکل مفقود الخبر ہو جاوے تو اس کی زوجہ کے لئے یہ صورت خلاصی کی رکھی ہے کہ چار برس انتظار کر کے عدت وفاۃ دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کرلیوے یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے اور حنفیہ نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے کذا فی الشامیؒ[2] ۔۔

جذام والا اپنے مرض کو چھپا کر نکاح کرے بعد میں ظاہر ہو تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے

سوال (۹۸۲) زید مرض قبیحہ متوارث از قسم جذام و برص اسود وغیرہ و امراض میں مبتلا تھا، اور اس نے کسی نوع وحیلہ سے اپنے اس مرض قبیح و مکروہ کو بہ نیت فریب دہی پوشیدہ رکھا اور دھوکہ دے کر اپنا نکاح ہندہ سے کر لیا، مگر ہنوز ہندہ اپنے ہی گھر تھی اور خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ زید مذکور کا سارا فریب کھل گیا۔ بایں سبب معاً ہندہ اور اس کے ولی نے نکاح فسخ کر دیا، اس صورت میں ہندہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔

الجواب :- اگر زید نے اپنے مرض مذکور کو مخفی رکھا، اور ہندہ اور اس کا ولی زید کے مرض مذکور سے بے خبر رہے اور نکاح کر دیا تو اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح ہو گیا اور ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ کا بقول مفتی بہ نہیں ہے ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[3] الخ اور اس میں امام محمدؒ کا خلاف ہے مگر مفتی بہ قول شیخین ہے۔ اور اگر زید نے دھوکہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ میں کوئی مرض قبیح جذام و برص وغیرہ نہیں ہے اور ہندہ اور اس کے ولی کو مطمئن کیا، اور ہندہ کے ولی نے اس بناء پر یعنی زید میں مرض مذکور نہ سمجھ کر نکاح کیا،

---

[1] سورۃ البقرۃ ع ۲۹- [2] قوله خلافاً لمالك فان عنده تعتد عن وجه المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين الخ قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك (رد المحتار للشامي کتاب المفقود ص ۵۰۵ ج ۳) ظفیر۔ [3] ایضاً باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو اس صورت میں ہندہ اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے۔ پس جب کہ ہندہ کے ولی نے اس نکاح کو فسخ کر دیا تو وہ نکاح فسخ ہو گیا اور ہندہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے کما فی الدر المختار لو تزوجته علی انہ حر او سنی او قادر علی المھر والنفقۃ فبان بخلافہ او علی انہ فلان ابن فلان فاذا ھو لقیط او ابن زنا کان لھا الخیار[1] ص۵۹۶ ج۲ شامی۔

جو شخص اپنی بیوی کو ایذا دے وہ کیا کرے

سوال (۹۸۳) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہایت ایذا پہنچاتا ہے اور نان ونفقہ نہیں دیتا بلکہ نان ونفقہ کی طلب میں یہ الفاظ کہے ہم سے کوئی مطلب نہیں ہے جو کچھ ان کا جی چاہے وہ کریں۔ اس صورت میں کیا طرز عمل شرعاً اختیار کیا جاوے، اور لڑکی نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں جس طرح بھی ہو سکے شوہر سے طلاق دلوائی جائے، اور شوہر پر بھی فرض ہے کہ فوراً طلاق دیدے، جب وہ امساک بالمعروف نہیں کر سکتا ہے تو تسریح باحسان لازمی ہے قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان[2]۔ اب اگر وہ اس کے بعد بھی طلاق دینے پر تیار نہ ہو تو پھر کسی مسلم ریاست میں جا کر عورت کی طرف سے قاضی کے یہاں تفریق کی درخواست گذار دی جائے اور وہ قاضی کسی شافعی المذہب قاضی سے جس کے مذہب میں نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے تفریق کرا دے، یہ قضا عورت کے حق میں نافذ ہو جائے گی[3] اس کے بعد اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہے، اور اگر یہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین ص۲۲۴ ج۲۔ ظفیر۔ [2] سورۃ البقرہ ۲۹۔ ظفیر
[3] وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۰۳ ج۲) ظفیر۔

الفاظ کہ ہم سے کوئی مطلب اور سروکار نہیں ہے، شوہر نے بہ نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق میں کہے ہیں تو ان الفاظ سے طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوگئی، عدت کے بعد دوسرے شخص سے اس کا نکاح جائز ہے۔

پاگل کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۸۴) ایک دس سالہ لڑکی کا نکاح لڑکی کے ولی نے ایک سولہ سترہ سال کے نوجوان سے کر دیا تھا، نکاح کے دو سال بعد نوجوان مذکور بیمار ہو کر پاگل ہوگیا، نوجوان کے وارثوں نے کامل چار سال تک یونانی اور ڈاکٹری معالجہ اپنی حسب حیثیت کیا، لیکن نوجوان کو کچھ آرام نہیں ہوا، مجبور ہو کر اس کو پاگل خانہ بھیج دیا، دو ڈھائی سال سے پاگل خانہ میں داخل ہے، اب تک حالت بدستور ہے، اب لڑکی کا کوئی وارث اور خبرگیراں نہیں ہے، اب لڑکی اپنا نکاح خود کسی سے کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کے مذہب کے موافق اس لڑکی کے نکاح ثانی کے جواز کی کوئی صورت نہیں[1]، کیونکہ دیوانہ کی زوجہ کو اس کے نکاح سے نہ حاکم علیحدہ کر سکتا ہے اور نہ خود دیوانہ کی طلاق معتبر ہو سکتی ہے، البتہ بعد موت دیوانہ کے عدت وفات پوری کر کے اس کی زوجہ نکاح ثانی کر سکتی ہے قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشاً کجنون وجذام وبرص[2]۔

---

[1] اس زمانہ میں بوجہ سخت مجبوری کے اس مسئلہ میں امام مالکؒ وامام محمدؒ کے مذہب پر حکم جواز فسخ کا دیا گیا ہے، جس کی تفصیل حیلہ ناجزہ میں مذکور ہے۔ وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا ومحمد فی الثلاثة الاول (الجنون والجذام والبرص) لو بالزوج کما یفهم من البحر وغیره (رد المحتار باب العنین ص ۲۲/۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المختار باب العنین وغیره ص ۲۲/۲ ۱۲ ظفیر

پاگل کی طرف سے ولی یا قاضی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۹۸۵) ولی جائز یا قاضی محتسب ولی مہجور مثل مجنون و فاتر العقل زوجہ مہجور شرعی کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں، خصوصاً جب کہ خلوت صحیحہ بھی نہ ہوئی ہو۔

الجواب: - مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اس کا ولی یا قاضی بھی اس کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتا لحدیث ابن ماجہ، الطلاق لمن اخذ بالساق در مختار۔[1]

مجنون کی بیوی علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۸۶) مجنون کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کر سکتے ہیں اور ان میں باہم تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے موافق۔

الجواب: - مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق جو کہ مفتی بہ ہے مجنون کی زوجہ کو مجنون سے علیحدہ نہیں کرا سکتے فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص[2] اور شامی میں امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہ کا خلاف نقل کر کے لکھا ہے وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ[3]۔

مجنون کی بیوی جس کو زنا کا خطرہ ہے اور نان نفقہ کا سامان بھی نہیں دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۹۸۷) ایک مرد مجنون ہو گیا، اس کی عورت جوان زنا کا خوف کرتی ہے اور اس کے گذارہ کی کوئی صورت نہیں ہے، کیا وہ نکاح فسخ ہو گیا، اور کیا جنون کی کوئی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۸۵/۲ ۔ موجودہ دور میں انتہائی مجبوری کی وجہ سے امام مالکؒ اور امام محمدؒ کے مذہب پر فسخ کے جائز ہونے کا حکم دیا گیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب العنین وغیرہ ص ۸۲۲/۲ ۱۲ ظفیر۔

... متعین ہے یا نہیں، اور کیا دوسرے مذہب پر عمل کر کے نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کس کے مذہب پر اور اس کی کیا دلیل ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک مجنون کی عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا، اور دوسرا نکاح اس کو درست نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور ائمہ ثلاثہ کا اس میں خلاف ہے لیکن فقہاء نے اس بارے میں حنفی کو اجازت نہیں دی دوسرے ائمہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرنے کی کذا فی الشامی[1] -

جو مجنون پاگل خانہ میں ہے اس کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۸۸) ایک شخص مجنون ہو گیا اور حالت جنون میں ایک آدمی کو مار ڈالا، حاکم نے اس کو دار المجنونین میں بھجوا دیا ہے جس کو برس گذر چکے ہیں، مگر ہنوز وہی مجنونانہ حالت ہے، اس کی عورت کے لئے نجات کی کون صورت ہے جبکہ اس کو نان نفقہ کی بہت تکلیف ہے، اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

الجواب:- امام صاحبؒ کے مفتی بہ مذہب کے موافق مجنون کی زوجہ کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے، امام محمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک فسخ نکاح کا اختیار ہے کذا فی الدر المختار، پس اگر کسی شافعی المذہب سے رجوع کر کے نکاح فسخ کرا لیوے تو درست ہے۔ شامی[2]۔

[1] حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں تمام علماء ہند کے اتفاق سے دوسرے ائمہ اور امام محمدؒ کے قول پر فسخ نکاح کا فتوی دیا ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" (ظفیر) وخالف محمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج کما یفهم من البحر وغیرہ (رد المحتار باب العنین ص ۲۲۳ ج ۲ ظفیر)۔ [2] ولا یفرق بینهما بعجزہ عنها بانواعہ الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ حقها وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی بہ نفذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۳ ج ۲ ظفیر)۔

مجنون اور اس کے ولی کی طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

سوال (۹۸۹) مجنون کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں، اگر نہیں ہوتی تو اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مشکوٰۃ شریف میں باب الخلع والطلاق میں یہ حدیث ہے۔ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع القلم عن ثلثۃ عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل رواہ الترمذی وغیرہ [1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ اور دیوانہ کی طلاق وغیرہ واقع نہیں ہوتی، اور فقہاء نے لکھا ہے کہ نابالغ و مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور ولی کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق۔ [2]

مجنون جس کو کبھی ہوش آجاتا ہے اس کی بیوی کیا کرے

سوال (۹۹۰): مرد مجنون ہے، عورت جوان ہے مجنون کے ماں بھائی عورتِ مجنون کی کفالت نہیں کرتے، کچھ ہوش تھا اس کے ایک بچہ بھی پیدا ہوا، مگر مجنون عرصہ پانچ سال خراب حالت میں ہے مگر کبھی چند منٹ کے لئے ہوش آجاتا ہے مگر عورت کی کفالت بالکل نہیں کر سکتا، ایسی صورت میں ماں و بھائی جوان عورت و بچہ کی پرورش سے انکار کرتے ہیں، اب عورت کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ مرد مجنون کی زوجہ کے بارے میں درمختار میں ہے کہ امام

---

[1] مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ص۲۸۴۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۹۴ ج۲۔ لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق والصبی ولو مراهقا واجازۃ بعد البلوغ (ایضاً) ظفیر۔

ابو حنیفہ وامام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس کی زوجہ کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے اختیار دیا ہے لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ فتح القدیر میں امام محمدؒ کے قول کو رد کیا ہے پس احوط قول شیخین کا ہے کہ تفریق نہیں ہو سکتی، ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمۃ الثلاثۃ فی الخمسۃ مطلقا ومحمد فی الثلاثۃ الاول لو بالزوج الخ شامی میں ہے قولہ ولا یتخیر ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفہ وابی یوسف وھو قول عطاء والنخعی وعمر بن عبدالعزیز وابی زیاد وابی قلابۃ وابن ابی لیلی والاوزاعی والثوری والخطابی وداؤد الظاہری واتباعہ وفی المبسوط انہ مذہب علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم الخ وفیہ ایضا وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لا مزید علیہ[1] ۔

پاگل بیوی کو طلاق دیدی تو کیا حکم ہے

سوال (۹۹۱) عورت مجنون ہے مرد اچھی حالت میں ہے۔ عورت کو طلاق دی تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر عورت مجنونہ ہے اور شوہر مجنون نہیں ہے بلکہ عاقل بالغ ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ الخ[2]

جو پاگل کبھی اچھا کبھی پاگل رہتا ہے اگر صحت کی حالت میں طلاق دے تو کیا حکم ہے

سوال (۹۹۲) ایک لڑکی گیارہ سال کی شادی ہوئی لیکن خلوۃ صحیحہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس کے شوہر کا دماغ خراب ہو گیا اس طرح کہ دو چار روز اچھا اور دس پندرہ

---

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب العنین وغیرہ ص۸۲۲ ج۲ ۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۹ ج۲ ۔ ظفیر

روز پاگل، جس وقت شوہر اچھا تھا، اس نے اپنی زوجہ کو طلاق دی، طلاق ہوئی یا نہیں اب لڑکی مذکورہ کی عمر سترہ برس ہے، اس نے بغیر عدت کے دوسرا نکاح کرلیا ہے، جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - اگر بحالت افاقہ وہ بالکل اچھا ہوجاتا ہے کچھ خلل دماغی اس کو نہیں رہتا تو اس حالت کی طلاق اس کی واقع ہوجاتی ہے کما فی الشامی وجعله الزیلعی فی حال افاقته کالمعتوہ والمتبادر منه انه کالعاقل البالغ وما ذکرہ الزیلعی علی ما اذا کان تام العقل[1] الخ پس بصورت مذکورہ نکاح ثانی درست ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها فمتعوهن وسرحوهن سراحا جمیلا[2]۔

سوال (۹۹۳) ایک شخص دیوانہ ہوگیا تو اس کی بیوی کو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کرنا اور نکاح ثانی	پاگل کی بیوی کے لئے امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیسا ہے

کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - اقول باللہ التوفیق قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا ومحمد فی الثلاثة الاول لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح وفی الشامی قوله ولو قضی بالرد صح ای لو قضی به حاکم یراہ فافاد انه مما یسوغ فیه الاجتهاد الخ وقال قبیله وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل به الائمة الثلاثة

---

[1] رد المحتار کتاب الحجر ص ۱۲۴ ج ۵ ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب - ۶ - ظفیر

ومحمد بما لاضرر يدل عليه[1] اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مذہب اس بارے میں مفتی بہ نہیں ہے، البتہ اگر قاضی حکم فسخ کا کر دے تو نافذ ہو جاوے گا لانہ مما یسوغ فیہ الاجتہاد۔

مجنون جس کو ایک دو دن ہوش آجائے اس کی طلاق واقع ہوگی

سوال (۹۹۴) ہندہ کا شوہر زید دیوانہ ہے ہندہ کی بسر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں، ہندہ مذکورہ اس سے طلاق لینا چاہتی ہے، اور زید کی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی گھنٹہ آدھ گھنٹہ ایک روز دو روز ہوش میں ہو جایا کرتا ہے، ایسے وقت میں زید کی طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - زید جس وقت ہوش میں ہوتا ہے اگر بالکل تام العقل اور ہوشیار ہوتا ہے تو اس حالت میں اگر وہ طلاق دیوے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت بھی کامل العقل نہیں ہوتا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور حالتِ دیوانگی کی بھی طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی الشامی فیحترز به عمن یفیق احیاناً ای یزول عنه مابه بالکلیة وهذا کالعاقل البالغ فی تلک الحالة وهو محمل کلام الزیلعی[2]۔

جو پندرہ دن ٹھیک رہتا ہے اور پندرہ دن پاگل حالت صحت میں طلاق دیدے تو ہوگی یا نہیں

سوال (۹۹۵) زید تین برس سے مجنون ہو گیا ہے، پاگل خانہ میں اس کا علاج ہو رہا ہے، بقول ڈاکٹر اس کی اس وقت ایسی حالت ہو گئی ہے کہ پندرہ دن طبیعت اس کی صحیح اور درست ہو جاتی ہے، حسن وقبیح فعل کو اچھی طرح تمیز کر لیتا ہے، جب ایسی حالت میں کوئی عزیز اس سے ملتا ہے تو تمام عزیز واقارب کو پوچھتا ہے، اور پندرہ دن طبیعت اس کی خراب رہتی ہے، حسن وقبیح فعل کو تمیز نہیں

---

[1] دیکھئے رد المحتار، باب العنین ص ۲/۶۴۳۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الحجر ص ۵/۱۲۴ ۱۲ ظفیر۔

کرسکتا اگر حالت افاقہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو صحیح ہوگی یا نہیں۔

(۲) زوجۂ زید مسکین اور غریب ہے، کوئی خبرگیری کرنے والا نہیں ہے، لہٰذا امام محمدؒ کے قول پر عمل کرکے طلب تفریق کرسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- حالت افاقہ میں اگر وہ تام العقل ہوجاتا ہے تو طلاق اس کی صحیح ہے کما حققہ الکمال قال فی الشامی فیحترز عمن یفیق احیاناً ای یزول عنہ ما بہ بالکلیۃ وھذا کالعاقل البالغ فی تلک الحالۃ[1] شامی جلد خامس کتاب الحجر۔

(۲) علامہ شامی نے اس موقعہ پر کہا وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمۃ الثلاثۃ ومحمد بما لامزید علیہ[2]۔ پس معلوم ہوا کہ بموجب قول امام محمدؒ فتویٰ دینا درست نہیں ہے، اور تفریق صحیح نہ ہوگی۔ (اصل مذہب یہی ہے کہ زمانہ حال کی نزاکت اور قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کی مظلومیت پر نظر کرکے زمانہ حال کے علماء نے تفریق کی اجازت بنا بر مذہب مالکیہ دیدی ہے، جس کے لئے کچھ شرائط ضروری ہیں۔ یہ سب شرائط و احکام الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ[3] میں ضبط کردیئے گئے ہیں، اس کو دیکھ لیا جائے۔) (م ع مرتب)

سوال (۹۹۶)	ایسا لڑکا جس کے حواس ٹھیک نہیں، نہ بول سکتا ہے وہ کس طرح طلاق دے گا

سوال (۹۹۶) ایک لڑکے کا نکاح پانچ چھ سال کی عمر میں ہوا، اب وہ بالغ ہے، مگر شروع ہی سے اس کے ہوش و حواس ٹھیک نہیں، نہ وہ بول سکتا ہے، اور اس کو دین و دنیا کی کچھ خبر نہیں ہے، اس کی طلاق کی کیا صورت ہوسکتی ہے، اور طلاق کی عدت ہوگی یا نہیں۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الحجر ص ۱۲۶ / ۵ ۱۲ ظفیر　[2] ردالمحتار باب العنین ص ۹۲۰ / ۲ ۔ ظفیر
[3] تفصیل کیلئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ وکتاب الفسخ والتفریق للرحمانیؒ ۔ ظفیر۔

الجواب:- اگر یہ لڑکا مجنون ہے، اس کے ہوش وحواس صحیح نہیں، اچھے برے کی تمیز نہیں کرسکتا تو امام محمدؒ کے مذہب کے موافق قاضی ان میں تفریق کرسکتا ہے، اس کے بعد وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور اگر وطی یا خلوت صحیحہ بھی اب تک نہیں ہوئی تو پھر عدت بھی نہیں، قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة وان کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ کذا فی الحاوی القدسی عالمگیریہ[1] وفی الدر المختار واذا وجدت المرأة زوجها مجبوبا فرق بینهما فی الحال لعدم فائدة التاجیل[2] الخ

جذام والے کی بیوی تفریق کرا سکتی ہے

سوال (۹۹۷): ولی محمد کی شادی کرپائے ہوئی چھ سال ہوئے، تین سال تک زوجہ شوہر کے پاس رہی، بعد تین سال کے شوہر کو آثار فساد خون ظاہر ہوئے، اور اب اس کو مرض جذام بخوبی ظاہر ہوگیا، زوجہ علیحدگی چاہتی ہے تاکہ عقد ثانی کرلیوے۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے موافق مرض جذام وبرص وغیرہ میں تفریق بین الزوجین نہیں ہوسکتی، بلکہ شوہر سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدے، بدون طلاق دینے شوہر کے تفریق نہ ہوگی اور عورت کو دوسرا نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ جذام وبرص کی صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے تو حاکم تفریق کرا سکتا ہے، پس شوہر اول سے کہا جاوے کہ وہ طلاق دیدے اور اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم شرعی سے تفریق کرالی جاوے[3] (دلائل پہلے بھی رد المحتار سے نقل ہوچکے ہیں۔ ظفیر)

---

[1] عالمگیری باب العنین ص ۴۹۵ ج ۱۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین ص ۸۱۲ ج ۲ [3] واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها عند ابی حنیفة وابی یوسفؒ وقال محمد لها الخیار دفعا للضرر عنها کما فی الجب والعنة (ہدایہ باب العنین ص ۴۰۶ ج ۲ ظفیر)

شوہر کو جذام کی بیماری ہو تو عورت کو خیار فرقت حاصل ہے

سوال (۹۹۸) زید کو جذام ہو گیا ہے اس لئے اس کی بیوی زینب خلع چاہتی ہے مگر شوہر مذکور چھوڑنا نہیں چاہتا تو علیحدگی کے لئے کیا صورت اختیار کی جاوے۔

الجواب:- جذام، برص اور جنون کی وجہ سے امام محمدؒ کے مذہب کے موافق عورت کو خیار فرقت حاصل ہے، وہ اپنے شوہر سے علیحدگی حاصل کر سکتی ہے یعنی اس کو حق ہے کہ وہ کسی حاکم شرعی قاضی وغیرہ کے یہاں تفریق کی درخواست کرے پس صورت مسئولہ میں جب کہ خلع اور طلاق وغیرہ کی کوئی صورت نہیں ہے تو امام محمدؒ کے مذہب پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد لها الخیار دفعا للضرر عنها۔ ھدایہ[1] قال محمد ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة وان کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ حاوی القدسی عالمگیریہ[2]۔

---

[1] دیکھئے ھدایہ باب العنین وغیرہ ص۴۰۲ و ص۳۹۹ ج۲۔ ظفیر

[2] دیکھئے عالمگیری باب العنین ص۵۲۹ ج۱۔ ظفیر

باب چہاردہم

زوجۂ مفقود الخبر سے متعلق احکام و مسائل

زوجۂ مفقود کے سلسلہ میں امام مالکؒ کا فتویٰ اور احناف کا عمل

سوال (۹۹۹) جواب پہنچا جس کا مضمون یہ ہے۔ زوجۂ مفقود سے چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے ہونے کے بعد نکاح صحیح ہے اور اگر زوج آجاوے تو وہ عورت اسی کو ملے گی، اور جو اولاد شوہر ثانی سے ہوئی ہو وہ اس کو ملے گی کذا فی الشامی باب المفقود۔

اگرچہ شوہر اول آجاوے تو مالکیہ کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شوہر اول کے پاس جاوے اور نکاح ثانی فسخ سمجھا جاوے۔ دوسرا یہ کہ نکاح دوم موجب فسخ نکاح اول ہے پس وہ ثانی کے پاس رہے گی اور اول کو کوئی حق باقی نہ رہے گا۔ اور جمہور مالکیہ کے نزدیک یہی قول معتبر ومفتی بہ ہے از فتاوی مولانا عبدالحی صاحب اس میں اور آپ کے جواب میں کیا تطبیق ہے۔ اور اگر شوہر اول کو ملے گی تو اس کو نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں، اور شوہر ثانی کو طلاق اور عورت کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں اور شوہر ثانی کے ذمہ مہر لازم ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - شامی جلد ثالث باب المفقود میں ہے لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانه قال الطحطاوی الظاهر انه کالمیت اذا احیی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی یده ورثته له ولا یطالب بما ذهب قال ثم بعدی قدمت بیت المرحوم ابا السعود نقله عن الشیخ شاهین ونقل ان زوجته له والاولاد للثانی۔ اس عبارت سے جو مطلب احقر نے لکھا تھا وہی ظاہر ہے، اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے بسبب نہ دیکھنے اس حکم صریح کے قواعد سے حکم لکھا ہے کیونکہ قاعدہ معروفہ یہ ہے کہ جس امام کا مذہب اختیار کیا جاوے اس کے متعلق انھیں کی شرائط کی پابندی کی جاوے مگر چونکہ یہ حادثہ اور مسئلہ دوسرا ہے اس لئے اس میں اپنے مذہب کی تصریح کے موافق عمل کرنا اوفق ہے اور لفظ زوجته له سے خود ظاہر ہے کہ نکاح جدید کی شوہر اول کو ضرورت نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق کی حاجت نہیں ہے، اور بصورت وطی عدت لازم ہوگی جیسا کہ موطوۃ بالشبہہ میں عدت لازم ہوتی ہے اور شوہر ثانی کے ذمہ بعد وطی کے مہر مثل لازم ہوگا۔

جس کا شوہر دس سال سے مفقود ہو وہ امام مالکؒ کے فتوی پر عمل کرے

سوال (۱۰۰۰) مسماۃ وزیرو کا شوہر دس سال ہوئے کہ لاپتہ ہے تو اس کی زوجہ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - جبکہ واقعی مہدی حسن شوہر مسماۃ وزیرو کا عرصہ دس سال سے مفقود الخبر ہے تو موافق مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے جس پر علماء حنفیہ نے بھی فتوی دیا ہے۔ اب مسماۃ وزیرو نکاح ثانی کر سکتی ہے کذا فی الشامی۔ قوله خلافا لمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ[۲]

[۱] رد المحتار کتاب المفقود ج۳ ص۴۵۵۔ ظفیر۔ [۲] ایضاً ص۴۵۶ ج۳ ۱۲ ظفیر

ساٹھ برس کا آدمی سات سال سے غائب ہے اسکو زندہ سمجھا جائے یا مردہ

سوال (۱۰۰۱) جو شخص سات سال سے مفقود ہے اور عمر اس کی تخمیناً ساٹھ برس کی ہے، اس کو زندہ شمار کیا جائے گا یا مردہ، اور مردہ مانا جائے گا تو کب سے۔

الجواب:- کتب فقہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ اصل مذہب امام ابوحنیفہؒ کا یہ ہے کہ جس وقت تک اس کے اقران یعنی ہم عمر فوت نہ ہوجاویں اس وقت تک وہ شخص مفقود الخبر زندہ شمار ہوگا۔ اس کا مال اس کے ورثہ کو تقسیم نہ کیا جاوے گا، پھر فقہاء نے ہم عمروں کے فوت ہونے کے زمانہ کو محدود کیا ہے، بعض نے فرمایا ایکسو بیس برس بعض نے سو برس بعض نے نوے برس اور متاخرین نے ساٹھ یا ستر برس کی عمر ہونے پر موت مفقود کا حکم دیا ہے اور اکثر فقہاء نے نوے برس پر فتویٰ دیا ہے۔ واختارہ فی الکنز وھو الارفق ھدایہ[۱] وعلیہ الفتویٰ ذخیرہ شامی[۲]۔ وقد قال فی النظم المعروف۔ ؎

مال مفقود را معطل داں تا نود سال از ولادت آں

پس اس قول مفتی بہ کے موافق جس وقت شخص مذکور مفقود الخبر کی عمر نوے برس کی ہوجاوے اس کو حکم موت کا دے کر اس کی میراث ورثہ موجودین پر تقسیم کی جاوے گی، یعنی جو ورثاء اس وقت موجود ہوں ان کو دیا جائے گا، اور جو اس سے پہلے مرگئے وہ محروم رہے کما فی الدر المختار ویقسم مالہ بین ورثتہ الآن۔

---

[۱] ہدایہ کتاب المفقود ص۶۰۴ پوری عبارت یہ ہے واذا تم لہ مائۃ وعشرون سنۃ من یوم ولد حکمنا بموتہ وفی ظاہر المذہب یقدر بموت الاقران وفی المروی عن ابی یوسف بمائۃ سنۃ وقدرہ بعضھم بتسعین الخ والارفق ان یقدر بتسعین واذا حکم بموتہ اعتدت امرأتہ عدۃ الوفاۃ من ذلک الوقت (ایضاً) ظفیر۔ [۲] رد المحتار ص۳۰۴ ج۳ کتاب المفقود۔

در مختار ای حین حکم بموتہ لا من مات قبل ذلک الوقت۔ شامی

شوہر کے دو برس سات ماہ غائب ہونے کے بعد جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہے

سوال (۱۰۰۲) زید دو برس سات ماہ سے مفقود الخبر تھا، اس کی زوجہ کے وارثوں نے زوجہ زید کا نکاح ثانی دو برس سات ماہ کے بعد عمر کے ساتھ کر دیا، ۲۵ شعبان ۱۳۳۱ھ کو عقد ثانی ہوا اور ۲۹ محرم ۱۳۳۲ھ کو زید مفقود الخبر صحیح سلامت واپس آگیا تو وہ عورت اسی کو ملے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ زوجہ زید کا دوسرا نکاح جو شوہر اول کے مفقود ہونے سے دو برس سات ماہ بعد ہوا کسی مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوا۔ اور جب کہ زید واپس آگیا تو وہ عورت اسی کو ملے گی اور نکاح اس کا زید سے قائم ہے کیونکہ کوئی وجہ فسخ نکاح کی نہیں پائی گئی کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

جوان العمر عورت جس کا شوہر غائب ہے کیا کرے

سوال (۱۰۰۳) ایک شخص چار سال سے مفقود الخبر ہے اس کی منکوحہ کو بہت سی ضروریات نکاح ثانی کی طرف داعی ہیں، جوان العمر ہے ارتکاب ممنوع شرعی کا خوف ہے، نفقہ، کسوت، سکنیٰ، زوج کی طرف سے نہیں ملتا، کیا اس حالت ضرورت میں شرعاً عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں صحابہ اور تابعین اور ائمہ مذہب کے درمیان بہت بڑا اختلاف ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک بڑی جماعت صحابہ کرام رضی

---

[۱] رد المحتار کتاب المفقود ۳/۴۵۸۔ ظفیر [۲] اذا غاب الرجل فلم یعرف لہ موضع ولم یعلم احی ہو ام میت نصب القاضی من یحفظ مالہ الخ ولا یفرق بینہ وبین امرأتہ وقال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین امرأتہ الخ (ہدایہ کتاب المفقود ۲/۶۰۴) ظفیر۔

کی قائل ہے کہ زوجہ مفقود کو چار سال تک انتظار کرنا چاہئے۔ اس کے بعد مدت وفات ختم کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، بعض نے اس پر اجماع صحابہ کا بھی دعویٰ کیا ہے اور یہی قول علاوہ حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ (ایک روایت میں) کی طرف منسوب ہے (زرقانی) اور یہی قول امام مالک رحمہ اللہ کا بھی ہے، اور بعض صحابہ مثل حضرت ابن مسعود اور حضرت علی (دوسری روایت کی بناء پر) فرماتے ہیں کہ مفقود کی زوجہ کو اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جس وقت شوہر مفقود کی موت ظاہر و متحقق ہو جائے اور اسی کو حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اختیار کیا ہے، چنانچہ اس میں فقہاء حنفیہ کے حسب ذیل اقوال مشہور ہیں (۱) مفقود کے اقران ہم عمر کے مر جانے تک مفقود کو زندہ تصور کیا جائے گا۔ (۲) نوے برس تک (۳) سو برس تک (۴) ایک سو بیس برس تک مفقود کی موت کا حکم نہ کیا جاوے گا (۵) قاضی کی رائے پر مفوض ہے، جس وقت قاضی کو اس میں مصلحت نظر آوے اس وقت مفقود کی موت کا حکم کر سکتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی مدت معینہ مقرر نہ کی جائے بلکہ جیسے کہ امام ابوحنیفہؒ کا عام مسلک ہے کہ مبتلی بہ کی رائے پر تفویض کرتے ہیں، ویسا ہی یہاں بھی اختیار کیا جاوے گا کما فی البحر واختار شمس الائمۃ ان لا یقدر بشئ لانہ الیق بطریق الفقہ لان نصب المقادیر بالرای لا تکون وفی الھدایۃ انہ الاقیس وفوضہ بعضھم الی القاضی فای وقت رای المصلحۃ حکم بموتہ قال الشارح وھو المختار بحر ص ۱۷۶/۵ اور صاحب قنیہ اس قول کو ابوحنیفہؒ کی روایت قرار دیتے ہیں کما قال نافع عن ابی حنیفۃ ان مدۃ الفقد مفوض الی رای القاضی فیحکم بما ادی الیہ اجتہادہ فیقسم مالہ حینئذ بین الاحیاء من ورثتہ قنیہ ص ۱۰۱ اور زیلعی کا مختار بھی یہی ہے، صاحب بحر ینابیع سے نقل کر کے اس قول کو ظاہر روایت قرار دیتے ہیں

چنانچہ شامی میں ہے قوله واختار الزيلعي تفويضه للامام قال في الفتح فاى وقت رای المصلحة حكم بموته قال في النهر وفي الينابيع قيل يفوض الى رای القاضي ولا تقدير فيه في ظاهر الرواية وفي القنية جعل هذا رواية عن الامام اه صاحب بحر کا مختار بھی یہی قول معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ دوسرے اقوال کے اختیار کرنے والے کے متعلق استعجاب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ والعجب من المشائخ كيف يختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع على مقلدى ابي حنيفة والامام محمد لم يعتبر السنين وانما اعتبره المتقدمون بعده وقال الصدر الشهيد في شرحه ما قال محمد احوط كما في التاتارخانية ولقد صدق من قال كثرة المقالات تؤذن بكثرة الجهالات ومن الغريب ما نقله في التاتارخانية انه مقدر بثمانين سنة وعليه الفتوى بحر ص۱۷۷ج۵۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مدت معینہ تک انتظار کرنے کا حکم جو کہ حنفیہ کا مذہب قرار دیا جاتا ہے وہ فی الحقیقۃ ائمہ حنفیہ سے منقول نہیں بلکہ ائمہ کا قول یہی ہے کہ جب آثار و قرائن سے اس کے مرنے کا گمان غالب ہو جائے تو اس وقت مفقود کے مرنے کا حکم کیا جاوے گا، چنانچہ بعض مواقع میں تھوڑی سی مدت کے گذر جانے پر بھی موت کا حکم دیئے جانے کے قائل ہوئے ہیں کما في الشامي نقلاً عن الزيلعي وقال الزيلعي لانه يختلف باختلاف البلاد وكذا غلبة الظن تختلف باختلاف الاشخاص فان الملك العظيم اذا انقطع خبره يغلب على الظن في ادنى مدة انه قد مات[1] اھ اس کے بعد صاحب شامی خود فرماتے ہیں ومقتضاه انه يجتهد ويحكم بالقرائن الظاهرة الدالة على موته وعلى هذا يبتنى[2]۔

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص۳۳۵ج۳۔ ظفیر [2] ایضاً ص۳۳۵ج۳۔ ظفیر

مفقود الخبر کی بیوی پہلے شوہر کی واپسی کے بعد اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۰۴) زید مفقود الخبر کی زوجہ نے زید کا عرصہ دراز تک [illegible] کے بعد اپنا دوسرا نکاح کیا۔ مدت مدید کے بعد زید مفقود الخبر واپس آیا، اور اس نے دعویٰ کر دیا کہ میری زوجہ ہے، اور چار سال کا مفقود الخبر ہونا ظاہر کیا، دوسرے خاوند سے اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوا، اب دریافت طلب امر ہے کیا وہ زوجہ زید کی سمجھی جاوے گی، اور بچہ کس کے نسب میں داخل ہوگا۔

الجواب:- شامی میں تصریح ہے کہ اگر مفقود الخبر واپس آجاوے تو اس کی زوجہ اسی کو ملے گی، شوہر ثانی سے علیحدہ کرا دی جاوے گی، اور اولاد شوہر ثانی کی ہے شامی[1] ج۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفقود الخبر کی بیوی نے دوسری شادی کر لی پھر پہلا شوہر آیا مگر وہ رکھنا نہیں چاہتا کیا حکم ہے

سوال (۱۰۰۵) زوجہ مفقود کا نکاح ثانی کر دیا تھا بعد نکاح ثانی کے شوہر اول آگیا تو اب نکاح دوسرا صحیح اور جائز رہا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے [illegible] شوہر اول اس کو رکھنا نہیں چاہتا۔

الجواب:- بعد آنے خاوند اول کے دوسرا نکاح جائز نہیں رہا[2] اگر وہ یعنی شوہر اول اس عورت کو رکھنا نہیں چاہتا تو صورت اس کی یہ ہے کہ شوہر اول اس عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت عدت تین حیض پوری کر کے دوسرے خاوند سے جس کے پاس ہے نکاح کرلے مہر جدید مقرر کرے۔

بیوی پہلے شوہر کے آجانے کے بعد اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۰۶) قبر سے چھ مہینے پر ایک شخص زندہ نکلا ہے، اس کی بیوی موجود ہے، وہ کس کو ملے گی۔

---

[1] لو عاد بعد الحکم بموت اقرانہ (الی قولہ) نقل ان زوجتہ والاولاد للثانی
ردالمحتار کتاب المفقود ص۳۵۵ ج۳۔ ظفیر۔ [2] ایضاً۔ ظفیر۔

الجواب:- اس کی زوجہ اسی کو ملے گی کمافی الشامی لکن لوعاد حیاً بعد الحکم بموت اقرانه قال ط الظاهر انه کالمیت اذا احیی والمرتد اذا اسلم فالباقی بین ورثته له ولا یطالب بماذهب قال ثم بعد رقمه رأیت المرحوم اباالسعود نقله الشیخ شاهین ونقل ان زوجته له والاولاد للثانی[1] -

شوہر کی دو برس کی گمشدگی کے بعد عورت نے دوسری شادی کرلی وہ جائز نہیں ہوئی

سوال (۱۰۰۷) ایک عورت کا خاوند پردیس کو چلا گیا تھا، دو برس تک گم رہا۔ بعد چار برس کے اس عورت کے والد نے دوسرا نکاح کردیا، اور نکاح سے دو برس پہلے اس خاوند کا خط بھی آچکا تھا، دو اولاد بھی دوسرے خاوند سے پیدا ہوئی، پھر اس کا خاوند اول بھی آگیا، وہ عورت خوشی سے پہلے خاوند کے یہاں چلی گئی، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ عورت کس کی منکوحہ رہی اور وہ اولاد کس کی ہے۔

الجواب:- پہلا نکاح قائم ہے اور دوسرا باطل ہوا، اور اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی ولد الحرام ہے[2] -

دس سال گمشدہ شوہر کا انتظار کرنے کے بعد عورت کی دوسری شادی

سوال (۱۰۰۸) ایک شخص اپنے گھر سے مفقود ہوگیا جس کو عرصہ دس سال کا ہوا، اس کی بیوی تنگ ہوکر دوسرے شخص کے یہاں چلی گئی، اور بغیر نکاح کے اولاد بھی ہوئی ہے، اب وہ اس شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس عورت کو چاہئے کہ اب نکاح کرلیوے کیونکہ امام مالک

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود، ص ۴۸۴ ج ۲ - ظفیر۔ [2] جب دو برس بعد شوہر کا خط آگیا تو یہ مفقود نہیں کیا جائے گا، اس لئے دوسرا نکاح جائز نہیں۔ اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

کے مذہب میں چار برس کے بعد مفقود الخبر کی زوجہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے، اور اس پر حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے[1] - (بلا نکاح دوسرے مرد کے پاس جب تک وہ رہی حرامکاری میں مبتلا رہی، اس سے توبہ کرے، البتہ اب شادی کر لینے کے بعد اس کا رہنا سہنا جائز ہوگا - ظفیر) -

دس برس شوہر کا انتظار کر کے عورت نے دوسری شادی کر لی، اب پہلا شوہر آگیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۰۰۹) زید نے اپنی شادی کی، اور اس کے تین برس بعد وہ پردیس چلا گیا اور دس برس تک اس کا پتہ نہیں چلا، بعد کو زید کی بیوی نے نکاح ثانی کر لیا۔ اور اب زید جو کہ بارہ برس بعد واپس آیا ہے اور مسماۃ مذکورہ پر دعویٰ کرتا ہے یہ دعویٰ اس کا جائز ہے یا نہیں -

الجواب :- یہ دعویٰ اس کا درست اور جائز ہے، وہ عورت شوہر اول کو ہی ملے گی، کیونکہ شوہر اس کا اگر مفقود الخبر نہ ہوا تھا تب تو وہ دوسرا نکاح ہی باطل ہوا، اور اگر مفقود الخبر ہو گیا تھا تو مفقود میں بھی یہی حکم ہے کہ اگر وہ واپس آجائے تو اس کی زوجہ اسی کو ملے گی کما فی رد المحتار قال ثم بعد رقمه رأيت المرحوم ابا السعود نقله عن الشيخ شاهين ونقل ان زوجته له والاولاد للثاني - کتاب المفقود شامی ص ۳۳۲/۳[2] -

---

[1] ولا يفرق بينه وبينها ولو بعد مضى اربع سنين خلافا لمالك (درمختار) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين الخ قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك (رد المحتار كتاب المفقود مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ص ۳۵۲/۳) ظفیر۔

[2] رد المحتار كتاب المفقود تحت قوله فان ظهر قبله ص ۳۵۴/۳ - ظفیر۔

زوجہ مفقود میں قضائے قاضی کی بحث | **سوال** (۱۰۱۰) آپ نے زوجہ مفقود کے مسئلہ میں قضاء قاضی کا ذکر نہیں فرمایا۔

الجواب:۔ مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں امام مالک کے مذہب کے موافق بندہ تفریق قاضی وقضائے قاضی کا ذکر اس وجہ سے نہیں کرتا کہ یہ مسلم ہے کہ جس امام کا مذہب لیا جاوے، اس امام کا اس بارے میں جو مذہب ہو اس کو لینا چاہئے، بندہ نے جو اس بارے میں کتب فقہ مالکیہ کو دیکھا تو ان کی کتب میں یہ تفصیل ہے فصل لذکر المفقود واقسامہ الاربعة. ولزوجة المفقود الرفع للقاضی والوالی ووالی الماء والا فلجماعة المسلمین فیوجل الحر اربع سنین ثم اعتدت کالوفاة ولا یحتاج فیها الاذن من الحاکم. والا یوجد واحد منهم فلجماعة المسلمین من صالحی بلدها شرح الخلاصة الذی دیه علی مختصر الشیخ الخلیل فی الفقه للامام مالک رحمه الله، اور شاید یہی وجہ ہو کہ شامی نے امام مالک کے مذہب کی تشریح میں یہ لکھا ہے تو نہ خلافا لمالك فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین ومذهب الشافعی القدیم[1] ۱۲ ص ۳۳ ج ۳ باقی اگر قاضی کی تفریق پائی جاوے تو بہت اچھا ہے پھر کچھ تامل نہ ہوگا (صاحب ہدایہ کی عبارت) وقال مالك اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته[2] ۱۲، ہدایہ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ قاضی موجود ہو تو وہی تفریق کا حکم دیوے تاکہ کچھ شک نہ رہے۔

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۶ ج ۳ ۱۲ ظفیر
[2] ہدایہ کتاب المفقود ص ۵۹۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

جس کا شوہر غائب ہے وہ کیا کرے

سوال (۱۰۱۱) ایک لڑکی کا شوہر عرصہ آٹھ سال سے غائب ہے، باوجود تلاش کے کہیں پتہ نہیں چلتا، لڑکی اس وقت نوجوان ہے اگر اس کی شادی دوسرے شخص سے نہ کی جاوے تو قوی احتمال زنا کا ہے جیسا کہ [illegible] وہ سایہ نہار رکی رہتی ہے، اس صورت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں حنفیہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے کہ چار برس کے بعد زوجہ مفقود کو اس کے نکاح سے خارج کرکے عدت وفات پوری کرا کے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں کما فی الشامی عن القهستانی لوافتی فی موضع الضرورة لاباس به[1] الخ۔

مفقود الخبر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے

سوال (۱۰۱۲) - (۱) زوجہ مفقود اگر بمذہب امام مالک رحمہ اللہ چار سال کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کو تفریق قاضی کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر تفریق قاضی کی ضرورت ہے تو اس کی کیا دلیل ہے۔ اور اگر تفریق قاضی کی ضرورت نہیں ہے تو عبارت ذیل کا کیا مطلب ہے جس سے تفریق قاضی ضروری معلوم ہوتی ہے ولا یفرق بینه وبین امرأته[2] هدایه ولا یفرق بینه وبینها ولو بعد مضی اربع سنین[3] (در مختار) قال مالك اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه وبین امرأته وتعتد عدة الوفاة ثم تزوجت من شائت لان عمر رضی الله تعالیٰ عنه هکذا قضی[4] الخ ولا یفرق بینه وبین امرأته

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص۴۲۶ ج۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] هدایه کتاب المفقود ص۵۸۵ ج۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص۴۲۵ ج۳ ۱۲ ظفیر
[4] هدایه کتاب المفقود ص۵۸۵ و ص۵۸۶ ج۲۔ ظفیر۔

وحکم بموتہ بمضی تسعین سنۃ وعلیہ الفتویٰ عالمگیریہ۔ انہ انما یحکم بموتہ بقضاء لانہ امر محتمل فما لم ینضم الیہ القضاء لا یکون حجۃ در مختار ان ھذا ای ماروی عن ابی حنیفۃ من تفویض موتہ الی رأی القاضی نص علی انہ انما یحکم بموتہ بقضاء شامی۔

(۲) اگر تفریق ضروری ہے تو اس ملک میں کون تفریق کرسکتا ہے کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں، اور مسلمانوں کی تراضی واتفاق سے بھی کسی کو منصب قضاء نہیں ملا ہے، پھر تفریق کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- (۱و۲) حنفیہ کے قواعد اور تصریحات کے موافق تفریق قاضی کی ضرورت ہے جیساکہ ہدایہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ جب کہ مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا اس بارے میں لیا جاوے تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اول تاجیل اربع سنین کے وقت تاجیل قاضی یا والی یا عام مسلمین کی ضرورت ہے۔ پھر بعد گذرنے چار برس کے زوجہ مفقود خود عدت وفات پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے کما صرح بہ فی کتب الفقہ المالکیہ اور ظاہر عبارت شامی اسی کو مقتضی ہے کما قال فی شرح قولہ خلافا لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین۔ وفی شرح الخلاصۃ فقہ الامام مالک ولزوجۃ المفقود الرفع للقاضی والوالی ووالی الماء والا فلجماعۃ المسلمین فیوجل الحر اربع سنین ثم اعتدت کالوفاۃ ولا یحتاج فیہا لاذن من الحاکم۔

لہ عالمگیری کتاب المفقود ص۳۰۰/۲۔ ظفیر۔ لہ الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب المفقود ص۴۵۵/۳۔ ظفیر۔ لہ ردالمحتار کتاب المفقود ص۴۵۵/۳۔ ظفیر۔ لہ ایضاً ص۴۵۶/۳۔ ظفیر۔ لہ شرح الخلاصہ

زوجۂ مفقود چار سال انتظار قاضی کے حکم سے کرے گی، اور پھر قضاء کی ضرورت ہوگی یا نہیں

سوال (۱۰۱۴۳) صاحب ہدایہ نے امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب دربارۂ تفریق زوجۂ مفقود بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے قال مالک اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینہ وبین امرأتہ وتعتد عدۃ الوفاۃ ثم تزوجت من شاءت[1]۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سال گزرنے کے بعد تفریق ضروری ہے اور عبارت شامی فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین[2]۔ اس کو مقتضی ہے کہ نہ تربص اربع سنین کے لئے حکم قاضی کی ضرورت ہے اور نہ چار سال کے بعد تفریق قاضی کی حاجت ہے، پس ان دونوں میں سے کونسا قول فقہ مالکیہ کے موافق ہے، جس زوجۂ مفقود کو تاجیل اربع سنین کا حکم کسی قاضی سے حاصل نہ ہوا ہو تو بعد گذرنے چار سال کے اس کی تفریق ضروری ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- یہ جیسا آپ نے صاحب ہدایہ اور شامی سے نقل فرمایا ہے ان دونوں کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور شرح دردر فقہ مالکیہ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ تاجیل قاضی ووالی وعامۂ مسلمین کے بعد تفریق قاضی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، اور بندہ کے خیال میں اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے قاضی کے حسب تصریح فقہاء مالکیہ تاجیل وتفریق عامۂ مسلمین کافی ہے، اور تاویل قول صاحب ہدایہ کی یہ ہوسکتی ہے۔ یفرق القاضی ای ان کان والا یکفی تاجیل غیر القاضی ایضا ولا حاجۃ الی التفریق بعدہ[3]۔

---

[1] ہدایہ کتاب المفقود ص ۵۹۸ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] ردالمحتار کتاب المفقود ص ۴۵۷ ج ۳۔ ظفیر
[3] اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ بحث زوجۂ مفقود۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ظفیر۔

چار سال کے بعد قاضی نے زوجہ مفقود کی شادی کردی اس کے بعد جب پہلا شوہر آگیا تو بیوی اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۱۴) ایک عورت کا خاوند لاپتہ ہوگیا، چار سال گذرنے کے بعد قاضی نے موت کا حکم لگا کر چار ماہ دس دن کے بعد اس کا نکاح ثانی کردیا، چند روز بعد پہلا خاوند آگیا وہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب وہ عورت کس کی زوجہ رہے گی قاضی کو کس صورت سے اس کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

الجواب:- وہ نکاح ثانی تو صحیح ہوگیا، اور اولاد جو اس سے ہوگی وہ ولد الحلال ہے لیکن بعد آجانے شوہر اول کے وہ عورت شوہر اول کو ملے گی کما فی الشامی ان زوجته له، والاولاد للثانی[1] رد المحتار جلد ثالث کتاب المفقود۔

مفقود الخبر کے مال کی تقسیم کب ہوگی

سوال (۱۰۱۵) مفقود کا مال اس کے وارث کب تقسیم کرسکتے ہیں۔

الجواب:- جس وقت مفقود کی عمر اس قدر ہوجاوے کہ اس کے ہم عمر مرجاویں، اس وقت اس کے ورثہ موجودین مال تقسیم کریں[2]۔

مفقود الخبر کی بیوی موجودہ زمانہ میں کب دوسرا نکاح کرے گی

سوال (۱۰۱۶) اگر کسی عورت کا خاوند اپنے وطن سے مفقود الخبر ہوجاوے تو کتنے زمانہ کے بعد وہ عورت فی زمانہ علمائے دین کے نزدیک دوسرے شخص کے نکاح میں آسکتی ہے۔

الجواب:- مفقود الخبر کی زوجہ چار برس کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پورے کرکے موافق مذہب امام مالکؒ کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے،

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلک ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ماله بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳) ظفیر۔

اس پر حنفیہ کا فتویٰ[1] ہے۔

مفقود الخبر کی کس عمر کا اعتبار کیا جائیگا

سوال (۱۰۱۷) ظہیر الدین ولد واعظ علی بعمر بست سال ۱۹۱۸ء میں مفقود الخبر ہوئے، جس کو عرصہ بیالیس سال کا ہوا، اس وقت سے لے کر اس وقت تک ان کی کوئی خبر نہیں ملی کہ زندہ ہیں یا مر گئے، اور اس وقت ان کی عمر ۶۲ سال کی ہوتی ہے، شرعاً ان کی موت وحیات کے بارے میں کیا حکم ہے، موت کا حکم کس وقت دیا جاوے گا۔

الجواب:- متاخرین فقہاء نے ساٹھ سال کی عمر کا اعتبار کیا ہے[2] کہ اس کے بعد موت کا حکم دیا جاتا ہے، اور ابن الہمام نے ستر برس کی عمر کو اعتبار فرمایا ہے کذا فی الشامی۔ پس اب کہ ۶۲ برس کی عمر مفقود کی ہوگئی، اگر موت کا حکم دے کر اس کا ورثہ وارثوں موجودہ پر تقسیم کیا جائے تو درست ہے[3]۔

شوہر بیس سال سے مفقود الخبر ہے، بیوی نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۱۸) ایک لڑکی کی شادی کم سنی میں کی گئی اور شوہر شادی کے تین سال بعد کہیں چلا گیا اور اب تک مفقود الخبر ہے، بیس برس کا زمانہ گذر گیا نہ تو اس نے کوئی خط بھیجا، اور

---

[1] خلافاً للمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاء بعد مضی اربع سنین اھ وقد قال فی البزازیہ الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود مطلب فی الافتاء بمذهب مالک ص ۴۵۶ ج ۳) ظفیر۔

[2] واختار المتاخرون ستین سنة واختار ابن الهمام سبعین لقوله علیه الصلوٰة والسلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین (رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۷ ج ۳) ظفیر۔

[3] وبعده یحکم بموته فی حق ماله یوم علم ذلک ای موت اقرانه فتعتد منه عرسه للموت ویقسم ماله بین من یرثه الآن (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۹ ج ۳) ظفیر۔

باوجود تلاش کے نہ ہی اس کا کچھ پتہ چلا، اگر لڑکی کہیں نکاح کرنا چاہے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس حالت میں اس کا دوسرا نکاح درست ہے۔ جیسا کہ شامی میں نقل کیا گیا[1]۔

جو دس سال تک مفقود الخبر رہے اس کی بیوی کا نکاح جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۰۱۹) ایک شخص شادی کر کے کہیں چلا گیا، اور دس سال تک مفقود الخبر رہا۔ دس سال بعد لڑکی کے وارثوں نے لڑکی کی شادی اور شخص سے کردی، چند روز بعد لڑکی کا پہلا شوہر آکر دعویدار ہوا، عدالتی چارہ جوئی کی مگر مقدمہ خارج ہوگیا اور وہ پھر بغیر طلاق دیئے کہیں چلا گیا، اس لڑکی کے بارے میں کیا حکم ہے، مندرجہ بالا شادی کو خلاف شرع سمجھ کر لڑکی کے وارثوں سے قومی جماعت نے قطع تعلق کردیا۔

الجواب:۔ مفقود الخبر کی زوجہ کا بعد دس سال کے جو نکاح کیا گیا تھا وہ صحیح ہوگیا، لیکن جس وقت شوہر سابق واپس آیا تھا وہ عورت شرعاً اسی کو واپس ملنی چاہئے تھی، اور جو نکاح ہوا تھا وہ فسخ ہوگیا۔ اب اگر وہ شخص پھر کہیں چلا گیا اور لاپتہ ہے تو چار برس کے بعد عدت وفات پوری کر کے پھر وہ عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ دس سال کے بعد جو اس عورت نے نکاح کیا تھا وہ خلاف شرع نہ تھا، پھر اس سے قطع تعلق کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، چاہئے کہ میل ملاپ کرلیں۔

جس کے شوہر کو حبس دوام کی سزا دی گئی اس کا حکم

سوال (۱۰۲۰) ایک شوہر جو دس پندرہ سال سے مفقود الخبر ہے، یا کوئی شخص جس کو سزا دریائے شور یا حبس دوام کی دی گئی

---

[1] خلافاً للمالک فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود ص ۴۵۶ ج ۳) تفصیل کے لئے دیکھئے "حیلہ ناجزہ" للتھانوی ۱۲ ظفیر۔

اس کی بیوی عقد ثانی کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مفقود الخبر کا دوسرا حکم ہے، اور جس کو سزا دریائے شور دی گئی وہ مفقود الخبر نہیں ہے اور اس کی زوجہ دوسرا عقد شوہر کی زندگی میں نہیں کرسکتی، اور مفقود الخبر وہ ہے جس کا نشان و پتہ اور موت و حیات کچھ معلوم نہ ہو[1]، اس کو ایک وقت مقرر پر شرعاً موت کا حکم دیدیا جاتا ہے۔

شوہر نو سال سے پلٹن میں ہے خبرگیری نہیں کرتا، بیوی کیا کرے

سوال (۱۰۲۱) ایک شخص عرصہ نو سال سے نکاح کرکے پلٹن میں ملازم ہوگیا ہے، اور اس عرصہ میں اپنی زوجہ کو نہ خرچ روانہ کیا، اور عورت کے رشتہ داروں نے جو خطوط روانہ کئے نہ ان کا جواب دیا۔ اس بارے میں مولوی ثناء اللہ نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ چار سال کے بعد عورت کا دوسرا نکاح جائز ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص جس کا ذکر سوال میں ہے مفقود الخبر نہیں ہے، اس حالت میں اس کی زوجہ کو اس سے علٰحدہ نہیں کرا سکتے، اور دوسرا نکاح اس عورت کا نہیں کرسکتے بدون طلاق دیئے شوہر اول کے دوسرا نکاح جائز نہ ہوگا، اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ مفقود الخبر کی زوجہ کا مسئلہ ہے، علمائے دیوبند وغیرہ نے زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں بیشک امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیا ہے کہ چار برس کے بعد اس کی زوجہ عدت وفات پوری کرکے دوسرا نکاح کرسکتی ہے مگر وہ یہ مسئلہ نہیں ہے جو سوال میں ہے[2]۔

مفقود الخبر کی بیوی بغیر قضائے قاضی دوسری شادی نہیں کرسکتی

سوال (۱۰۲۲) زید آٹھ سال کی مدت سے مفقود الخبر اور لاپتہ ہے، اس کی زوجہ نے

---

[1] وهو لغة المعدوم وشرعاً غائب لم يدر أحي هو فيتوقع قدومه أم ميت أ؟ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب المفقود ۳۲/۴۵۲) ظفير۔ [2] ايضاً ظفير۔

بغیر قاضی کی تفریق کے دوسرے شخص سے اپنا عقد نکاح کرلیا، جب علماء کو خبر ہوئی تو انھوں نے تنبیہ کرکے ان کی مفارقت کرادی، اب زوجہ مذکورہ سے ارتکاب زنا کا خوف ہے، اس صورت میں امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتوی کے بموجب کہ چارسال کی مدت ہے اور تفریق قاضی شرط ہے، مذکورہ عورت چاہتی ہے کہ کسی عالم کو حکم قرار دیدیا جائے اور تفریق کا حکم کرکے نکاح کی اجازت دیدے۔

اس معاملہ میں دو امر دریافت طلب ہیں۔ ایک یہ کہ اس حالت میں نہ ورت کے وقت عالم قاضی کا قائمقام ہوسکتا ہے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ عالم کی تفریق مثل قاضی کی تفریق کے ہے یا نہیں۔

الجواب: - مفقود الخبر کے بارے میں ماخوذ ومعمول بہ امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ چارسال کے بعد مفقود الخبر کی زوجہ عدت وفات گذار کر نکاح ثانی کرلے، چنانچہ شامی کی عبارت یہ ہے قولہ خلافا لمالك فان عندہ تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین[1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ چارسال گذرنے کے بعد زوجہ مفقود عدت وفات پوری کرلے، تفریق کی ضرورت نہ ہوگی؛ بس چارسال ہوجانے کے بعد تفریق کے ارادہ سے عدت گذارنا کافی ہے، لیکن امام مالک رحمہ اللہ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریق کرنی چاہئے، اور تفریق کرنے والا اگر قاضی نہ ہو تو مسلمانوں کی دیندار جماعت کا تفریق کرنا بھی کافی[2] ہے۔

مفقود الخبر سے متعلق احکام | **سوال** (۱۰۲۳) شوہر مفقود الخبر کی میعاد شرع شریف میں کس قدر ہے اور کب تک؟ مال متروکہ اس کا کس طرح تقسیم کیا جاوے۔

---

[1] رد المحتار کتاب المفقود، مطلب فی الافتاء بمذهب مالك ص ۳۵۵ ج ۳ - ظفیر

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے "الحیلة الناجزة" للتھانوی ۱۲ ظفیر

الجواب: مفقود الخبر کی زوجہ کے نکاح میں حنفیہ نے قول امام مالک رحمہ اللہ اختیار کیا ہے کہ بعد چار سال کے اس کی زوجہ عدت دس دن چار ماہ پورے کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے کذا فی الشامی[1] اور در بارہ تقسیم میراث مفقود مذہب اصلی مذہب حنفیہ پر عمل درآمد ہوگا اور مذہب اصلی حنفیہ کا اس بارے میں ہے کہ جس وقت اقران اس کے مر جاویں اس وقت حکم موت مفقود کا دیا جاوے گا[2] اور تقدیر اس کی نوے برس کے ساتھ کی گئی ہے اور اس میں دیگر اقوال بھی ہیں جو کتب فقہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

---

[1] خلافاً لمالک فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین الخ وقد قال فی البزازیہ الفتوی فی زماننا علی قول مالک (رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۶ ج۳) ظفیر

[2] وبعدہ یحکم بموتہ فی حق مالہ یوم علم ذلک ای موت اقرانہ فتعتد منہ عرسہ للموت ویقسم مالہ بین من یرثہ الآن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب المفقود ص۴۵۸ ج۳) ظفیر۔

بابِ پانزدہم

عدت سے متعلق احکام ومسائل

نابالغ کی بیوی جس کے ساتھ نہ خلوت ہوئی اور نہ وطی اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۲۴) زید نے بوقت لڑکپن کسی لڑکی سے نکاح کیا، اور بغیر وطی وخلوت کے طلاق دیدی، تو عدت کرنی ضروری ہے یا نہیں، اور یہ طلاق بعد بلوغ کے ہے۔

الجواب:- اگر وطی او خلوت نہیں ہوئی تو عدت لازم نہیں قال اللہ تعالیٰ وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فمالکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[1] الایۃ۔

جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم ہے اس کی عدت کے ایام کم ازکم ۵۴ دن ہوں گے

سوال (۱۰۲۵) جس عورت کی عادت حیض آٹھ یوم کی ہو، اس عورت سے مطلقہ ہونے کے چالیس روز بعد نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- چالیس روز میں اس کی عدت ختم نہ ہوگی بلکہ کم ازکم اس کی عدت[2] ۵۴ یوم ہوتے ہیں، اور عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا

---

[1] سورۃ البقرۃ ۔　　۔ ظفیر۔

عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[۱] الآیہ۔

نابالغ شوہر کی خلوت سے بھی عدت لازم ہے

سوال (۱۰۲۶) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا تھا، اب لڑکی کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی، اب لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور عدت اس صورت میں واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر اس کے شوہر نے بالغ ہو کر اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے، تو طلاق واقع ہو گئی[۲]، اور اگر شوہر کے ساتھ خلوت ہو چکی تھی اگرچہ حالت عدم بلوغ میں ہوئی ہو تو عدت لازم ہے۔ بعد عدت کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے وتجب العدۃ بخلوتہ ای الصبی وان کانت فاسدۃ[۳] اھ شامی۔

شوہر بغیر خلوت فوت ہو جائے تو بیوی پر عدت وفات لازم ہے

سوال (۱۰۲۷) کسی آدمی نے بالغہ عورت سے نکاح کیا، اور شوہر بغیر خلوت کے فوت ہو گیا، اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں عورت مذکورہ پر عدت لازم ہے، اور عدت اس کی چار ماہ دس یوم ہے کما قال اللہ تعالیٰ۔ والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا[۴] الآیہ وفی الدر المختار والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشرۃ اھ مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ[۵] اھ۔

---

[۱] سورۃ البقرۃ۔ واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلو یعقد اصلا (رد المحتار باب المھر ص ۳۴۶ ج ۲) ظفیر۔ [۲] نابالغ شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی ولا یقع طلاق الصبی والمجنون (ہدایہ کتاب الطلاق ص ۳۴۴ ج ۲) ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب المھر ص ۳۴۲ ج ۲ ظفیر۔ [۴] سورۃ البقرۃ۔ ظفیر۔ [۵] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر۔

اکثر مدت حمل دو سال ہے اس کے بعد شرعاً اعتبار نہیں، عدت تین حیض ہے۔

سوال (۱۰۲۸) ایک بیوہ کا حمل خشک ہو گیا، اگر یہ حمل پانچ چھ سال تک پیٹ میں رہے تو اس کی عدت کب تک ہوگی، کتنی مدت کے بعد یہ عورت نکاح کرسکتی ہے

الجواب:- شرعاً دو برس سے زیادہ حمل نہیں رہتا[1]، لہٰذا عورت مذکورہ شرعاً حاملہ شمار نہ ہوگی بلکہ وہ ممتدۃ الطہر ہے، پس اگر وہ مطلقہ ہے تو عدت اس کی تین حیض سے پوری ہوگئی، جس مدت میں بھی تین حیض پورے ہوں، اور اگر وہ متوفی عنہا زوجہا ہے تو عدت اس کی دس دن چار ماہ میں پوری ہوگی[2]۔

مطلقہ سے بعد عدت نکاح ہوسکتا ہے

سوال (۱۰۲۹) زید نے زوجہ کو طلاق دی، اب بکر چاہتا ہے کہ اس زوجہ کو اپنے نکاح میں لاوے، سو اس کو فی الحال نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں، آیا کتنے روز عدت گذارنی ہوگی۔

الجواب:- عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اور جس کو حیض نہ آتا ہو تین ماہ ہیں، پس طلاق کے وقت سے تین حیض گذرنے پر بکر اس سے نکاح کرسکتا ہے اس سے پہلے نہیں کرسکتا[3] قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[4] الآیۃ۔

---

[1] واکثر مدۃ الحمل سنتان لقول عائشۃ الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین ولو بظل مغزل (ہدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا طلق الرجل امرأتہ طلاقاً بائناً او رجعیاً او وقعت الفرقۃ بینہما بغیر طلاق وہی حرۃ ممن تحیض فعدتہا ثلثۃ اقراء الخ وان کانت حاملاً فعدتہا ان تضع حملہا الخ وعدۃ الحرۃ فی الوفاۃ اربعۃ اشہر وعشر الخ (ہدایہ باب العدۃ ص ۴۰۴ و ص ۴۰۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] وہی فی حق حرۃ تحیض لطلاق الخ او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [4] سورۃ البقرۃ۔ ظفیر

عدت خلع وہی ہے جو طلاق کی عدت ہے

سوال (۱۰۳۰) عدت خلع کی کیا ہے۔ کسی عورت نے خلع کے ایک مہینہ بعد نکاح کرلیا، جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خلع کی عدت وہی ہے جو طلاق کی یعنی تین حیض کامل اور بصورت نہ آنے حیض کے تین ماہ۔ پس خلع کے ایک مہینہ بعد جو نکاح ہوا وہ باطل ہوا، کما فی الدر المختار۔ وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ[۱] ثلٰثۃ حیض کوامل[۱] باب العدۃ وفی باب الخلع منہ وحکمہ ان الواقع بہ[۱] الطلاق بائن[۲]۔

عدت طلاقنامہ لکھنے کے وقت سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۳۱) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو تحریری طلاقنامہ لکھا۔ ہندہ کو طلاق کی اطلاع اسی وقت ہوگئی تھی، لیکن تحریر طلاق ۱۶ر جمادی الثانیہ کو ملی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدت اس کی عدت کی کب سے شمار ہوگی اور مدت عدت کیا ہے۔

الجواب:۔ جس وقت زید نے طلاق نامہ تحریر کیا اسی وقت ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی۔ اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ ہیں، پس اگر وقت تحریر طلاق سے تین حیض ہندہ کے گذر چکے ہیں تو عدت ہندہ کی پوری ہوگئی، اور اگر تین حیض ابھی پورے نہ ہوئے ہوں تو ان کو پورا کرلیا جاوے، اس کے بعد نکاح ثانی کرنا ہندہ کو درست[۳] ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[۳] وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل[۱] وفی حق من لم تحض الخ ثلثۃ اشہر (ایضاً باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) ظفیر۔

عدت وفات چار ماہ دس دن ہیں

سوال (۱۰۳۲) ایک عورت کا خاوند کچھ دنوں سے پردیس تھا اور وہاں اس کا انتقال ہوگیا، اس کی عورت عقد کرنا چاہتی ہے تو اس کی عدت کیا ہوگی۔

الجواب:- عدت اس کی دس دن چار ماہ ہیں، شوہر کے مرنے کے وقت سے، جب دس دن چار ماہ پورے ہوجاویں اس وقت وہ عورت بیوہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے[1]۔

طلاق رجعی کی عدت

سوال (۱۰۳۳) عدۃ طلاق رجعی چیست، آیا دریں طلاق رجوع بجانب آں زوج مزیل طلاق گردد یا نہ؟ وازالہ طلاق رجعی بکدام امور ممکن است؟۔

الجواب:- عدت طلاق رجعی سہ حیض است قال فی الدر المختار وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بعد الدخول حقیقۃ او حکما ثلث حیض کوامل[2] اھ در طلاق رجعی رجوع در عدت درست است و رجعت از قول و فعل مثل وطی و مس بالشہوۃ و تقبیل و نظر الی داخل الفرج وغیرہ درست می شود و مستحب رجعۃ بالقول است کما قال الشامی فی باب الرجعۃ والمستحب ان یراجعھا بالقول[3] اھ وقال فی الدر المختار وتصح مع اکراہ وھزل ولعب وخطأ بنحو راجعتک[4] اھ۔

---

[1] والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشرا اھ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۹ ج ۲۔ ظفیر
[4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۸ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

پانچ سال تک حمل رہنا معتبر نہیں ہے

سوال (۱۰۳۴) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں اور اس عورت کو پانچ سال سے حمل ہے اور وہ شخص اس مطلقہ کی برادرزادی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے یا بالاشہر ہے؟ اور اس کی بھتیجی سے کس وقت نکاح جائز ہے؟ -

الجواب:- چار یا پانچ سال تک حمل کا قائم رہنا عند الحنفیہ معتبر نہیں ہے کیونکہ عند الحنفیہ اکثر مدت حمل کی دو برس ہے[1]۔ پس اس کو حاملہ نہیں کہہ سکتے لیکن عدت اس کی بالاشہر نہیں ہے بلکہ تین حیض ہیں، البتہ اگر وہ عورت سن ایاس یعنی پچاس سال یا پچپن سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس وقت اس کی عدت بالاشہر ہوگی پس جبکہ وہ عورت سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تین حیض پورے ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوگی[2]، اور جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے اس وقت تک اس کی برادرزادی سے نکاح درست نہیں ہے[3]۔

بیوہ عدت میں کہیں جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳۵) متوفی عنہا زوجہا یعنی بیوہ کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن دن یا رات کے کچھ حصہ کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا رات کے کچھ حصہ میں باہر جانے کی اجازت دی ہے اس کی وجہ نفقہ کی ضرورت ہے، اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست

---

[1] اکثر مدة الحمل سنتان واقلها ستة اشهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] تحیض لطلاق ولو رجعیا ثلث حیض کوامل (ایضا باب العدة ص ۸۲۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] وحرم الجمع بین المحارم نکاحا ای عقدا صحیحا وعدة ولو من طلاق بائن (ایضا باب المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲) ظفیر

نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں ہے حتی لوکان عندھا کفایتھا صارت کالمطلقۃ فلا یحل لھا الخ، ج ۲ (فتح) اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے۔ پس متوفی عنہا زوجہا کو عدت میں بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی (یعنی مطلقاً دن یا رات میں) جانا درست نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے اگر خلوت ہوچکی ہے

سوال (۱۰۳۶) زید نابالغ کی شادی اس کے والدین نے کردی، جب زید کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو اس کی زوجہ سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل نامرد ہے، عورت پر قادر نہیں ہوسکتا، اور ڈاکٹر نے زید سے یہ کہہ دیا کہ تم اچھے نہیں ہوسکتے، زید نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی تو زید کی زوجہ پر طلاق کی عدت ہے یا نہیں۔

الجواب:- ظاہر یہ ہے کہ زید کی خلوۃ تو اپنی زوجہ سے ضرور ہوئی ہوگی۔ اگرچہ صحبت نہیں ہوئی، پس اگر خلوت ہوچکی ہے تو اس کی عورت پر بعد طلاق کے عدت واجب ہے، تین حیض عدت کے ہیں، بعد عدت کے دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی ہے[2]۔

کافرہ سے عدت کے بعد نکاح ہوسکتا ہے

سوال (۱۰۳۷) زید مسلم کا ہندہ کافرہ سے عرصہ سے ناجائز تعلق تھا، اب ہندہ مسلمان ہوگئی ہے اور فوراً ہی زید مسلم مذکور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا اس کو عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب:- مسلمان ہونے کے بعد تین حیض کے بعد نکاح کرسکتی ہے اس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] والخلوۃ بلا مرض احدھما الخ کالوطء ولو مجبوبا او عنینا او خصیا او تجب العدۃ فیھا ای تجب العدۃ علی المطلقۃ بعد الخلوۃ احتیاطا (البحر الرائق باب المھر ص ۱۵۵ ج ۳) ظفیر۔

سے پہلے نہیں کر سکتی، اگر وہ عورت حالت کفر میں کسی کے نکاح میں ہو۔ ولو اسلما احدہما ثمہ الا لم تبن حتی تحیض ثلثاً [1] الخ۔

عدت کی تکمیل سے پہلے انتقال مکانی جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳۸) ایک شخص کی وفات بھوپال میں ہوئی. تو ان کی زوجہ کو قبل پورا کرنے عدت کے یہاں لا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر وہاں عدت پوری کرنے تک رہنے میں کسی قسم کا خوف اور بے اطمینانی نہیں ہے اور سب ضروریات وہاں پوری ہو سکتی ہیں تو اسی جگہ عدت پوری کرنی چاہیے یہاں آنا درست نہیں ہے، اور اگر وہاں باطمینان نہیں رہ سکتی، اور ضروریات پوری نہیں ہو سکیں تو اپنے وطن کو آ سکتی ہے، درمختار میں ہے او کانت فی مصر او قریۃ تصلح للاقامۃ تعتد ثمہ (درمختار) قولہ تصلح للاقامۃ بان تامن فیھا علی نفسھا ومالھا وتجد ما تحتاجہ [2] الخ شامی (ترجمہ وحاصل مطلب یا ہو عورت بوقت موت شوہر کے مثلاً کسی شہر یا قریہ میں جو اقامت کی صلاحیت رکھتا ہے اس طرح کہ عورت وہاں مامون ہے، جان ومال کا کچھ اندیشہ نہیں ہے اور ضروریات مل سکتی ہیں تو وہ اسی شہر یا قریہ میں جس میں شوہر کی وفات ہوئی ہے عدت پوری کرے۔

عدت وفات کے بعد بیوہ کی شادی درست ہے

سوال (۱۰۳۹) ایک عورت کا شوہر مر گیا، اس عورت نے چار ماہ دس دن بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب:- یہ نکاح جو موت شوہر اول سے چار ماہ دس دن بعد میں ہوا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۲۳ ج۲، ص۵۲۵ ج۲۔ ظفیر

[2] رد المحتار فصل فی الحداد ص۸۵۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

صحیح ہوا۔ کیونکہ عدت متوفی عنہا زوجہا کی دس دن چار ماہ ہے، اس کے بعد نکاح ثانی درست ہے قال اللہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہر وعشرا[1] - ظ

مطلقہ بعد عدت کے نکاح کر سکتی ہے

سوال (۱۰۴۰) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدی تو وہ عورت بلا عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہ موطوءہ نہیں ہے -

الجواب:- جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاق دیدی ہیں، وہ بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے، اور اگر خلوت وصحبت کچھ نہ ہوئی تھی تو عدت لازم نہیں، طلاق کے بعد فوراً نکاح دوسرا کر سکتی ہے[2] -

جہاں شوہر انتقال کرے وہیں عدت گذارنا چاہئے

سوال (۱۰۴۱) زید نے انتقال کیا، زوجہ زید عدت میں ہے، اور زید کے سوائے کوئی دوسرا نگراں کار نہیں، کیا ایسی صورت میں بیوہ کو بزمانہ عدت دوسرے شہر یا قصبہ یا گاؤں میں جہاں اس کی ضروریات کی پوری نگہداشت ہو سکتی ہے منتقل کر سکتے ہیں -

الجواب:- درمختار میں ہے وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتہدم المنزل[3] اس کا حاصل یہ ہے کہ عورت کو عدت اسی مکان میں پوری کرنی چاہئے جس میں عدت واجب ہوئی ہے، یعنی جس مکان میں وہ بوقت موت شوہر مثلاً موجود تھی اور رہتی تھی، مگر یہ کہ وہ مکان کسی دوسرے کا ہو، اور وہ اس کو وہاں نہ رہنے دے یا وہ مکان منہدم

---

[1] سورۃ البقرۃ - ۳۰ - ظفیر [2] ای بعض من النساء لا عدۃ علیہن المطلقۃ قبل الدخول الخ (عالمگیری کتاب الطلاق الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۲۴۲ ج ۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲ - ۱۲ ظفیر

ہو جاوے یا خوف انہدام ہو۔ الغرض بحالت موجودہ اس عورت کو اسی مکان میں عدت گذارنا چاہئے اور اس کی ضروریات کا سامان وہیں کر دینا چاہئے۔

شادی شدہ کافر عورت مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مسلمان سے عدت کے بعد شادی کرے گی

سوال (۱۰۴۲) ایک ہندو عورت مسلمان شدہ کا شوہر اگر اسلام قبول نہ کرے تو وہ کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار ولو اسلم احدھما ثمہ ای فی دار الحرب لم تبن حتی تحیض ثلاثا[1] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے گذرنے تین حیض کے وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کے لئے تین ماہ قائم مقام تین حیض کے ہیں۔

عدت وفات ہر حال میں ضروری ہے خواہ شوہر بیوی دونوں نابالغ ہوں یا ایک

سوال (۱۰۴۳) شوہر نابالغ ہے اور زوجہ بھی نابالغہ ہے۔ یا شوہر بالغ ہے اور زوجہ نابالغہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر مر جائے تو عدت لازم آوے گی یا نہیں۔

الجواب:- موت کی عدت بہرحال دس دن چار ماہ ہیں خواہ شوہر اور زن میں سے کوئی بالغ ہو یا نہ ہو[2]۔

ایام عدت طلاق دینے کے وقت سے شمار ہوتے ہیں

سوال (۱۰۴۴) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیسیوں دفعہ یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اور چھوڑ چکا ہوں یہ کہہ کر ہمیشہ پردیس چلا جاتا تھا، اب وہ پردیس سے آیا تو اس کو سب آدمیوں نے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۳ ج ۲ ظفیر۔ [2] والعدۃ للموت اربعۃ اشہر وعشر مطلقا وطئت اولا، ولو صغیرۃ او کتابیۃ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی عدۃ الموت ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔

کہہ کر طلاقنامہ لکھوالیا ہے تو میرا نکاح اس عورت کے ساتھ اس وقت ہوسکتا ہے یا نہیں، تحریر طلاقنامہ سے عدت شمار ہوگی یا کب سے۔

الجواب: جس وقت شوہر نے یہ کہا تھا کہ میں اس عورت کو طلاق دے چکا ہوں، اسی وقت طلاق واقع ہوگئی اور اسی وقت سے عدت شروع ہوگئی۔ اگر وقت طلاق دینے سے تین حیض آچکے ہیں تو اب نکاح اس سے آپ کا ہوسکتا ہے فی الحال نکاح کرلیا جاوے، تحریر طلاقنامہ کے بعد پھر عدت کی ضرورت اس صورت میں نہ ہوگی[1]۔

خلوت سے پہلے طلاق ہوئی ہے تو اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۴۵) زید بالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ ہوا موافق قاعدہ ولایت کے، پھر جب عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی، اور ابھی تک لڑکی اپنے ماں باپ یا ولی کے یہاں ہے، شوہر کے مکان پر کبھی نہیں گئی، بوقت طلاق وہ لڑکی نابالغہ تھی، طلاق سے ایک ماہ بعد وہ لڑکی بالغہ ہوئی، ایسی صورت میں لڑکی پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر طلاق قبل دخول وقبل خلوۃ ہوئی ہے تو عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا[2] الآیۃ۔

ٹیلیگرام سے اگر موت کی خبر آئے تو قابل اعتبار ہے اور عدت موت کے دن سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۴۶) ٹیلی گراف یا تار یا خط سے ایک شخص کے مرنے کی خبر آنے پر اس کا اعتبار کیا جاسکتا ہے اور اس کی عورت اس تاریخ سے عدت میں بیٹھے یا کیا کرے۔ اس روز سے ایام عدت گذر جاتے پر وہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

[1] ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۵۲۶) ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب۔ ۶۔ ظفیر۔

الجواب :- طلاق وموت وغیرہ میں اعتبار اس خبر کا کر سکتے ہیں، اور اس وقت سے عورت کی عدت شروع ہو جاوے گی[1]، اگر پھر یہ خبر تحقیق ہوگئی اور سچی نکلی تو عدت معتبر ہوئی ورنہ عدت غیر معتبر رہے گی اور نکاح ثابت رہے گا، اور جب کہ کوئی خبر خلاف اس خبر سابق کے نہ آوے اور عدت گذر جاوے تو نکاح ثانی عورت کو کرنا درست اور صحیح ہے۔

عدت وفات میں لڑکی باپ کے گھر آسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴۷) - (۱) ایک شخص کا انتقال جو خیرتہ کا رہنے والا ہے لکھنؤ میں ہوا، متوفی کا بھائی اس کی بیوہ کو اور والدہ کو بمقام سدولی جو لکھنؤ کے قریب ہے وہاں پر وہ تحصیلدار ہیں لے گئے۔ اب بیوہ مذکورہ اپنے والدین کے یہاں دوران عدت میں آسکتی ہے یا نہیں۔

(۲) اگر مرحوم کے بھائی کا اس مقام سے تبادلہ ہو جائے تو اس حالت میں اپنے باپ کے گھر آکر عدت پوری کر سکتی ہے یا نہیں۔

(۳) زوجۂ مرحوم کو زمانۂ عدت کہاں پر پورا کرنا چاہئے۔

(۴) اگر عورت باپ کے گھر ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو عدت کہاں پوری کرنی چاہئے۔

الجواب (۱) :- اب وہ بیوہ اپنے باپ کے گھر زمانہ عدت میں نہیں آسکتی عدت وہاں پوری کر کے آوے کما فی الشامی وحکم ما انتقلت الیہ حکم المسکن الاصلی فلا تخرج منہ[2] الخ ص ۶۲۱ ج ۲۔

(۲) - اس حالت میں اگر وہاں عدت پورا کرنے کا انتظام ہو سکے تب تو وہاں

---

[1] ھی (ای العدۃ) انتظار مدۃ معلومۃ یلزم بعد زوال النکاح (عالمگیری مصری الباب الثالث عشر فی العدۃ ص ۵۲۶ ج ۱) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۵۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

عدت پوری کرائی جائے، مثلاً اس کے پاس کسی کو چھوڑا جاوے، اور اگر مجبوری ہو تو پھر جو جگہ قریب تر ہو وہاں لے جاوے[1]۔

(۳) اصل یہ ہے کہ جس جگہ عورت وقت موت شوہر موجود ہو وہاں عدت پوری کرے، مجبوری کو دوسری جگہ جا سکتی ہے، پھر وہاں سے کہیں نہ جاوے، غرض یہ ہے کہ عدت میں حتی الوسع سفر سے بچے[2]۔

(۴) اس حالت میں باپ کے گھر ہی عدت پوری کرے، درمختار میں ہے۔ وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتھدم المنزل اھ وفی الشامی قولہ فی بیت وجبت فیہ ھو مایضاف الیھما بالسکنیٰ قبل الفرقۃ ولو غیر بیت الزوج اھ شامی ص۸۶۲ ج۲

عدت طلاق کے وقت سے شمار ہوگی

سوال (۱۰۴۸) زید نے بذریعہ خطوط اپنی بیوی کو تین طلاق دیں، تین سال بعد زید کا خسر زید کے پاس گیا اور کہا کہ میری لڑکی کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے، زید نے دو گواہوں کے روبرو بیان کیا کہ میں پہلے خطوط میں بھی اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں اور اب بھی طلاق مکرر سہ کرر دیتا ہوں۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق اگر واقع ہوگئی ہے تو عدت خطوط کے وقت سے شروع ہوگی یا گواہوں کی گواہی کے وقت سے۔

---

[1] و [2] وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا تخرجان منہ الا ان تخرج او یتھدم المنزل او تخاف انھدامہ او تلف مالھا او لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیہ اھ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص۸۵۵ ج۲) ظفیر۔

[3] رد المحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص۸۵۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- زید کے خط اور گواہوں کے بیانات سے زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہونا ثابت ہوتا ہے، پس زید کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہوگئی اور عدت وقت تحریر خط سے شروع ہوگئی کما فی الدر المختار ومبدأ العدة بعد الطلاق و بعد الموت علی الفور وتنقضی العدة وان جهلت المرأة بها ای بالطلاق والموت لانها اجل فلا یشترط العلم بمضیه سواء اعترف بالطلاق او انکره ای بعد ان اقیمت علیه البینة[1] ردالمحتار کما کتب هذا یقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة[2] ۔

ایک عورت سے دو مرد شادی کا دعویٰ کریں اور تاریخ نہ بتائیں تو دونوں فسخ سمجھے جائیں گے

سوال (۱۰۴۹) زید وعمر دونوں اس بات کے مدعی ہیں کہ ہندہ ہماری منکوحہ ہے، اور ہندہ ہر دو کے ساتھ حسب زعم خود بطور نکاح صحیح آباد بھی رہی ہے بعد ازاں ہر دو نے محکمہ شریعت میں دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثبوت بھی پیش کیا، قاضی نے ہر دو نکاح ناجائز قرار دے کر عورت کو علیحدہ کر دیا، اب یہ عورت نکاح ثانی کے واسطے خواہ ان میں سے کسی کے ہمراہ کرے حسب قواعد شرعیہ تو عدت گذار کرے گی یا نہیں۔

الجواب:- قال فی الدر المختار فان برهنا فی دعوی نکاح سقطا لتعذر الجمع الی ان قال هذا اذا لم یؤرخا[3]۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں جبکہ کسی نے ان دونوں مدعیوں میں سے تاریخ بیان نہیں کی تو دونوں کا دعویٰ ساقط ہے اور ان میں سے کسی کا بھی نکاح ثابت نہ ہوا، لہذا نکاح ثانی کے لئے عورت کو

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی الطلاق بالکتابة ص ۵۹۰ ج ۲ ۔ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب دعوی الرجلین ص ۴ ج ۴ ۔ ظفیر

عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مرتدہ اسلام لانے کے بعد عدت گذار کر نکاح کرے گی

سوال (۱۰۵۰) اگر کوئی عورت مرتدہ ہو جائے تو اس کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا نہیں، اگر مرتدہ ہو جانے کے بعد نکاح باطل ہو جاتا ہے تو پھر مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے بلا انقضاء عدت نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء[1] الخ وفیہ ایضاً فی باب العدۃ وھی فی حق حرۃ تحیض لطلاق الخ او فسخ بجمیع اسبابہ بعد الدخول حقیقۃ او حکماً الخ ثلثۃ حیض کوامل[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ فوراً دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی بلکہ عدت اس پر لازم ہے اگر وہ مدخولہ ہے۔ پس بلا انقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، اور اگر یہ معلوم ہو کہ عورت نے یہ حیلہ شوہر اول سے علیحدگی کا کیا ہے اور شوہر اول اس کو رکھنا چاہتا ہے تو فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ اس عورت کو مجبور علی الاسلام کر کے شوہر اول سے اس کا نکاح بجبر کرا دیا جائے وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها الخ قال فی الشامی فی شرح قولہ وعلی تجدید النکاح ولا یخفی ان محلہ اذا طلب الزوج ذلک[3] الخ۔

زمانہ عدت میں زنا سے حمل ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۱) ہندہ اپنے شوہر خالد کے انتقال سے دوسرے روز عباس کے مکان میں آئی اور دونوں میں ناجائز تعلق ہے، جب عدت کا زمانہ بھی زنا کاری میں گذرا تو لوگوں کے کہنے پر

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً باب العدۃ ص ۸۲۵ و ص ۸۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

عباس ہندہ کے ساتھ نکاح پڑھانے پر مستعد ہوا، ان صورتوں میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہندہ حاملہ ہو گئی ہو تو کتنے عرصہ کے بعد نکاح ہو سکے گا۔

الجواب: - اس صورت میں عباس کا نکاح ہندہ سے بعد پوری ہونے عدت وفات یعنی دس دن چار ماہ کے وقت موت شوہر سے صحیح اور درست ہے[1] شامی میں ہے واعلم ان المتعدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکره محمد ان هذا فی عدة الطلاق امافی عدة الوفاة فلا تتغیر بالحمل وهو الصحیح کذا فی البدائع الخ[2]۔

خلوت صحیحہ سے پہلے شوہر مر جائے تو اس پر عدت وفات ضروری ہے

سوال (۱۰۵۲) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا، مگر قبل خلوت صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس روز چار مہینہ واجب ہے یا نہیں، اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا تو نکاح جائز صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب: - عدت وفات کی دس دن چار ماہ اس پر لازم ہے، اور عدت کے گذرنے سے پہلے جو نکاح اس لڑکی بیوہ کا کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۳) ہندہ کو حمل ہو کر اس کے پیٹ میں بچہ خشک ہو گیا، حمل کے بعد پورا ایک سال جب گذرا تو اس کا شوہر بکر فوت ہو گیا، اب اس کے شوہر کی فوتیدگی کو ایک سال تین ماہ کا عرصہ اور حمل ہوئے دو سال تین ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے، اب تک وضع حمل کی صورت نہیں ہوئی، ہندہ دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے، شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص۸۳۱ ج۲ - ظفیر۔

[2] والعدة للموت اربعة اشهر وعشر اوطئت اولا ولو صغیرة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة مطلب فی عدة الموت ص۸۳۲ ج۲) ظفیر۔

الجواب:- شرعی حکم اس بارے میں یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا اگر بوقت وفات شوہر حاملہ ہو، اگر بعد موت شوہر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب اسی شوہر متوفی سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے و یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما ای من سنتین من وقت ای الموت۔[1] اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما فی الدر المختار وفی حق الحامل مطلقاً الخ وضع جمیع حملہا[2] پس قبل وضع حمل ہندہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ہے۔

سوال (۱۰۵۴) تین ماہ نو یوم کے بعد جو نکاح ہوا ہو، وہ جائز ہے یا نہیں۔	اگر تین ماہ نو دن میں تین حیض آچکے ہیں تو عدت ختم ہوگئی اور نکاح جائز ہے

الجواب:- مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں یعنی جس کو حیض آتا ہو، اس کے لئے عدت یہ ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض پورے ہو جاویں، اس کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہیں، پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اس عرصہ مذکورہ میں اس کو تین حیض ہو چکے ہیں یا نہیں، اگر تین حیض ہو چکے تھے اس کے بعد نکاح ہوا ہے تو نکاح صحیح ہے، اور اگر تین حیض پورے نہ ہونے تھے تو نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا ہے۔

سوال (۱۰۵۵) ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین سال علیحدہ رہ کر طلاق دی، عدت پوری ہونے	گو اس کا شوہر بہت دن سے علیحدہ ہو لیکن خلوت صحیحہ کے بعد عدت لازم ہے

سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ مذہب حنفی کے موافق صورت مرقومہ میں نکاح درست ہے یا نہیں، بر تقدیر ثانی تجدید نکاح و توبہ واجب ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار مع رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۶ ج ۲۔ ظفیر

[2] ایضاً باب العدۃ ص ۸۲۸ ج ۲۔ ظفیر

الجواب: - عورت اگر مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عدت لازم ہے[1] اور عدت کے اندر جو نکاح ہوا وہ باطل ہے، عدت کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے اور جو گناہ ہوا، اس سے توبہ کرے۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۵۶) امرأة طلقها زوجها في مرض موته ثلاثاً وهي حامل والحمل في بطنها منذ خمسة أعوام فهل عدتها وضع الحمل ولا يعلم وضع ... متى يكون فهل يلزمها العدة بالأشهر أم بوضع الحمل۔

الجواب: - عدتها وضع الحمل لقوله تعالى وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن[1] وفي الدر المختار وفي حق الحامل مطلقاً وضع جميع حملها[2] وفي البحر عن الغنية المتوفى عنها زوجها إذا ولدت لأكثر من سنتين من الموت حكم بانقضاء عدتها قبل الولادة بستة أشهر وزيادة فتجعل كأنها تزوجت بآخر بعد انقضاء العدة وحملت منه الشامي[3]۔

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۵۷) ما قولكم في طلاق امرأة غير مدخول بها هل عليها العدة أم لا وإن تزوجت بزوجها الأول المطلق هل يجوز لها التزوج به إن طلق الزوج الأول طلاقاً واحداً أو ثلاثة متفرقات أم لا۔ بينوا توجروا۔

الجواب: - أقول وبه نستعين عورت غیر مدخولہ جس سے اس کے شوہر نے نہ وطی کی ہو نہ خلوت صحیحہ اس کو اگر طلاق دی جائے تو عدت اس پر لازم نہیں ہے لقوله تعالى فما لكم عليهن من عدة تعتدونها[4] الآية۔ اور غیر مدخولہ کو اگر تین طلاق

---

[1] سورۃ الطلاق - ۱ - ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۲ - ظفیر۔ [3] رد المحتار باب العدة ص ۸۲۲ - ظفیر
[4] سورۃ الاحزاب - ۶ - ظفیر۔

متفرقہ دیجاویں تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے، دوسری اور تیسری طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی، لہٰذا زوج اول کو بلا حلالہ کے نکاح کرنا اس سے صحیح ہے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ۔

نکاح باطل وفاسد میں فرق نہیں
اس میں جو وطی ہوئی وہ حلالہ نہیں

سوال (۱۰۵۸) ایک عورت نے زید سے نکاح کیا اور زید نے اس کو طلاق مغلظہ دی، اس عورت نے قبل انقضائے عدت عمر سے نکاح کرلیا، کچھ عرصہ بعد عمر نے بھی اس کو طلاق دیدی، اب اس عورت نے زوج اول زید سے نکاح کیا (ب) اس عورت کا زید سے نکاح کرنا حالت عدت میں یہ نکاح فاسد ہے یا باطل (ج) اس نکاح سے جو حالت عدت میں واقع ہوا، جو وطی ہوئی وہ حلالہ کے لئے کافی ہے یا نہیں، اور نکاح کرنا دوبارہ زوج اول کے لئے صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عدت گذرنے سے پہلے جو نکاح اس مطلقہ نے عمر سے کیا وہ فاسد اور باطل ہے، اور نکاح فاسد وباطل میں بقول محققین کچھ فرق نہیں ہے بخلاف بیع کے۔ شامی میں ہے فیہ ان لا فرق بین الفاسد والباطل فی النکاح بخلاف البیع[2] اھ اور نکاح فاسد کے ساتھ وطی ہونا حلالہ کے لئے کافی نہیں ہے، درمختار میں ہے حتی یطأھا غیرہ الخ بنکاح نافذ خرج الفاسد والموقوف[3] اھ پس حلالہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت بعد گذرنے عدت طلاق

---

[1] قال لزوجتہ غیر المدخول بھا انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولیٰ لا الی عدۃ ولذا لم تقع الثانیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بھا ص۶۲۲ و ص۶۲۳ ج۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۸۳۵ ج۲۔ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الرجعۃ ص۷۴۹ ج۲۔ ظفیر۔

کے دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ بعد وطی کے طلاق دیوے پھر اس کی عدت بھی گذر جاوے اس وقت شوہر اول سے نکاح درست ہوگا کما فی الدر المختار لا ینکح مطلقۃ بھا ای بالثلث حتی یطأھا غیرہ بنکاح نافذ وتمضی عدتھا ای الثانی[1] الخ۔

خلع والی عورت سے بلا انقضائے عدت نکاح درست نہیں

سوال (۱۰۵۹) ایک مرد نے عورت مطلقہ مختلعہ سے بعد وقوع طلاق کے چوتھے روز نکاح کیا ہے اور کہتا ہے کہ عدت ضروری نہیں، آیا نکاح صحیح ہے یا نہیں اور شخص مذکور کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- عدت کے اندر نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء[2] الآیہ والخلع طلاق کما فی الدر المختار وحکمہ ان الواقع بہ ولو بلا مال وبالطلاق علی مال طلاق بائن[3] الخ اور انکار کرنا شخص مذکور کا عدت کے ضروری ہونے سے صریح مقابلہ ہے نص قرآنی کا، پس قول اس کا باطل ہے اور شخص مذکور فاسق ہے اور واجب التعزیر ہے۔

جس کا شوہر وفات پا جائے اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے

سوال (۱۰۶۰) زینب صغیرہ کا شوہر فوت ہوگیا تو اس کی عدت چار مہینہ دس یوم ہوگی یا کم وبیش۔

الجواب:- پورے چار مہینہ دس دن اس کی عدت ہوگی، اس مدت

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الرجعۃ ص ۷۲۹ ج ۲ - ظفیر۔

[2] سورۃ البقرۃ - ۲۸ - ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الخلع ص ۷۶۴ ج ۲ - ظفیر۔

کے پوری ہونے سے پہلے نکاح اس بیوہ کو جائز نہیں ہے۔

عدت میں نکاح جائز نہیں اور اس کے ساتھ خلوت بھی جائز نہیں

سوال (۱۰۶۱) ایک عورت کا خاوند مرگیا بعد مرنے خاوند کے دو ماہ بعد ایک شخص نے اس عورت کو بے ... بلا نکاح اپنے گھر میں رکھ لیا ہے، اور وہ شخص اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاتا ہے، یہ جائز ہے یا نہ اور شخص کو ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔

الجواب:- عدت میں نکاح باطل ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ[1] اور بے نکاح کے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں رہنا حرام ہے خواہ کھانا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھاوے یا نہ کھاوے۔ الغرض کھانے میں دراصل کچھ حرج نہیں ہے، حرج اس بات سے ہے کہ تنہا اس کے ساتھ رہے، اور ایسی باتیں کرے جس میں تہمت ہو[2]۔

آبرو کا خوف ہو تو عدت دوسری جگہ گذار سکتی ہے

سوال (۱۰۶۲) زید ایک گاؤں میں رہتا تھا جس کے اکثر باشندے رافضی ہیں اور وہ اس سے مذہبی اور قسم قسم کے تکرار رکھتے تھے۔ دفعۃً ایک روز کے بعد سے کوئی چیز اس کو کھلا دی۔ تین چار یوم میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اگر زید کی زوجہ اس گاؤں میں عدت کرے تو اس کی آبرو کا اندیشہ ہے اور مال کے تلف ہوجانے کا خوف ہے۔ تو کیا یہ میں آکر عدت کرسکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] العدۃ للموت اربعۃ اشہر بعشرۃ ایام ... وعشر من الایام ... النکاح ... الی انموت عنہا ... وطئت ولا ... صغیرۃ ... مسند ... (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ... سورۃ البقرۃ ... ظفیر

[2] وهو الظاهر لحرمة ... لعدة ... ظفير۔

میں ہی اس کو طلاق ملی ہے اور تین ماہ پورے ہوگئے، حیض ایک دفعہ بھی نہیں آیا، کیا وہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے یا تین حیض پورے کرے۔ اب اس کی عمر بیس پچیس برس کے درمیان ہوگی۔

الجواب:- جب تک سن ایاس کو اس کی عمر نہ پہنچے اس وقت تک عدت تین حیض سے شمار کی جاوے گی مہینوں سے عدت معتبر نہ ہوگی، البتہ یہ ممکن ہے کہ بذریعہ دوا وغیرہ استخراج دم کرالیا جاوے۔ درمختار۔[1]

شوہر کی موت کی خبر کے بعد جو نکاح بعد عدت کیا تھا صحیح تھا اگر جب شوہر آگیا تو اب وہ عورت اسی کو ملے گی

سوال (۱۰۶۶) عظیم گھر سے چلا گیا، چھ ماہ بعد اس کے وارثان کو اس کے ایک بھائی کی طرف سے جو اس کے ہمراہ تھا موت کی اطلاع بذریعہ خط پہنچی، بعد ڈیڑھ سال کے اس کی عورت نے نکاح ثانی کرلیا، کچھ عرصہ بعد عظیم واپس آگیا، اس نے دعویٰ کیا کہ میری زوجہ ہے، کیا شرعاً زوجہ مذکورہ عظیم ہی کے عقد میں رہی یا گیا، پھر راضی نامہ ہوکر اس سے طلاق لی گئی، اب اس طلاق کی عدت عورت پر لازم ہے یا نہیں۔ اور نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں، اور شوہر ثانی سے جو لڑکا ہوا وہ کس کا ہوگا۔

الجواب:- شامی کتاب المفقود میں ہے لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت اقرانہ قال الطحطاوی الظاہر انہ کالمیت اذا احی والمرتد اذا اسلم فالباقی فی یدورثتہ لہ ولا یطالب بما ذھب قال ثم بعد رقمہ رأیت المرحوم ابا السعود نقلہ عن الشیخ شاہین ونقل ان زوجتہ لہ والاولاد للثانی تامل ص۳۳۲ رد المحتار۔[2] اس کا حاصل یہ ہے کہ جب شوہر

---

[1] وخرج بقولہ لم تحض الشابۃ الممتدۃ بالطھر بان حاضت ثم امتد طھرھا نصاحت فامتد طھرھا تصیر بالحیض الا ان وصلت الی سن الایاس (الدر المختار مع رد المحتار ملخصاً باب العدۃ ص۸۳۵ ج۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب المفقود ص۴۴۸ ج ۳ - ظفیر

اول آگیا وہ زوجہ اسی کی ہے، اور اولاد جو دوسرے شوہر سے ہوئی وہ دوسرے شوہر کی ہے، اور اگر شوہر اول طلاق دیوے تو عدت کے بعد وہ مطلقہ دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، اور خبر موت شوہر اول کے بعد جو اس عورت نے بعد انقضائے عدت وفات دوسرا نکاح کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا، مگر شوہر اول کے آنے سے بعد وہ فسخ ہو گیا کما ظہر من عبارۃ الشامی -

عدت کے اندر عورت کو دھوکہ دے کر کسی خاص سے شادی پر مجبور کرنا معصیت ہے

سوال (۱۰۶۷) عمر نے ایک عورت کے خاوند کے فوت ہونے کے چالیس روز بعد متوفی کے برادر حقیقی کے کہنے سے رجسٹر نکاح میں سفید ورق رکھ کر انگوٹھے لگوا لئے کہ عورت معتدہ کو معلوم ہو جائے کہ رجسٹر نکاح میں انگوٹھے لگنے سے اب میں بعد عدت کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی، اور عمر نے اس کو باور کرا دیا کہ اب تمہارا نکاح ہو گیا، زید نے عمر کو چند مردمان میں کہا کہ ایسا کرنا کرانا دھوکہ اور معصیۃ ہے، آیا ایسا کرنے سے عمر گنہگار ہوا یا نہیں -

الجواب :- یہ بیشک دھوکہ دہی اور اخفاء حکم شرعی ہے، عورت کو تو یہ مسئلہ بتلانا چاہئے کہ اس کو اختیار ہے کہ بعد ختم عدت جس سے چاہے نکاح کرے، اور یہ کہ عدت نکاح اور وعدہ نکاح صراحۃً درست نہیں ہے نہ یہ کہ اس کو مقید اور پابند کر لیا جائے، الغرض یہ فعل مذموم ہے اور معصیۃ کبیرہ[1] ہے -

مدخولہ پر شوہر سے دو سال الگ رہنے کے باوجود بعد طلاق عدت لازم ہے

سوال (۱۰۶۸) ایک منکوحہ عورت اپنے خاوند کے پاس چند عرصہ تک یکجا ہمبستر رہی بعد کو بوجہ رنجش دو سال تک خاوند سے علیحدہ رہی، پھر خاوند نے طلاق دیدی

---

[1] والمعتدۃ تحرم خطبتہا وصح تعریضا لو معتدۃ الوفاۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی الحداد ص۸۵۲ ج۲) ظفیر -

عدت واجب ہے یا نہ، اگر بلا گذرے عدت کے عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلیوے تو یہ نکاح جائز ہے یا نہ ۔

الجواب:۔ عدت اس پر واجب ہے، اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح دوسرے شخص سے کرنا باطل ہے اور حرام ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله[1] الآیۃ۔

عدت میں نکاح حرام ہے

سوال (۱۰۶۹) مطلقاً عدت غیر میں نکاح کرنا باطل ہے یا فاسد۔

الجواب:۔ معتدہ سے عدت میں نکاح کرنا حرام ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله[2] باقی یہ کہ عدت میں نکاح کرنا فاسد ہے یا باطل، اس میں دونوں قول ہیں اور محقق ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ باب النکاح میں باطل اور فاسد میں کچھ فرق نہیں ہے، بعض فقہاؒ نے یہ فرق کیا ہے کہ اگر ناکح کو معلوم ہے کہ یہ معتدہ ہے تو نکاح باطل ہے ورنہ فاسد ہے اور باطل میں عدت لازم نہ ہوگی اور دخول اس میں زنا محض ہوگا، اور فاسد میں دخول کے بعد عدت لازم ہے والتفصیل فی کتب الفقہ

بعد خلوت صحیحہ عدت ضروری ہے

سوال (۱۰۷۰) عمر ہندہ بہن بھائی ہیں اور زید و زینب بہن بھائی ہیں، آپس میں زید کا نکاح ہندہ سے اور عمر کا نکاح زینب سے ہوا، زید و ہندہ دونوں بالغ تھے، اور عمر و زینب نابالغ تین ماہ بعد زید نے ہندہ کو طلاق دیدی، اس واقعہ کو عرصہ تین سال کا گذر چکا ہے۔ اب دونوں بالغ ہیں، اگر عمر زینب کو طلاق دے تو اس کے واسطے عدت کا کیا حکم ہے ۔

---

[1] سورۃ البقرہ ع ۳۰ - ظفیر [2] ایضاً - ظفیر۔

الجواب:- اگر عمر نے زینب کے ساتھ وطی یا خلوت کی ہے اور بعد خلوت کے عمر زینب کو طلاق دیوے گا تو زینب پر عدت لازم ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء[1] وفی الدر المختار باب عدت میں ہے تربص یلزم المرأۃ عند زوال النکاح الخ وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ[2] الخ اور شامی باب المہر میں ہے وتجب العدۃ بخلوتہ وان کانت فاسدۃ لان تعمیمہم بوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی کذا فی البحر من باب العدۃ[3] الخ ص ۳۳۹ ج ۲ شامی۔

سوال (۱۰۷۱) عورت مطلقہ ممتدۃ الطہر کی عدت کیا ہے اور اس کی عادت یہ ہے کہ ولادت کے بعد اس کو دو سال بعد حیض آتا ہے ابھی تین چار ماہ ہوئے کہ اس کو بچہ پیدا ہوا ہے، اس کے بعد طلاق ہوئی اس کو حیض آتا ہے۔

مطلقہ ممتدۃ الطہر کی عدت کیا ہوگی

الجواب:- قال الزاہدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالک فی ہذہ المسئلۃ للضرورۃ[1] الخ شامی۔ پس اس فتویٰ کے مطابق عدت اس کی یعنی ممتدۃ الطہر کی نو ماہ میں ختم ہو جاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۱۰۷۲) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا، بعد خلوت کے معلوم ہوا کہ ہندہ رتقاء ہے، جماع کے لائق نہیں ہے، اب اگر زید اس کو طلاق دیدے تو ہندہ کو عدت پوری کرنی چاہئے یا نہیں؟

رتقاء پر بھی بعد خلوت عدت ہوگی

درمختار میں ہے کہ عدۃ بخلوۃ الرتقاء لکھا ہے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ ۲۲۸۔ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ... باب العدۃ ... ظفیر [3] رد المحتار ... [illegible] ظفیر

[1] رد المحتار ... [illegible] ظفیر

الجواب:- شامی میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ خلوت فاسدہ میں بھی عدت لازم ہے وتجب العدۃ بخلوتہ وان کانت فاسدۃ لان تصریحہم بوجوبہا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی[1] - اور درمختار کا یہ قول، فلا عدۃ بخلوۃ الرتقاء[2] قدوری کی اس تفصیل پر مبنی ہے کہ مانع شرعی ہو تو عدت واجب ہے اور مانع حسی ہو تو واجب نہیں مگر باب المہر میں صاحب درمختار نے اس قول قدوری کو نقل فرما کر فرمایا ہے والمذہب الاول، والاول ہو قولہ وتجب العدۃ فی الکل[3]- پس صورت مسئولہ میں ہندہ مطلقہ کی عدت پوری کر کے اس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے نہ قبل عدت کے - فقط

نومسلمہ کی عدت جس کا شوہر مرگیا

سوال (۱۰۷۳) ایک کافرہ مسلمان ہوئی، اس کا خاوند کفر کی حالت میں انتقال کرگیا تھا، جس دن مسلمان ہوئی اس دن اس کے خاوند کی وفات کو تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا تھا، آیا مسماۃ مذکورہ مسلمان ہونے کے دن نکاح کرسکتی ہے یا دس دن چار ماہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔

الجواب:- درمختار میں ہے ذمیۃ غیر حامل طلقہا ذمی اومات عنہا لم تعتد عند ابی حنیفۃ اذا اعتقد وا ذلک الخ وفی الشامی قولہ لم تعتد عند ابی حنیفۃ فلو تزوجہا مسلم اوذمی فی فور طلاقہا جاز[4]۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعتقاد میں اگر عدت واجب نہیں

---

[1] رد المحتار باب المہر ص ۴۶۶ ج ۲ - ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ - ظفیر - [3] ایضاً باب المہر ص ۴۶۶ ج ۲ ظفیر
[4] رد المحتار باب العدۃ مع ہامشہ ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر -

ہے تو اس عورت نومسلمہ سے فوراً نکاح درست ہے۔

عدت والی عورت کا کسی کی غمی شادی میں جانا درست نہیں

سوال (۱۰۷۴) ایک عورت عدت میں ہے۔ اس کے بھائی یا قریب رشتہ دار کے موت ہوگئی تو اس کو وہاں جانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت کو عدت میں بلا ضرورت مکان عدت سے نکلنا اور کسی کی شادی غمی میں شریک ہونا درست نہیں[1] ہے۔

ایک جواب پر اشکال کا جواب

سوال (۱۰۷۵) الرشید نمبر جلد ۴ ماہ صفر ۱۳۳۳ھ صفحہ ۲۹ میں درج ہے کہ جبکہ دو مرد عادل گواہی تین طلاق کی دیتے ہیں تو طلاق واقع ہوگئی، اور عدت وقت طلاق سے واقع ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

اس جواب کو احقر کو سمجھنے میں کچھ دقت پیش آئی، جس کے خلاصہ کرنے کے لئے مجبور ہوں، جس میں وجوہات ذیل سے پیچیدگی پیدا ہوتی ہے یعنی بہشتی زیور ص۴۲ حصہ چوتھا پر تحریر ہے کہ طلاق بائن دینے کے بعد پھر دھوکہ سے عدت کے اندر مطلقہ سے صحبت کر لی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہوگئی، اب تین حیض اور پورے کرے، جب تین حیض اور گذر جاویں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاویں گی۔

اب صفائی اس امر کی ضروری ہے کہ اگر مطلقہ سے دھوکہ سے صحبت کی جاوے تب بھی دوسری عدت کی ضرورت ہے، کیا قصداً کرے تو اس حالت

---

[1] ولا تخرج معتدة رجعی وبائن بای فرقة کانت علی ما فی الظهیریة ... فیلزمها ان تکتری بیت الزوج لوحرة ... مکلفة من بیتها اصلاً لا لیلاً ولا نهاراً ولا الی صحن دار فیها منازل لغیرہ ولو باذنه لانه حق الله تعالیٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة فصل فی الحداد ص۲۳۲ ج۲) ظفیر

ہیں دوسری عدت کی ضرورت نہیں ؟ جیساکہ الرشید کے جواب مسئلہ سے مراد حاصل ہوتی ہے، کیونکہ طلاق کے بعد تعلقات واختلاط زن وشوئی قصداً جاری تھے، اس لئے شمار عدت وقت طلاق سے شروع ہوگی نہ کہ اخیر مرتبہ صحبت کرنے کی تاریخ سے۔

الجواب:- درمختار میں ہے واذا وطئت المعتدۃ بشبھۃ ولو من المطلق وجبت عدۃ اخری[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر طلاق دینے والا عدت میں اپنی مطلقہ سے دھوکہ اور شبہ سے وطی کرے تو دوسری عدت لازم ہے جیساکہ آپ نے یہ مسئلہ بہشتی زیور سے بھی نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے اس پر یہ لکھا ہے کہ شبہ اور دھوکہ سے وطی کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے یہ سمجھا کہ مجھ کو وطی حلال ہے یا تین طلاق کے بعد بلا حلالہ کے نکاح کرکے وطی کرے[2]، اور اگر جانتا ہے کہ یہ مطلقہ مجھ پر حرام ہے اور پھر وطی کرے تو وہ موطوءۃ بالشبہ نہیں ہے۔ اور دوسری عدت لازم نہیں ہے ومفادہ انہ لو وطئھا بعد الثلث فی العدۃ بلا نکاح عالما بحرمتہا لا تجب عدۃ اخری لانہ زنا[3] اھ ملخص۔

غیر مدخول مطلقہ پر عدت نہیں لیکن جس کا شوہر مرجائے اس پر ہر حال میں عدت ہے مدخولہ ہو یا نہ ہو

سوال (۱۰۷۶) ہر ایک امام مسجد کو سرکار کی طرف سے ایک رجسٹر برائے اندراج نکاح ملا ہوا ہے، جس کے سرورق پہ یہ مسائل ہیں، متوفی الزوج

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ مطلب فی وطؤ المعتدۃ بشبھۃ ص ۸۳۳ ج ۲۔ ظفیر [2] وکذلک الموطوءۃ للزوج فی العدۃ بعد الثلاث بنکاح وکذا بدونہ اذا قال ظننت انہا تحل لی او بعد ما ابانہا بالفاظ الکنایۃ (رد المحتار باب ایضاً ص ۸۳۳ ج ۲۔ ظفیر [3] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی وطؤ المعتدۃ بشبھۃ ص ۸۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

غیر مدخولہ کو عدت، بعد از طلاق زوجہ سالی سے قبل گزرنے عدت کے نکاح کا عدم جواز ہے، آیا فی الواقع یہ مسائل صحیح اور قابل عمل ہیں یا نہیں۔

الجواب:- یہ ہر دو مسئلہ صحیح ہیں، مطلقہ اگر غیر مدخولہ اور غیر خلوت شدہ ہو تو اس پر عدت نہیں ہے، کما قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا[1] الآیۃ، لیکن متوفیٰ عنہا زوجہا پر ہر حال میں عدت لازم ہے، خواہ وہ مدخولہ ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس کے لئے مطلقاً عدت کا حکم آیت وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ[2] الآیۃ سے ثابت ہوتا ہے۔

مطلقہ اور متوفیٰ عنہا زوجہا کی عدت میں فرق

سوال (۱۰۷۷) جو عورت ناقابل حمل عقیمہ یا نابالغہ ہونے کے سبب سے ہو مگر اس کا شوہر قابل وطی ہے، یا جو مرد عنین یا نابالغ ہو مگر اس کی زوجہ قابل حمل ہے، تو ہر دو صورت میں عورت کا حاملہ نہ ہونا مسلم ہے، تو جب ایسی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو تو اس پر عدت لازم ہوگی یا نہیں، اور اگر عدت ہوگی تو کتنے ایام کی ہوگی، اور صورت اول میں دخول ناممکن حمل کے بعد عورت مطلقہ ہوگئی اور صورت ثانی میں بلا دخول، کیونکہ بوجہ شوہر کے عنین یا نابالغ ہونے کے دخول کا احتمال ہی نہیں، مگر بلا دخول عورت کو مطلقہ کر دیا تو ہر دو صورت میں کتنا مہر دینا ہوگا۔

الجواب:- شوہر کے مرنے کی صورت میں عورت پر پوری عدت وفات دس دن چار ماہ لازم ہے، خواہ دخول و خلوت ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ اور مہر پورا لازم ہے[3]،

---

[1] سورۃ الاحزاب رکوع ۶۔ [2] ظفیر [3] سورۃ البقرۃ رکوع ۲۰۔ ظفیر [3] المہر یتأکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط شئ بعد ذلک (عالمگیری مصری الباب السابع فی المہر فصل ثانی ج ۱ ص ۲۰۲) ظفیر

اور طلاق کی صورت میں اگر طلاق قبل دخول و قبل خلوت صحیحہ ہو تو عورت پر عدت لازم نہیں اور مہر نصف لازم ہے قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا الآیہ۔

خوف خرابی صحت کی وجہ سے عدت میں نقل مکانی جائز ہے

سوال (۱۰۷۸) زید نے وفات پائی، اہلیہ زید کے ایام عدت کے ایک ماہ ۱۸ یوم گذر چکے ہیں، جس جگہ قیام ہے وہاں بوجہ خرابی آب و ہوا بیماری بکثرت ہے جس کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہے، اس وجہ سے اہلیہ زید نقل مکان پر محض اس خیال سے کہ تبدیل آب و ہوا ہو جاوے اور جو تفکرات لاحق ہیں وہ دور ہو جاویں آمادہ ہے۔ آیا ایام عدت میں نقل مکان جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ ردالمحتار میں اعذار خروج معتدہ میں سے یہ بھی لکھا ہے۔

قولہ ونحو ذلک منہ ما فی الظہیریۃ لو خافت باللیل من امر المیت والموت ولا احد معہا لہا التحول لو الخوف شدیدًا والا فلا[۲] الخ پس شدت خوف کو عذر جواز خروج قرار دیا ہے، لہذا بصورت مسئولہ دوسرے مکان میں بغرض تبدیل آب و ہوا و زوال افکار و ہموم بصحت عقیدہ منتقل ہونا درست ہے۔

زانیہ اگر شوہر رکھتی ہے تو طلاق کے بعد اس پر عدت ضروری ہے

سوال (۱۰۷۹) ایک شخص کی زوجہ زانیہ ہے شوہر نے اس کو بدچلن دیکھ کر ایک ماہ ہوا طلاق دیدی اور قبل طلاق کے تین ماہ سے حاملہ ہے اور کبھی اپنے شوہر کے نزدیک نہیں گئی اور جس شخص کا حمل ہے اس سے شوہر نے ۲۵ روپیہ لے کر طلاق دی ہے۔ ایسی حالت میں زانی سے ایام عدت کے اندر نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں

[۱] سورۃ الاحزاب رکوع ۶ — ۱۲ ظفیر۔ [۲] ردالمحتار باب العدۃ فصل فی الحداد ص ۸۵۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- عدت اس عورت کی جو بوقت طلاق حاملہ ہے وضع حمل ہے جس وقت بچہ پیدا ہو جاوے گا اس وقت عدت اس کی پوری ہوگی، اور وہ بچہ شوہر اول کا ہی شرعاً قرار دیا جائے گا کذا فی کتب الفقہ، بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے بالکل حرام قطعی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ[1] الآیۃ۔ ترجمہ اور نہ قصد کرو تم عقد نکاح کا یہاں تک کہ عدت پوری ہو، وقال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[2] الآیۃ (ترجمہ) اور حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جنیں۔

عدت میں نکاح جائز نہیں ہوا

سوال (۱۰۸۰) ایک عورت جس کا خاوند عرصہ دو سال سے مفقود الخبر رہا اور خبر گیراں نان پارچہ کے علاوہ دوسرے ملک میں جا کر خط و کتابت سے بھی واسطہ نہ رکھا، اب معلوم ہوا کہ اس کا خاوند گوڑ گانوہ میں آگیا، مسماۃ نے طلاق نامہ لکھوایا ۴ رمئی کو اور ۲۰ رمئی کو دوسرا نکاح کر لیا، یہ نکاح ہو گیا یا نہیں مہر اور خرچ عدت وغیرہ کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے۔

الجواب:- اگر عورت مدخولہ ہے یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو عدت طلاق تین حیض پورا کرنا یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ عدت کے پورا کرنا لازم ہے، عدت کے اندر نکاح حرام اور باطل ہے، یہ حکم شرعی ہے کہ عدت کے اندر نکاح نہ ہونا چاہئے کسی کے دعویٰ وغیرہ پر مبنی نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتب اجلہ[3] الآیۃ۔

---

[1] سورۃ البقرۃ رکوع ۳۰ – ۱۲ ظفیر [2] سورۃ الطلاق رکوع ۱ – ۱۲ ظفیر

[3] سورۃ البقرۃ رکوع ۳۰ – ۱۲ ظفیر –

مرتدہ بعد اسلام دوسرے مرد سے شادی کرسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۸۱) ایک مرتدہ کو حالت ارتداد میں ایک سال یا زیادہ گذر گیا، اب اگر یہ مرتدہ بعد اسلام لانے کے دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یا نہیں کیونکہ اس مرتدہ کو اس زمانہ میں بموجب شرع شریف شوہر اول کے واسطے مجبور نہیں کرسکتے، اور اگر شوہر اول اس مرتدہ کو حالت ارتداد میں یا قبل ارتداد کے طلاق ثلثہ دیدے تو ہر سہ حالت میں بعد اسلام لانے کے عدت گذارنا ہوگا یا نہیں کیونکہ حالت ارتداد میں ایک سال گذر گیا، صورت اول میں صرف ارتداد ہے اور ثانی وثالث میں طلاق ہے، اگر صورت ثانی وثالث میں کسی مشرک سے نکاح کرے تو یہ حلالہ کے لئے معتبر ہوگا یا نہ۔

الجواب: - مرتدہ کو اسلام لانے اور شوہر اول سے نکاح کرنے پر مجبور کرنے کا فتویٰ درمختار میں نقل کیا ہے و تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر يسير الخ وعليه الفتوىٰ[1] وفی الشامی ويقع طلاق زوج المرتدة عليها مادامت فی العدة لان الحرمة بالردة غير متابدة فانها ترتفع بالاسلام فيقع طلاقه عليها فی العدة مستتبعا فائدته من حرمتها عليه بعد الثلث حرمة مغياة بوطی زوج آخر[2] الخ وفی الدر المختار ايضاً ادخ میالذمية ای ولوكان التحليل لاجل زوجها المسلم كما فی البحر[3] شامی اس اخیر عبارت سے معلوم ہوا کہ مشرک سے شادی کرنے سے اور وطی سے تحلیل ہوجاوے گی اور عبارت سابقہ سے معلوم ہوا کہ عدت

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۰ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[3]

حالت ارتداد میں واجب ہوتی ہے، پس بعد اسلام کے عدت جدیدہ کی ضرورت نہیں ہے۔

غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے اس پر عدت نہیں

سوال (۱۰۸۲) ایک شخص بالغ عاقل نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو طلاق ثلاثہ دیدی، پھر اس عورت غیر مدخولہ کا نکاح دوسرے شخص سے کیا گیا مگر پھر بھی وہ غیر مدخولہ رہی اور اسی حالت میں شوہر دوم نے بھی طلاق ثلاثہ دیدی اور عورت کنواری رہی، زمانہ طلاق دیگر میں عورت بالغہ ہوگئی ہے، کیا یہ عورت شوہر اول کے ساتھ شرعاً نکاح کرسکتی ہے یا نہیں۔ اور اس صورت میں اس کو عدت گذارنی ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- غیر مدخولہ کو طلاق دینے میں عدت لازم نہیں ہوتی اور غیر مدخولہ کو اگر متفرق طور سے تین طلاق دی جاویں تو تین طلاق اس پر واقع نہیں ہوتی البتہ اگر دفعۃً ایک لفظ سے تین طلاق دیجاویں مثلاً یہ کہا جاوے کہ تجھ پر تین طلاق ہیں تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں، اور تین طلاق میں حلالہ کی ضرورت ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کی وطی ضروری ہے، پس اگر شوہر اول نے تین طلاق ایک دفعہ ایک لفظ کے ساتھ دی تھی جیسا کہ اوپر گذرا تو بلا وطی شوہر ثانی کے شوہر اول اس سے نکاح نہیں کرسکتا اور اگر تین طلاق متفرق دی تھی تو غیر مدخولہ ایک طلاق سے بائنہ ہوگئی باقی دو طلاق اس پر واقع نہیں ہوئی، اس صورت میں بلا حلالہ کے شوہر اول اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے[1]۔

---

[1] قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن لما تقرر انه متی ذکر العدد کان الوقوع به لا فرق ... بانت بالاولی لا الی عدۃ ولذا لم تقع الثانیۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب طلاق غیر المدخول بها ص ۶۲۶/۲) ظفیر۔

بیوی کے رہتے ہوئے سالی سے نکاح کیا خلوت سے پہلے علیحدہ کرائی گئی تو اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۰۸۳) مسمیٰ رمضان نے اپنی سالی مسماۃ مہنی سے باوجود ممانعت نکاح کرلیا، بلحاظ حرمت جمع بین الاختین اس کو برادری سے خارج کردیا نکاح کے آٹھ دس روز بعد تفریق کرائی گئی، علیحدگی سے تیسرے یا چوتھے روز اس کا نکاح ایک دوسرے مرد سے کردیا گیا، شرکاء نکاح کا یہ بیان ہے کہ مسمی رمضان اور مسماۃ مہنی دونوں حلف سے بیان کرتے ہیں کہ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس صورت میں ان دونوں کا قول اس بارے میں صحیح اور معتبر ہوگا یا نہیں اور عدت کی ضرورت ہوگی یا نہیں، تیسرے چوتھے روز تفریق سے جو نکاح ہوا وہ صحیح ہوا یا نہ۔

الجواب:- اس میں عدت کی ضرورت نہیں ہے اور قول ان دونوں کا دربارہ عدم وطی معتبر ہے قال فی الشامی وتقدم فی باب المهر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ[1] پس نکاح اس غیر مدخولہ کا جب کہ تفریق کے بعد تیسرے یا چوتھے روز ہوا صحیح ہوا۔

خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہو تو مطلقہ پر عدت نہیں

سوال (۱۰۸۴) زید کا نکاح ہندہ سے بحالت صغرسنی ان کے ورثاء نے کردیا تھا، بالغ ہونے کے بعد بوجہ رنجش باہمی زید و ہندہ میں خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی، نکاح کے گیارہ سال بعد اب زید نے مجمع عام میں تین طلاق دے کر طلاقنامہ تحریر کردیا ہے تو ہندہ پر عدت لازم ہے یا بغیر عدت کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

الجواب:- ہندہ کو اس صورت میں عدت کرنے کی ضرورت نہیں ہے بدون عدت کے پورا کرنے کے دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها الآية[2]۔

---

[1] رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر [2] الاحزاب ۲۰ ظفیر

عدت میں کسی بھی مصلحت سے نکاح جائز نہیں

سوال (۱۰۸۵) ایک عورت نے چار پانچ یوم ہوئے اپنا عقد اپنے دیور کے ساتھ کیا، صحبت نہیں ہوئی۔ وہ عورت اس سے ناخوش ہے اور اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتی ہے، اگر اس شخص سے طلاق دلا کر فوراً نکاح کرا دیا جاوے اور صحبت بعد گزرنے عدت کے کی جاوے تو اس طرح کا عقد کرنا جائز ہے یا نہیں، یہ عقد مصلحتاً کیا جاتا ہے۔

الجواب:- عدت کے اندر نکاح کسی طرح اور کسی مصلحت سے درست نہیں ہے، ایسا نکاح قطعی حرام اور باطل ہے[1]، ہرگز کسی مصلحت دنیاوی کی وجہ سے ایسے گناہ کبیرہ کا قصد نہ کیا جاوے، لیکن عدت مدخولہ پر واجب ہوتی ہے پس اگر قبل دخول و قبل خلوت اس سے طلاق لیجاوے اور وہ طلاق دیدے تو فوراً دوسرا نکاح عورت مطلقہ غیر مدخولہ کرسکتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیۃ[2]

غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہے مگر مدخولہ پر عدت ہے

سوال (۱۰۸۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بایں طور طلاق دی کہ جلسۂ اول میں ایک طلاق معافی مہر ایک دفعہ۔ جلسۂ دوم میں ایک طلاق بعد معافی مہر۔ جلسہ سوم میں ایک طلاق بلا معافی مہر۔ اس صورت میں مہر معاف ہوا اور طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور عدت لازم ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں تین طلاق اس عورت پر واقع ہوگئی اور مہر ساقط ہوگیا، اور عورت اگر مدخولہ تھی تو عدت اس پر لازم ہے اور عدت طلاق

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (شامی باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب - ۳۶ – ۱۲ ظفیر۔

کی تین حیض ہیں اور جس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ[۱] ہیں۔

بعد خلوت عدت ہوگی خواہ سال بھر علیحدہ رہنے کے بعد طلاق دی ہو

سوال (۱۰۸۷) جس عورت کو شوہر کے یہاں سے آئے ہوئے اپنے ماں باپ کے یہاں ایک سال ہوا ہے، اور اب اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی، تو اس صورت میں اس عورت پر عدت ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر خلوت یا صحبت ہو چکی ہے تو عدت لازم[۲] ہے۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں عدت

سوال (۱۰۸۸) - (۱) جس عورت کے بچہ پیدا ہوا، چار روز بعد اس کا شوہر مرگیا، اس کی عدت کیا ہے۔ (۲) ایک عورت اور مرد میں جدائی ہوگئی کہ عورت باپ کے گھر چلی گئی، ایک سال بعد شوہر مرگیا، اس عرصہ میں وہ شوہر ان کے گھر نہیں گیا تو اس عورت پر عدت ہے یا نہیں۔ (۳) نابالغہ عورت کا خاوند مرگیا ہو تو عدت آتی ہے یا نہیں۔ (۴) ایک عورت شوہر سے لڑ کر باپ کے گھر چلی آئی پانچ سال گذرنے پر طلاق دیدی، اس پر عدت ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱، ۲) پہلی دو صورتوں میں عدت اس عورت کی

---

[۱] تحیض لطلاق او بعد الدخول حقیقۃ او حکما ای ثلاث حیض کوامل والعدۃ فی من لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن لم تحض ثلاثۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرۃ والا فبالایام (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲) غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عدت نہیں ہوگی۔

[۲] وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ ای صحیحۃ (ایضا ص ۸۲۴ ج ۲) ظفیر۔

چار ماہ دس یوم ہیں[1] — (۳) اور تیسری صورت میں بھی عدت چار ماہ دس یوم ہیں[2]
(۴) چوتھی صورت میں اگر وہ عورت مدخولہ تھی یا خلوت ہو چکی تھی تو عدت اس کی تین حیض ہیں اگر حیض آتا ہو، ورنہ تین ماہ ہیں[3]۔

نامرد کی مطلقہ پر عدت ہے

سوال (۱۰۸۹) زید نامرد ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ ہندہ کو طلاق دیدے اور ہندہ بھی طلاق لینا چاہتی ہے۔ بعد طلاق ہندہ کو عدت کی ضرورت عقد ثانی کے لئے ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر خلوت ہو چکی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو تو ہندہ پر بعد طلاق کے عدت لازم ہے اور عدت طلاق کی اس عورت کے لئے جس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس ہندہ طلاق کے بعد عدت گذار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار باب المہر والخلوۃ الخ کالوطی الخ ولو کان الزوج مجبوباً او عنیناً او خصیاً الخ[4]۔

عدت میں عورت کے لئے زیب وزینت درست نہیں

سوال (۱۰۹۰) ایک بیوہ عدت کی حالت میں زینت کرنے بلکہ سفاح تک سے باز نہیں آئی، اور برملا کہیں کی کہیں چلی جاتی ہے، کیا ایسی عورت کا نکاح عدت سے پہلے ہو سکتا ہے۔

---

[1] والعدۃ للموت اربعۃ اشہر بالاہلۃ لو فی الغرۃ کما مر وعشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحاً الی الموت مطلقاً وطئت او لا ولو صغیرۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] والعدۃ للموت اربعۃ اشہر وعشر الخ ولو صغیرۃ (ایضاً) ظفیر۔ [3] وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ الخ (ایضاً ص ۸۲۴ ج ۲) ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۶۲ ج ۲ ظفیر۔

الجواب:- عدت کے اندر نکاح کرنا باطل ہے[1] اور بیوہ کو ایام عدت میں جو چار مہینہ اور دس روز ہے[2]، زیب و زینت کرنا اور رنگے ہوئے کپڑے پہننا مثل سرخ و زرد کی اور زیور اور ریشمی کپڑا و خوشبو وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں، عالمگیری میں ہے علی المبتوتۃ والمتوفی عنہا زوجہا اذا کانت بالغۃ مسلمۃ الحداد فی عدتہا[3] اور حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث الا علی زوجہا اربعۃ اشہر وعشرا[4]۔ اور اس کو عدت کے مکان ہی میں رہنا لازم ہے اور اگر کسی امر ضروری کے لئے مکان سے باہر جانے کی ضرورت ہو تو دن میں یا بعض حصہ رات میں نکلنا درست ہے، عالمگیری میں ہے المتوفی عنہا زوجہا تخرج نہارا و بعض اللیل ولا تبیت فی غیر منزلہا[5] اور عدت کے اندر نکاح کرنا صحیح نہیں ہے۔

پانچ سال علیحدہ رہنے کے باوجود بعد خلوت عدت ہوگی

سوال (۱۰۹۱) ایک لڑکی جس کی عمر آٹھ سال کی تھی، اس کے والد نے برضائے خود ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا تھا، اس کے بعد وہ ایک سال سے کچھ کم اپنی سسرال رہی پھر کسی وجہ سے والدین کے یہاں چلی آئی، اب عرصہ پانچ سال کا گذر گیا وہ واپس سسرال نہیں گئی، پس اب باہمی مخالفت زوجین کی وجہ سے اس کے شوہر نے

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص۸۳۵ ج۲) ظفیر

[2] عالمگیری مصری الباب الرابع عشر فی الحداد ص۵۴۶ ج۲، ۱۲ ظفیر۔

[3] مشکوۃ عن البخاری و مسلم باب العدۃ ص۲۸۸، ۱۲ ظفیر

[4] عالمگیری الباب الرابع عشر فی الحداد ص۵۴۶ ج۲، ۱۲ ظفیر۔

اس کو طلاق دے کر اپنے سے جدا کر دیا ہے، کیا اس لڑکی مطلقہ کو شرعاً نکاح ثانی کے لئے عدۃ ہے یا نہیں اگر ہے تو کتنی۔

الجواب: اگر شوہر نے اس سے وطی یا خلوت کی ہے تو عدت اس پر لازم ہے اگر اس کو حیض آنے لگا ہے تو عدۃ اس کی تین حیض ہیں، اور اگر ابھی اس کو حیض نہیں آیا تو عدت اس کی تین ماہ ہیں[1]، اور اگر وطی اور خلوت اس سے نہیں ہوئی تو کچھ عدت لازم نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن وسرحوھن سراحاً جمیلاً[2] الآیۃ۔

ایام عدت میں جو زنا سے حاملہ ہوگئی اس کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۰۹۲) ایک عورت نے عدت طلاق کے اندر ایک شخص سے زنا کیا جس سے وہ عدت گذارنے کے بعد نکاح کرنا چاہتی تھی، مگر زنا سے اس کو حمل رہ گیا، عورت و مرد دونوں اس امر کے مقر اور یقین کرنے دلانیوالے ہیں کہ حمل طلاق دہندہ کا نہیں بلکہ ہم دونوں کے فعل سے نطفہ قرار پایا ہے۔ اب عورت کو طلاق کی عدت گذار کر اس مرد سے نکاح کرنا چاہئے یا بعد وضع حمل کے۔ اور بچہ کس کے نسب سے شرعاً سمجھا جاوے گا اور یہ بخوبی ظاہر ہے اور معلوم کہ عورت کا طلاق دہندہ شوہر قوتِ مردمی سے بیکار تھا جس کے باعث مجبوراً عورت کو اس نے طلاق دی ہے اور اس

---

[1] رجل تزوج امرأۃ نکاحاً جائزاً فطلقھا بعد الدخول او بعد الخلوۃ الصحیحۃ کان علیھا العدۃ کذا فی فتاوی قاضیخان الخ فمن تحیض فعدتھا ثلثۃ اقراء الخ والعدۃ لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثۃ اشھر کذا فی النقایہ (عالمگیری کشوری باب العدۃ ص ۵۲۲/۲ و ص ۵۲۸/۲) ظفیر۔ [2] سورۃ الاحزاب - ۶ - ظفیر

بنار پر عورت چاہتی ہے کہ اگر وضع حمل سے قبل کوئی صورت نکاح کی ہو تو میری پردہ پوشی ہو جاوے، جواب اس کا جلد مرحمت ہو۔

الجواب :- عدت اس مطلقہ کی اس صورت میں وضع حمل ہے بعد وضع حمل کے دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہوگا قبل وضع حمل کے نکاح ثانی درست نہیں ہے اور وقت طلاق سے دو برس کے اندر اگر بچہ پیدا ہو تو اگرچہ طلاق بائنہ یا طلاق ثلثہ ہو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا بدون دعویٰ کے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ ولم تقر بمضی عدۃ الخ درمختار[1] ملخصا۔

جب سے طلاق دی تھی اس وقت سے عدت ہوگی پہلے لکھ دینے سے عدت نہیں ہوگی

سوال (۱۰۹۳) زید نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس کا خاوند ایک اور پہلا موجود تھا، نکاح ہونے کے بعد پہلا خاوند دعویدار ہوا، منکوحہ پہلے خاوند کے یہاں جانے سے گریز کرتی رہی، ایسی حالت میں جب ہر دو خاوند میں تکرار شروع ہوا تو اہل بستی یا اہل برادری کے مجبور کرتے یا باہم تکرار رفع کرنے کو پہلے خاوند سے طلاق دلوادی اور طلاقنامہ میں مضمون مندرجہ مع چند گواہوں کے ایک اسٹامپ پر تحریر کر دیا گیا ہے، مضمون یہ ہے (میں اپنی عورت کو طلاق دے چکا ہوں جس کو عرصہ ۶ ماہ کا گذرا، اب میں لادعویٰ ہوں، مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء) واقعہ یہ ہے کہ در اصل طلاقنامہ ۶ ماہ قبل جیسا کہ اسٹامی کاغذ پر ظاہر کیا نہیں دیا گیا ہوگا، اب طلاق دینے کے بعد عورت کو ایام عدت پورے کرنے چاہئے یا نہیں، اور وہ پہلا نکاح ثانی کہ طلاق نامہ تحریر کرنے کے چند روز پیشتر ہوا ہے جائز قرار پاسکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲ ۔ ظفیر

الجواب: - طلاق اس وقت واقع ہوئی جب کہ شوہر نے طلاق دی پس اگر ۶ ماہ قبل طلاق نہ دی تھی اور یہ غلط لکھوایا ہے تو اب طلاق واقع ہوئی اور عدت اس کے بعد تین حیض گذارنا چاہئے، اس کے بعد نکاح ثانی کیا جاوے۔ قبل طلاق وقبل عدت کے جو نکاح ہوا وہ صحیح نہیں ہوا[1] -

عدت میں دنوں کا شمار قمری ہوگا یا کیا

سوال (۱۰۹۴) بہشتی زیور اور غایۃ الاوطار میں ہے کہ صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ غیر حائضہ کی عدت طلاق وموت کا شمار اگر طلاق یا موت پہلی تاریخ کو واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا ہلال سے ہوگا اگر درمیان مہینے کے واقع ہوئی تو حساب ہر مہینے کا تیس دن کا انتہٰی یہ شمار صحیح ہے۔

الجواب: - اس پر عمل کرنا چاہئے قال فی رد المحتار فی المحیط اذا اتفق عدۃ الطلاق والموت فی غرۃ الشهر اعتبرت الشهور بالاهلة وان نقصت عن العدد وان اتفق فی وسط الشهر فعند الامام اعتبر بالایام فتعتد فی الطلاق بتسعین یومًا[2] -

خلع کی عدت

سوال (۱۰۹۵) عدت خلع کی عند الحنفیہ کیا ہے (۲) عدت طلاق کے اندر اگر بجان بوجھ کر نکاح کیا جاوے تو ولی اور قاضی و شاہد و حاضرین کے نکاح میں فتور آئے گا اور تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی یا نہیں (۳) اگر کوئی ایسے نکاح سے مانع ہو اور خلاف شرع سمجھ کر اس مجلس سے چلا جاوے تو اس کو اجر عند اللہ ملے گا یا نہیں۔

الجواب: - خلع عند الحنفیہ طلاق بائن ہے، پس عدت اس کی مانند عدت طلاق کے تین حیض ہیں حائضہ کے لئے اور تین ماہ ہیں غیر حائضہ کے لئے

[1] واما نکاح منکوحة الغير ومعتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا

رد المحتار باب العدة ج۲ ص۸۳۵ ظفیر۔ [2] ایضاً ص۸۲۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

درمختار میں ہے وحکمہ ان الواقع بہ الخ طلاق بائن الخ[1] (۲) عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا باطل[2] ہے اور نکاح کرنے والی اور اس کے معین سب فاسق و عاصی ہیں تو یہ کریں، لیکن ان کے نکاح میں کچھ فتور اور خلل نہیں آیا۔ کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا ان کے مرتد ہونے پر مرتب ہے اور یہ ارتداد نہیں ہے (۳) وہ شخص مثاب و ماجور ہے لانکارہ المنکر۔

نکاح طلقہ در عدت | **سوال** (۱۰۹۶) ایک عورت کا شوہر بعد نکاح کے سات برس ہوئے چھوڑ کر چلا گیا اور بے خبر تھا، اب شوہر کا اجمیر میں پتہ لگا، اس کو جے پور میں لائے، دریافت کرنے پر جواب دیا کہ میں عورت کے قابل نہیں ہوں، اور یہ بھی عورت سے معلوم ہوا کہ کبھی صحبت نہیں ہوئی، شوہر مذکور نے عورت کے روبرو چار گواہ کے طلاق دیدی، دائی سے معلوم ہوا کہ عورت حاملہ نہیں ہے، طلاق سے ایک ماہ بعد عورت مذکور کا نکاح ایک دیگر شخص سے کرایا گیا، ایام حیض بدستور جاری ہیں، نکاح ثانی جو عورت مذکور کا کیا گیا یہ شرعاً جائز ہوا یا نہ، اور اب عورت مذکور کو عدت کے ایام پورے کرنے چاہئے یا نہیں۔

الجواب:- نکاح مذکور جو طلاق سے ایک ماہ بعد ہوا وہ ناجائز اور باطل ہوا، عدت کے بعد نکاح صحیح[3] ہوگا، اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں، اس عورت کو شوہر ثانی سے علیحدہ کرکے تین حیض پورے کرا کر پھر نکاح کیا جاوے[4]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الخلع ص ۲/۷۶۷ ۱۲ ظفیر [2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۲/۸۳۵) ظفیر۔ [3] وخلوۃ المجبوب خلوۃ صحیحۃ عند ابی حنیفۃ و خلوۃ العنین والخصی خلوۃ صحیحۃ کذا فی الذخیرۃ (عالمگیری کشوری باب المھر فصل ثانی ص ۲/۱۲) واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۲/۸۳۵) ظفیر۔

جو منکوحہ زانی کے ساتھ کئی سال سے ہے بعد طلاق اس پر عدت ہوگی یا نہیں

سوال (۱۰۹۷) ایک عورت منکوحہ اپنے زوج کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ بطور یار اں چلی گئی، اس یار نے اس کو تین چار برس اپنے پاس رکھا اور اسی کوشش میں تھا کہ خاوند اس کو طلاق دیدیوے تاکہ میں اس عورت سے نکاح کرلوں آخر کار خاوند نے اس کو طلاق دیدی تو کیا یہ عورت مطلقہ عدت گذارے گی یا نہیں اور بوقت گذارنے عدت کے یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یہ عورت اپنے خاوند سے تین چار سال علیحدہ رہی ہے، اور اس مدت میں خاوند نے اس سے وطی نہیں کی، اور عدت شرعاً استبراء رحم کے لئے مقرر ہے اور اس صورت میں استبراء حاصل ہے۔

الجواب:- وہ عورت جب کہ اپنے شوہر کی مدخولہ ہے یا خلوت ہو چکی ہے تو عدت اس پر لازم ہے، کیونکہ عدت دراصل فوت نعمت نکاح کی وجہ سے ہے اور سوگ نکاح کے جانے کا ہے، یہی وجہ ہے کہ مجرد خلوت سے بھی عدت لازم ہو جاتی [1] ہے کہ وہاں بعض اوقات سوائے فوت حرمت نکاح کے اور کچھ نہیں ہے۔ فقط

بیوہ حاملہ کا نکاح وضع حمل سے پہلے جائز نہیں

سوال (۱۰۹۸) بیوہ عورت کو دو ماہ کا حمل ہے نکاح درست ہے یا نہیں یا کہ بعد وضع حمل کے نکاح کرنا درست ہے۔

الجواب:- نکاح اس کا قبل وضع حمل کے درست نہیں ہے، بعد وضع حمل کے نکاح کرنا چاہئے [2]۔

---

[1] وسبب وجوبها عقد النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت او خلوة اى صحيحة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص۸۲۲ ج۲) ظفير

[2] وليس للمعتدة بالحمل مدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل الخ وشرط انقضاء هذه العدة ان يكون ما وضعت قد استبان خلقه (عالمگیری کشوری باب العدة ص۵۲۶ ج۲) ظفیر۔

عدت میں بٹھائے رکھنے کی نیت سے بھی نکاح جائز نہیں

سوال (۱۰۹۹) اگر کسی بیوہ کا نکاح عدت کے اندر بایں اندیشہ کر دیا جاوے کہ عدت تک اس کو کوئی بہکا دیوے اور دوسرا نکاح پڑھوالے اور صحبت نہ کی جاوے تو یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- عدت کے اندر کسی طرح اور کسی خیال سے نکاح درست نہیں ہوتا، وہ نکاح بالکل باطل ہے۔ اور ایسا کرنے والے فاسق و عاصی ہیں[1]۔

عورت جہاں رہتی تھی گو وہ اس کے شوہر کا گھر نہ ہو وہیں عدت گذارے

سوال (۱۱۰۰) جو عورت اپنے باپ یا کسی دوسرے کے گھر میں رہتی ہے مع الزوج یا بلا زوج اور مع رضاء الزوج یا بلا رضا اس کا جب شوہر مرے تو اس کو وہیں عدت پوری کرنی چاہئے جہاں رہتی ہے یا شوہر کے گھر جا کر اور اگر دفن سے قبل یا بعد شوہر کے گھر چلی جائے تو وہ عدت کہاں پوری کرے آیا شوہر کے گھر یا جہاں رہا کرتی تھی۔

الجواب:- درمختار میں ہے وتعتدان ای معتدۃ طلاق و موت فی بیت وجبت فیه اھ (درمختار) ھو ما یضاف الیھما بالسکنی قبل الفرقۃ ولو غیر بیت الزوج[2] اھ شامی اس کا حاصل یہ ہے کہ جس گھر میں عورت پہلے سے رہتی ہو اگرچہ وہ شوہر کا گھر نہ ہو عدت اسی گھر میں پوری کرے، یعنی اگرچہ شوہر وہاں نہ ہو جیسا کہ من بیتھا کی شرح میں شامی میں ہے قوله من بیتھا متعلق بقوله ولا تخرج والمراد به ما یضاف الیھا بالسکنی حال وقوع الفرقۃ والموت ھذا یه سواء کان مملوکًا

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدته اھ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المھر ص۴۹۵ ج۲) ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار فصل فی الحداد ص۸۵۴ ج۲۔ ۱۲ ظفیر۔

للنی وجاو غیرہ حتی لوکان غائبا دھی فی دار باجرۃ قادرۃ علی دفعھا فلیس لہما ان تخرج الخ ۔ [۱]

سوال (۱۱۰۱) نابالغہ مطلقہ پر بھی بعد خلوت عدت ہے

زید بالغ نے رخصتی سے پہلے ہندہ نابالغہ کو طلاق دیدی، اس صورت میں ہندہ نابالغہ پر طلاق کی عدت واجب ہے یا نہیں۔

(۲) اگر ہندہ نابالغہ شوہر کے ساتھ رہی ہو لیکن ہندہ قابل صحبت نہ ہو تو اس صورت میں عدت طلاق کی ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- شوہر بالغ نے اگر اپنی زوجہ نابالغہ کو قبل خلوت طلاق دیدی تو نابالغہ پر عدت لازم نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیۃ [۲]

(۲) خلوت ہو جانے سے عدت لازم ہو جاتی ہے اگرچہ صحبت نہ ہوئی ہو کما صرح بہ فی الشامی [۳]۔

سوال (۱۱۰۲) شوہر اقرار کرے چھ ماہ پہلے طلاق دی تھی تو عدت اسی وقت سے شمار ہوگی

اگر شخصے اقرار بحضور جماعۃ کند کہ طلاق از مدت شش ماہ خود دادہ است اندریں صورت عدت از وقت اقرار محسوب خواہد شد یا از شش ماہ مجری است۔

الجواب:- اگر او در حقیقت شش ماہ قبل از تکلم طلاق نہ دادہ و آں کس

---

[۱] رد المحتار فصل فی الحداد ص۸۵۲ ج۲ ظفیر [۲] سورۃ الاحزاب-۶- ظفیر

[۳] وسبب وجوبہا عقد النکاح المتأکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موت او خلوۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص۸۲۵ ج۲) والخلوۃ کالوطی فیما یجئ ای من الاحکام (ایضاً باب المہر ص۴۶۲ ج۲) ظفیر۔

دریں اقرار کاذب بود طلاق فی الحال واقع خواہد شد وعدت ہم ازیں وقت وقوع طلاق شمار کردہ خواہد شد لان الانشاء فی الماضی انشاء فی الحال در مختار واذ یمکن تصحیحہ اخبارا لکذبہ[1] الا شامی واگر فی الواقع شوہر قبل ازیں بہ شش ماہ طلاق دادہ بود وعدت ازاں وقت شمار کردہ خواہد شد، الغرض عدت بعد از وقوع طلاق شمار می شود[2]۔

کیا کرایہ والے مکان میں عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۰۳) ایک عورت متوفی عنہا زوجہا عدت کے اندر اپنے والدین کے گھر جا سکتی ہے، کیونکہ اس کا شوہر کرایہ کے مکان میں رہتا تھا، عورت مفلس ہے کھانے پینے کو بھی نہیں ۔

الجواب:- اگر عورت کو اس مکان کا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اس کو اس کی قدرت وطاقت ہے، تو عدت میں دوسرے مکان میں جانا درست نہیں ہے۔ (اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو دوسرے مکان میں جا سکتی ہے[3]۔ ظفیر)۔

عدت میں اگر عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی

سوال (۱۱۰۴) ایک شخص نے اپنی بیوی مسماۃ حسنو کو طلاق دی، جس وقت طلاق دی تھی اس وقت وہ حاملہ نہ تھی، زمانہ عدت میں اس نے زنا کیا اور اس زنا سے حاملہ ہو گئی، تو اب اس کی عدت کس طرح ہوگی؟ اور مسماۃ حسنو اب ایک اور شخص قاسم کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے، جائز ہے یا نہیں؟ ۔

---

[1] رد المحتار باب الصریح ص ۶۰۷ ج ۲۔ ظفیر

[2] ابتداء العدۃ فی الطلاق عقیب الطلاق (عالمگیری کشوری باب العدۃ ص ۵۴۳ ج ۲) ظفیر

[3] وتعتدان معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ الا ان تخرج او یتهدم المنزل اولا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیہ (در مختار) قولہ لا تجد الخ افاد انہا لو قدرت علیہ لزمها من مالها (رد المحتار باب الحداد ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

الجواب:- درمختار اور شامی میں ہے کہ اگر عدت میں مطلقہ حاملہ عن الزنا ہو جاوے تو عدۃ اس کی وضع حمل[1] ہے واعلم ان المعتدۃ لو حملت فی عدتہا ذکر الکرخی ان عدتہا وضع الحمل ولم یفصل والذی ذکرہ محمد ان ھذا فی عدۃ الطلاق[2] از شامی، پس نکاح قائم کے ساتھ بعد بچہ پیدا ہونے کے جائز ہوگا، اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔

مطلقہ مدت گذرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے

سوال (۱۱۰۵) ایک عورت کو اس کے شوہر نے عرصہ ۱۴ سال کا ہوا طلاق دیدی تھی، اب عورت نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہ؟

الجواب:- اب نکاح اس کا درست ہے، ضرور کرلے یہ بہت اچھا ہے۔

زمانۂ عدت کا نکاح باطل ہے اور بعد عدت والا درست ہے

سوال (۱۱۰۶) زید مرگیا، عدت وفات گذرنے سے پہلے اس کی عورت نے دوسرا نکاح کرلیا، جب زید کی عدت گذر گئی، اس وقت اس عورت نے تیسرا نکاح کرلیا، مؤخر الذکر نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب:- جو نکاح عدت میں ہوا تھا وہ باطل ہوا[3]، پس مؤخر الذکر نکاح صحیح ہے۔

---

[1] فاذا حبلت فی العدۃ تنقضی بوضعہ سواء کان من المطلق او من زنا او من نکاح فاسد اذا ولدتہ بعد المتارکۃ لا قبلہا کما قدمناہ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۲۹ ج ۲) ظفیر [2] ایضاً ص ۸۳۱ ج ۲ - ۱۲ ظفیر۔

[3] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المہر ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

مطلقہ ثلثہ کی عدت

سوال (۱۱۰۷) جس عورت کو ایک مجلس میں اس کے خاوند تین طلاقیں دیدیں تو اس مطلقہ کی عدت کتنی مدت ہوگی۔

الجواب:- تین حیض[1]۔ فقط

نامرد کی بیوی پر خلوت کے بعد عدت لازم ہے

سوال (۱۱۰۸) ایک عورت کے خاوند نے جو کہ نامرد ہے، اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے، اس صورت میں اس عورت پر عدت لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر شوہر نامرد سے خلوت ہو چکی ہو، اور اس کے بعد طلاق دی ہو تو عدت لازم ہے، عدت کے اندر نکاح دوسرے مرد سے صحیح نہیں ہے قال فی الدر المختار والخلوۃ کالوطی الخ ولو کان الزوج مجبوبا او عنینا الخ[2]

معتدہ کا شادی میں نکلنا درست نہیں ہے

سوال (۱۱۰۹) متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر اپنے بھائی یا والدین کے یہاں کسی شادی وغیرہ میں دن دن یا کچھ حصہ رات کو جانا اور پھر رات کو اپنے گھر واپس آجانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- متوفی عنہا زوجہا کو عدت کے اندر جو فقہاء نے دن کو یا بعض حصہ رات میں باہر جانے کی اجازت دی ہے، اس کی وجہ نفقہ وغیرہ کی ضرورت ہے اگر یہ ضرورت نہ ہو تو پھر وہ مثل مطلقہ کے ہے کہ عدت میں نکلنا اور کہیں جانا اس کو درست نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں ہے حتی لو کان عندھا کفایتھا صارت

---

[1] وھی (ای العدۃ) فی حق حرۃ تحیض لطلاق اوفسخ بعد الدخول حقیقۃ اوحکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸۲۴ ج ۲ باب العدۃ) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش الطحطاوی باب المہر ص ۵۳ ج ۲ و ص ۵۴ ج ۲) ظفیر۔

کالمطلقة فلا یحل لها الخروج. فتح اور ایسا ہی شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے، پس متوفی عنہا زوجہا کو بھائی یا والدین کے گھر شادی وغیرہ میں دن کو بھی جانا درست نہیں ہے۔

شوہر پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۱۱۰) میری اہلیہ کے انتقال کے ۳۳ روز بعد میرے سالے نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا، آیا مجھ کو مثل عورت کے عدت گذارنے کے کچھ تامل کرنا چاہئے تھا یا کیا۔

الجواب:۔ مرد پر کچھ عدت نہیں ہے، بعد مرنے زوجہ کے اس کی بھتیجی سے فوراً نکاح درست ہے[1]۔

دودھ پلانے والی عورت کی عدت بھی تین حیض ہی ہے

سوال (۱۱۱۱) ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی، عورت کی گود میں چونکہ بچہ شیرخوار موجود ہے اور وہ دودھ اس کا پیتا ہے، اس وجہ سے اس عورت کو ایام شیرخوارگی میں حیض نہیں آتا بلکہ دو سال کے بعد جب بچہ کا دودھ چھڑاتی ہے، اس وقت حیض آتا ہے۔ اس وقت عورت نہ حاملہ ہے نہ آئسہ ہے، پس اس صورت میں عدت اس عورت کی بالحیض ہوگی یا بالاشہر، اور نکاح کب درست ہوگا۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وهی فی حق حرة تحیض الثلث حیض کوامل[2] الخ۔ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں عدت مسماۃ مذکورہ مطلقہ کی تین حیض ہیں، جب تک تین حیض پورے نہ ہوں گے، نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

---

[1] الدر المختار علی هامش الطحطاوی فصل فی الحداد ص۲۳۴ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] واصطلاحاً تربص یلزم المرأة (ایضاً ص۲۱۲ ج۲ باب العدة) ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص۸۲۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

جس کی عدت وضع حمل ہو، اگر دوا سے حمل گرادے تو عدت پوری ہوگی یا نہیں

سوال (۱۱۱۲) عورت مطلقہ جس کی عدت وضع حمل ہو، وہ اپنی مدت حمل پوری ہونے سے پہلے اگر اپنے حمل کو کسی دوا وغیرہ سے ساقط کردیوے تو اس کی عدت پوری ہوجاوے گی یا نہ۔

الجواب: اگر مطلقہ حاملہ کسی حیلہ وتدبیر سے حمل کو ساقط کرادے تو اگر اس حمل کے بعض اعضاء ظاہر ہوگئے تھے مثل ہاتھ پیر وغیرہ کے تو عدت اس کی پوری ہوجاتی ہے[۱] وسقط ظہر بعض خلقہ کید اور جل ولد (الی) وتنقضی بہ العدۃ الخ در مختار[۲]۔

عدت طلاق میں جو زنا سے حاملہ ہوجائے اس کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۱۱۳) جو عورت عدت طلاق کے اندر زنا سے حاملہ ہوجاوے اس کی عدت کیا ہوگی، اور زانی سے جو نکاح قبل وضع حمل ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: جو عورت عدت کے اندر زنا سے حاملہ ہوجاوے اس کی عدت وضع حمل سے پوری ہوتی ہے فی رد المحتار عن الحاوی الزاہدی اذا حبلت المعتدۃ وولدت تنقضی بہ العدۃ سواء کان من المطلق او من زنا الخ[۳] اس زانی نے جو نکاح قبل وضع حمل کیا وہ باطل اور ناجائز ہوا کیونکہ وہ نکاح عدت میں ہوا، اور نکاح عدت کے اندر باطل ہے۔

---

[۱] واذا اسقطت سقطا استبان بعض خلقہ انقضت بہ العدۃ لانہ ولد والاولاد (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۱ ج ۲) ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار

[۳] رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

شوہر کے عیسائی ہوتے ہی عورت نکاح سے خارج ہوگئی لیکن اس پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۱۴) زید نے مذہب عیسائی اختیار کرلیا، اب اس کا نکاح ہندہ مسلمہ کے ساتھ باقی رہا یا نہیں، اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں، اور ہندہ پر عدت ہے یا نہیں، اگر ہے تو کب سے عدت شمار ہوگی، آیا وقت ارتداد زید سے یا وقت فسخ نکاح سے۔

الجواب:- قال فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ وفیه وعلیه نفقة العدة الخ وفیه ایضاً وهی فی حق حرة ولو کتابیة تحت مسلم تحیض لطلاق الخ ولو رجعیاً او فسخ بجمیع اسبابه الخ ثلث حیض کوامل الخ قوله بجمیع اسباب مثل الانفساخ بخیار البلوغ والعتق وعدم الکفاءة وملک احد الزوجین الآخر والردة فی بعض الصور الخ (شامی جلد ثانی)[1]

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں ہندہ زید کے نکاح سے خارج ہوگئی، اور عدت ہندہ پر لازم ہے بعد عدت وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے، اور زمانہ عدت وقت ارتداد شوہر سے شمار ہوگا۔

مرتدہ پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۱۵) اگر بصورت ترک اسلام اس کی منکوحہ اس پر حرام ہے اور نکاح اس کا فسخ ہو تو ایسی عورت کیلئے عدت شرعی ہے!

الجواب:- عدت واجب ہے[2]۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۲۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] وارتداد احدهما فسخ عاجل فللموطوءة کل مهرها ولغیرها نصفه لو ارتد وعلیه نفقة العدة (در مختار) قوله وعلیه نفقة العدة ای لو مدخولاً بها اذ غیرها لا عدة علیها وافاد وجوب العدة سواء ارتد او ارتدت بالحیض او بالاشهر لو صغیرة او آئسة او بوضع الحمل کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

عدت والی عورت کا نکاح باطل ہے

سوال (۱۱۱۶) ایک شخص کا انتقال ہو گیا، اس کی بیوی سے عدت کے اندر اس کے خسر نے نکاح ثانی کرا دیا۔ نکاح پڑھنے والے کو معلوم نہیں کہ عدت پوری ہوئی یا نہیں، دوسرے اس مجمع میں اکابر موجود تھے۔ بعض عالم بھی تھے کہ اس کی عدت پوری نہیں ہوئی۔ انھوں نے اس وقت کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اگلے روز کہا کہ عدت کے اندر نکاح پڑھا دیا۔ اب ان کا نکاح ہوا یا نہ۔ اہل مجلس گنہگار ہوئے یا نہیں، نیز اہل مجلس کا نکاح باقی رہا یا نہ۔

الجواب:- جب کہ واقعی عدت اس کی پوری نہیں ہوئی تھی، تو وہ نکاح باطل اور ناجائز ہے[1]، اور اہل مجلس عقد میں سے جن کو علم تھا کہ عدت پوری نہیں ہوئی اور پھر کچھ نہ بولے گنہگار فاسق ہوئے توبہ کریں اور جن کو علم نہ تھا وہ گنہگار نہیں ہوئے، اور ان میں سے نکاح کسی کا نہیں ٹوٹتا، کیونکہ نکاح کافر و مرتد ہونے سے ٹوٹتا ہے، اور یہ فعل گناہ ہے کفر و ارتداد نہیں۔

مجذوم کی بیوی جو کئی برس شوہر سے علحدہ رہی طلاق کے بعد اس پر بھی عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۱۷) ایک شخص مجذوم اپنی عورت کو طلاق دینے پر آمادہ ہے اور وہ پندرہ سولہ سال سے جذام میں مبتلا ہے، صاحب فراش ہے، کیا ایسی حالت میں بھی اس کی عورت کو عدت کی ضرورت ہوگی۔

الجواب:- جب کہ وہ عورت مدخولہ ہے یا اس سے خلوت ہو چکی ہے۔ یعنی اگر کسی وقت بھی خلوت یا صحبت ہو چکی ہو تو عدت بعد طلاق کے اس پر لازم ہے۔ اور عدت مطلقہ کی اگر اس کو حیض آتا ہو تین حیض ہیں، پس عدت

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ (الی قولہ) لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۴ ج ۲) ظفیر۔

گذرنے سے پہلے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا[1]۔

مرنے والے شوہر نے وطی نہ کی ہو تو بھی عدت وفات ضروری ہے

سوال (۱۱۱۸) ایک شخص فوت ہوا، اس کی عورت بعمر بیس سال ہے، اس کے والدین نے ۳۵ یوم میں اس کا نکاح ایک اور شخص سے کردیا، لیکن عورت نکاح ثانی جبریہ ہوجانا اور پیشتر خاوند سے وطی ہوجانا بیان نہیں کرتی ہے یعنی وطی کرکے نہیں مرا، تو یہ نکاح ثانی جائز ہوا یا نہ، اگر بالغہ عورت کا خاوند بغیر وطی مرجاوے تو بھی عدت موت ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جس عورت کا شوہر مرجاوے اگرچہ اس نے وطی نہ کی ہو، تب بھی عدت اس عورت پر چار ماہ دس یوم کی واجب ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا الآیۃ[2]۔ پس یہ آیت علی الاطلاق متوفی عنہا زوجہا کی عدت مدت مذکورہ کے ساتھ واجب کرتی ہے، خواہ وہ عورت موطوءہ ہو یا نہ ہو کما فی کتب الفقہ[3]۔ لہٰذا نکاح اس عورت کا جو قبل از اختتام عدت ہوا باطل اور حرام و ناجائز ہے

خوف ہو تو عدت شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں گذارنا درست ہے

سوال (۱۱۱۹) ایک لڑکی ۲۰؍جنوری ۱۹۲۰ء کو بیوہ ہوگئی ہے جو اپنے شوہر کے مکان پر سکونت پذیر ہے، بیوہ مذکورہ کو کھانے پینے کی سخت تکلیف ہے اور اس کی سسرال والے

---

[1] وتجب العدة فی الکل ای کل انواع الخلوۃ احتیاطا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ص ۲ / ۲۷) ظفیر۔ [2] سورۃ البقرۃ ۔ ۳۰ ۔ ظفیر

[3] والعدۃ للموت اربعة اشهر وعشر من الایام بشرط بقاء النکاح صحیحا الی الموت مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ص ۲ / ۸۳۰) ظفیر۔

طرح طرح کی سختی اور تشدد کرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بعد عدت فوراً ہی اپنی مرضی کے موافق بیوہ کا عقد ثانی کر دیویں، اور بیوہ یہ چاہتی ہے کہ اپنے والدین کی رضا سے عقد کرے، بحالت مذکورہ اگر اندر ایام عدت بیوہ مذکورہ والدین کے مکان پر آکر عدت پوری کرے تو کر سکتی ہے یا نہیں، کیونکہ وہاں پر علاوہ معاملات مذکورہ کے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر بیوہ نے ان کی رضا مندی کے موافق نکاح سے انکار کیا تو وہ ضرور مار پیٹ کریں گے جس سے اندیشہ جان کا بھی ہے یا بیوہ خودکشی پر آمادہ ہو جاوے۔

الجواب:- ایسے اندیشہ اور خوف کی حالت میں وہ بیوہ اپنے والدین کے گھر آکر عدت پوری کر سکتی ہے[1]۔

کافر عورت مسلمان ہوئی اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا، اس پر عدت لازم ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳۰) ایک کافرہ عورت داخل اسلام ہوئی اور اس کا خاوند جو کافر ہے مسلمان نہیں ہوتا تو کیا ان دونوں میں شرعاً تفریق ہو جائے گی، اور عورت پر عدت لازم آئے گی یا نہ۔ اگر اس عورت نے مسلمان ہونے کے بعد فوراً کسی مسلمان سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا یا نہ۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولو اسلم احدهما ثمه ای دار الحرب ویلحق بها لم تبن حتی تحیض ثلثا او تمضی ثلثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب[2] الخ۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ

---

[1] وتعتدان ای معتدة طلاق وموت فی بیت وجبت فیه الخ الا ان تخرج او یتهدم المنزل او تخاف الخ ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۵۴ ج ۲) ظفیر۔

[2] ایضاً باب نکاح الکافر ص ۵۳۷ ج ۲ و ص ۵۳۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

اس ملک میں اگر کوئی عورت شوہر والی اسلام قبول کرے اور اس کا شوہر اسلام نہ لاوے تو تین حیض یا تین ماہ کے بعد وہ اپنے شوہر سے بائنہ اور مطلقہ ہوگی۔ اور آگے یہ کہا ہے ولیست بعدۃ[1] الخ یعنی یہ تین حیض عدت کے نہیں ہیں، بلکہ یہ مدت قائمقام انکار شوہر کے ہیں، اسلام لانے سے پھر اس میں اختلاف ہوا ہے کہ علاوہ ان تین حیض کے اور عدت عورت پر لازم ہوگی یا نہیں، امام صاحب کے قاعدہ کے موافق اس پر عدت لازم نہ ہوگی اور تین حیض مذکورہ گذرنے کے بعد نکاح ثانی اس کو حلال ہے، اور قبل اس مدت کے نکاح صحیح نہ ہوگا۔

مسلمان عورت مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لے آئے تو اس پر عدت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۲۱) ہندہ زوجہ زید مرتد ہوگئی تو اس پر عدت آوے گی یا نہ۔ اور نکاح اس صورت میں فسخ ہوگا یا نہ، دوسرا شخص اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[2] الخ وفی رد المحتار وافاد وجوب العدۃ سواء ارتد او ارتدت[3] الخ پھر درمختار میں یہ لکھا ہے وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیہ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقۃ بردتھا زجرا وتیسیرا[4] الخ ان عبارات سے یہ مطالب واضح ہوئے اولاً یہ کہ مرتد ہونے سے احد الزوجین کے نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور عدت

[1] ایضاً وھل تجب العدۃ بعد مضی ھذہ المدۃ فان کانت المرأۃ حربیۃ فلا لانہ لاعدۃ علی الحربیۃ رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۷ ج۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب ایضاً ص۵۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۰ ج۲ ظفیر

عورت پر لازم ہوتی ہے، اور دوسری روایت درمختار سے یہ معلوم ہوا کہ عورت اگر مرتدہ ہو جاوے والعیاذ باللہ تو اس کو مجبور کیا جاوے گا اسلام لانے پر۔ اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر تجدید نکاح کرنے پر، اور مشائخ بلخ کے فتویٰ سے معلوم ہوا کہ عورت کے مرتد ہو جانے سے نکاح کے فسخ ہونے کا حکم نہ کیا جاویگا زجراً۔ فقط

بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے

سوال (۱۱۲۲) ایک عورت پندرہ تاریخ کو بیوہ ہوئی۔ اس نے پندرہ پندرہ تاریخ کے حساب سے چار مہینہ دس روز پورے کرکے اپنا نکاح ثانی کرلیا، دو چار آدمیوں نے عدت کے اندر دو چار روز کی کمی نکال دی یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ بیشک بموجب روایت امام اعظمؒ اس صورت میں عدت میں کچھ کمی رہتی ہے، کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ایسی صورت میں کہ وسط شہر میں بیوہ ہو، دنوں کی گنتی کا اعتبار ہے، یعنی ہر ایک مہینہ تیس تیس دن لیا جاوے گا، اور دس دن چار ماہ کے ایک سو تیس دن ہوں[1] گے، پس اگر ایک سو تیس دن سے کم میں اس بیوہ نے اپنا نکاح کرلیا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا، پھر نکاح کرلے۔

---

[1] والعدة للموت اربعة اشهر بالاهلة لو بالغرة كما مر وعشر من الايام (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲) وقيده بالاهلة لو في الغرة والا فبالايام بحر وغيره (در مختار) في المحيط اذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالاهلة وان نقصت عن العدد وان اتفق في وسط الشهر فعند الامام يعتبر بالايام فتعتد في الطلاق بتسعين يوما وفي الوفاة بمائة وثلاثين وعندهما يكمل الاول من الاخير وما بينهما بالاهلة (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲) ظفير۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

سوال (۱۱۲۳) ایک عورت بیوہ کو دو سال سے زاید گذر چکے اس کو حمل بالیقین ہے، جنین خشک ہو گیا ہے، کبھی پھول جاتا ہے کبھی پھر خشک ہو جاتا ہے، عدت اس عورت کی کیا ہوگی۔

الجواب:- عدت اس کی وضع حمل[1] ہے۔

ممتدۃ الطہر کی عدت

سوال (۱۱۲۴) ایک عورت کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے لیکن آثار بلوغت اب تک پیدا نہیں ہوئے، نہ حیض آیا نہ چھاتیوں کا ابھار ہوا اس کا خاوند کہتا ہے کہ یہ مرد کے قابل نہیں ہو سکتی، اب کسی طرح عورت مذکورہ کی دوسری بہن اس کے شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے یا نہ، اگر اس کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی یا کیا؟

الجواب:- اس عورت کو طلاق دے کر عدت گذرنے کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور عدت اس کی جب تک سن ایاس کو نہ پہنچے تین حیض ہیں، اور بعض فقہاء نے امام مالکؒ کے مذہب پر بضرورۃ فتویٰ دیا ہے، ان کے نزدیک عدت ممتدۃ الطہر نو ماہ میں منقضی ہوتی ہے اور شامی میں بحر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ پورے ایک سال میں عدت ختم ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے والعدۃ فی حق من لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن اذ لم تحض الخ الشابۃ الممتدۃ بالطہر بان حاضت ثم امتد طہرھا فتعتد بالحیض الی ان تبلغ سن الایاس[2] وفی الشامی قال الزاھدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالک فی ھذہ المسئلۃ للضرورۃ[3] الخ

---

[1] وفی حق الحامل الخ وضع جمیع حملھا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۱ ج۲) ظفیر۔ [2] ایضاً ص۸۲۳ ج۲ وص۸۲۴ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار للشامی باب العدۃ ص۸۲۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

نومسلمہ جس کا کافر شوہر مرچکا ہے اس پر عدت نہیں ہے

سوال (۱۱۲۵) ایک عورت مسلمان ہوئی۔ اس کا بیان ہے کہ میرا خاوند مرچکا ہے جو کہ کافر تھا، اس کو مسلمان ہوئے ایک ہفتہ ہوا۔ اس کا نکاح کسی مسلمان سے سردست ہوسکتا ہے یا تین حیض کا انتظار کرنا پڑے گا۔

الجواب: - اس نومسلمہ کا نکاح بعد اسلام کے فوراً کسی مسلمان سے درست ہے۔

بیوہ کو بھی عدت میں پردہ کرنا چاہئے

سوال (۱۱۲۶) بیوہ عورتوں کو جو کہ اپنے خاوند کے وقت میں بے پردہ رہتی تھی، کیا عدت میں ان پر پردہ واجب ہے۔

الجواب: - ان کو پردہ کرنا چاہئے اور پردہ میں رہنا چاہئے، اور بیوہ عورت کسی کار ضروری کی وجہ سے دوسرے گاؤں میں یا دوسرے محلہ میں اگر دن دن کو جاوے تو درست ہے، رات کو گھر واپس آجاوے[1]۔

طلاق کا انکار کرنے کے بعد اقرار کرے تو اس کی عدت کب سے ہوگی

سوال (۱۱۲۷) زید کی بیوی کہتی ہے کہ مجھے زبانی طلاق دی ہے، مگر وہ اقرار نہیں کرتا جب اس کو مبلغات کی طمع دی گئی تو وہ تحریری طلاق میں لکھواتا ہے کہ میں اس کو چھ ماہ پہلے طلاق دے چکا ہوں، اس کی عدت تحریر تاریخ سے شروع یا چھ ماہ پہلے سے۔

الجواب: - درمختار میں ہے بخلاف مالو اقر بطلاقہا منذ زمان ماضٍ فان الفتوی علی انہا من وقت الاقرار[2] الخ پس معلوم ہوا کہ مفتی بہ اس

---

[1] لا تخرج معتدۃ رجعی وبائن بای فرقۃ کانت الا لوحی و من بیتہا الخ وتبیت اکثر اللیل فی منزلہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۸۲۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

صورت میں یہ ہے کہ وقت اقرار و تحریر سے عدت شمار ہوگی احتیاطاً۔

عدت وفات میں نکاح کرلیا تھا چھ ماہ بعد علیحدگی اختیار کی پھر اسی سے نکاح کرلیا اب عدت کیا ہوگی

سوال (۱۱۲۸) ایک عورت کی عدت وفات میں صرف ایک مہینہ گذرا تھا کہ ایک مرد نے اس سے نکاح کیا، بسبب عدم علم و جہالت زن و مرد کے چھ مہینہ تک اس کے ساتھ رہا، پھر چند اشخاص کو خبر ہوئی، انھوں نے تفریق کرادی، اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر تین روز بعد مرد ایک مولوی کو لے کر آیا اور عورت کو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ تجدید نکاح کرلوں، عورت راضی ہوگئی اور مولوی صاحب نے ان کا نکاح پڑھا دیا، یہاں مولویوں کے دو فریق ہیں ایک فریق کہتا ہے کہ عدت وفات گذر گئی اب اس کا نکاح درست ہوگیا، دوسرا فریق کہتا ہے کہ تفریق کے بعد جب تک ماقبقی عدت پوری نہ ہوجائے نکاح درست نہیں، اگر عدت کے اندر نکاح ہوا اور ایک مدت دراز تک زن و شوی ہمبستر رہیں، خواہ وہ عدت اشہر سے ہو یا حیض سے تو اس عرصہ میں پہلی عدت تمام ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: درمختار میں ہے: واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخرى لتجدد السبب وتداخلتا والمرئي من الحيض منهما وعليها ان تتم العدة الثانية ان تمت الاولى ۔۔۔ المرأة اذا وجب عليها عدتان فاما ان يكون من رجلين او من واحد ففي الثاني لا شك ان العدتين تداخلتا وفي الاول ان كانتا من جنسين كالمتوفى عنها زوجها اذا وطئت بشبهة او من جنس واحد كالمطلقة اذا تزوجت في عدتها فوطئها الثاني وفرق بينهما تداخلتا عندنا ويكون ما تراه من الحيض محتسبا منهما جميعا واذا انقضت العدة الاولى ولم تكمل الثانية فعليها اتمام الثانية[۱]

شامی[1] ص ۶۰۹ ج ۲ ۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں دونوں عدتیں متداخل ہوں گی، اور عدت وفات پوری کر کے اگر عدت ثانیہ پوری نہ ہوئی ہو اس کو پورا کرنا چاہیے ۔

| صورت ذیل میں عدت کب سے ہوگی |

سوال (۱۱۲۹) عبدالرحیم ہجرت کر کے کابل چلا گیا ہے۔ اور ایک تحریر مورخہ ۲ر جولائی، ۱۱ر جولائی ۱۹۲۰ء کو ہم کو ملی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آج کی تاریخ سے تین ماہ تک میری طرف سے کوئی خط نہ آیا تو میری زوجہ مطلقہ ہے اور اس کو نکاح ثانی کا اختیار ہے، اس صورت میں اگر زوجہ عبدالرحیم پر طلاق عائد ہوئی تو اس کی عدت کب سے شمار ہوگی ۔

الجواب: ۔ اس صورت میں تیسری جولائی یعنی روز تحریر خط سے جس وقت تین ماہ پورے ہو جاویں گے یعنی تین اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بشرطیکہ اس وقت تک اور کوئی تحریر اس کی دوسرے مضمون کی نہ آوے تو موافق شرط کے ۳ر اکتوبر کو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی۔ اور اس وقت سے عدت طلاق تین حیض اس کو پورے کرنے ہوں گے اگر اس کو حیض آتا ہو ۔

| زانیہ زانی سے فوراً نکاح کر سکتی ہے عدت نہیں |

سوال (۱۱۳۰) زید نے ہندہ سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد ہندہ کی ہمشیرہ کو بھی اپنے تصرف میں رکھا، پھر ہندہ کی ہمشیرہ کو زید نے طلاق دے کر آزاد کر دیا تو اب ہمشیرہ ہندہ دوسرا نکاح بعد عدت کے کرے گی یا اس پر عدت لازم نہیں ۔

الجواب: ۔ ہمشیرہ ہندہ سے جب کہ زید نے نکاح نہ کیا تھا اور بلا نکاح اس سے تعلق ناجائز رکھا اور زنا کیا تو زید کے گھر سے علیحدہ ہونے پر وہ فوراً اپنا نکاح

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب العدۃ ص ۸۳۲ ج ۲ و ص ۸۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

کرسکتی ہے، عدت اس پر کچھ نہیں ہے[1]۔

معتدہ کے ساتھ زنا کرنے سے اس پر نئی عدت نہیں آتی

سوال (۱۱۳۱) ایک شخص نے بے علمی کے سبب سے ایک عورت کو اس کے شوہر کے مرنے کے ایک ماہ بعد نکاح کیا، چھ ماہ تک ہمبستر رہا، پھر لوگوں نے زوجین میں تفریق کرا دی اور مرد کو عورت کے مکان سے نکال دیا، پھر ایک مولوی نے تین چار روز بعد دونوں کا نکاح پڑھا دیا، یہ نکاح جائز و نافذ ہوا یا نہیں، اگر مدت دراز کے بعد تفریق واقع ہو نکاح فاسد وغیرہ میں تو بقیہ عدت اول زوجین کے باہم مشغولی کے زمانہ کے اندر تمام ہو سکتی ہے یا بعد تفریق کے متداخل ہو کر تمام ہوگی۔

الجواب:- شامی ص۳۵۵ ج۲ باب المہر وذکر فی البحر ھنا عن المجتبیٰ ان کل نکاح اختلف العلماء فی جوازہ کالنکاح بلا شہود فالدخول فیہ موجب للعدۃ اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً[2] اس سے معلوم ہوا کہ معتدہ غیر سے باوجود علم اس امر کے کہ یہ معتدہ ہے نکاح کرکے دخول کرنے سے عدت لازم نہیں آتی، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کی عدت زنا کے زمانہ میں پوری ہو جاوے گی، مثلاً اگر کوئی معتدہ بیوہ عدت کے اندر زنا کرے تو ظاہر ہے کہ زمانہ عدت میں ہی شمار ہوگی۔

مطلقہ پر عدت ضروری ہے

سوال (۱۱۳۲) ابتداءً زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد زید نے بزمانہ حیات ہندہ اس کی حقیقی بہن سے نکاح کرلیا، پھر

---

[1] لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاً والولد لہ ولا تلزمہ النفقۃ (الدر المختار)

[2] حاشیہ ردالمحتار فصل فی المحرمات ص[illegible] ج۲ ظفیر

[3] ردالمحتار باب المہر ص[illegible] ج۲ ۱۲ ظفیر۔

زید نے ہندہ کو طلاق دیدی۔ اب ہندہ کو دوسرے شخص سے نکاح کرنے کیواسطے ایام عدت پورے کرنے ہوں گے یا نہیں۔

الجواب:۔ عدت لازم ہوگی۔ فقط

شوہر والی جو زنا سے حاملہ ہوئی ہے اس پر عدت لازم ہے

سوال (۱۱۳۳) زید کی منکوحہ زبیدہ سے عمر نے زنا کیا اور زبیدہ حاملہ ہوگئی، بحالت حمل زید نے اس کو طلاق دے کر علحدہ کر دیا، آیا زبیدہ کو عمر سے نکاح کرنے کے لئے عدت پوری کرنی شرط ہے یا نہ۔

الجواب:۔ چونکہ بحکم الولد للفراش وللعاھر الحجر[۱] وہ حمل زنا کا ہونا شرعاً مسلم نہیں ہے، اس لئے عمر کو اس مطلقہ حاملہ سے بدون وضع حمل کے نکاح جائز نہ ہوگا، کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[۲] الآیہ۔

عدت سے متعلق چند سوالات

سوال (۱۱۳۴) اگر طالق ومطلقہ دونوں کہتے ہیں کہ نہ ایک جگہ ہم تنہائی میں بیٹھے ہیں اور نہ وطی کی ہے، اب ان کے قول پر حلف اعتبار کیا جاوے یا بغیر حلف اعتبار کر کے بغیر عدت کے نکاح کیا جاوے۔

(۲) اگر بعد اس نکاح کے ایک مہینہ کے اندر وہ عورت کسی اور مرد کے ساتھ چلی جاوے اور اپنے قول مذکورہ بالا سے منکر ہو جاوے تو اس کے قول پر اعتبار کیا جاوے یا نہیں۔

(۳) اگر طلاق کے بعد عورت کہے کہ میں غیر مدخولہ ہوں تو بغیر عدت کے دوسرے مرد سے نکاح اس کا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) خلوت صحیحہ گواہان سے ثابت ہوتی ہے، یا طالق ومطلقہ کے قول سے۔

---

[۱] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۳۸ ج ۱۔ ظفیر [۲] سورۃ الطلاق - ۱ - ظفیر

الجواب :- جب کہ دونوں متفق ہیں عدم خلوت وصحبت پر تو حلف کی ضرورت نہیں ہے ۔

(۲) انکار مابعد کا اعتبار نہیں ہے ۔

(۳) اگر گمان اسکے قول کے صدق کا ہو تو اس پر اعتماد کر کے نکاح اس کے ساتھ بغیر عدت کے جائز ہے ۔

(۴) اگر دونوں متفق ہیں کسی ایک امر پر تو ضرورت شہود کی نہیں ہے اور اگر باہم اختلاف ہے تو مدعی پر بینہ ہے اور منکر پر یمین ۔

حمل والی کی عدت وضع حمل ہے اگر وہ خشک ہو گیا ہو تو اس کا دوا، وغیرہ سے گروانا جائز ہے

سوال (۱۱۳۵) جس کے پیٹ میں حمل ہو اور خاوند مر گیا ہو، اور بچہ پیٹ میں سوکھ گیا ہو، اس عورت کا نکاح کرنا قبل از اسقاط حمل جائز ہے یا نہیں یا اس حمل کو کسی طرح گروانا جائز ہوگا ۔

الجواب :- حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی عدت وضع حمل ہے کما قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن الآیۃ[1] پس جب تک وضع حمل نہ ہو جس طرح بھی ہو اس وقت تک وہ عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ۔ اور جب کہ بوجہ خشک ہو جانے حمل کے ولادت کی کوئی صورت نہ ہو سکے تو اسقاط حمل دوا وغیرہ کے ذریعہ سے درست ہے ۔

طلاق مغلظہ کے بعد اگر شوہر زنا کرتا رہا ہے تو اس کی عدت سعدی کے بعد شروع ہوگی

سوال (۱۱۳۶) ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ تین طلاق دیدی، اور اس بات کو عرصہ چار پانچ ماہ کا گذر گیا ہے، مرد، عورت دونوں بدستور نسبت

---

[1] سورۃ الطلاق ۔ ۱ ۔ وفی حق الحامل مطلقا وضع جمیع حملہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۱ ج ۲) ظفیر ۔

کرتے رہتے ہیں، یہ عورت اسی شوہر کے گھر میں رہ سکتی ہے یا نہیں، اگر عورت دوسرے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت از سر نو کرنی پڑے گی یا وہ چار پانچ مہینہ شوہر کے گھر رہی وہ عدت میں شمار ہوں گے، اور ان سے عدت پوری ہو جاوے گی۔

الجواب:- اس عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی، بدون حلالہ کے وہ شوہر اول سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اور شوہر اول کو اس سے برابر وطی کرتے رہنا حرام اور زنا ہے اور دوسرا نکاح اس کو دوسرے شخص سے عدت گذارنے کے بعد کرنا چاہئے۔ اور عدت اس وقت سے شروع ہو گی کہ وہ شوہر اول سے علیحدہ ہو جاوے اور اس کے قریب نہ جاوے[1]۔

دوبارہ لاکر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہو گی

سوال (۱۱۳۷) ایک شخص نے زوجہ کو تین طلاق بائن دے کر علیحدہ کر دیا، پھر عدت کے اندر اس کو اپنے گھر لایا یہاں تک کہ عدت گذر کر چند روز ہو گئے۔ بعدہ اہل محلہ نے ان کے درمیان تفرقہ کرا دیا، اور دریافت کرنے پر طالق نے جواب دیا کہ مجھے طلاق یاد نہ تھی۔ تو دوبارہ لاکر جماع کرنے سے عدت ثانیہ واجب ہو گی یا نہیں، اور یہ وطی بالشبہ ہے یا زنا۔

الجواب:- یہ وطی بالشبہ ہے اور عدت دوسری واجب ہے اور تداخل عدتین میں ہو جاوے گا۔ اور بدون گذرنے عدت ثانیہ کے نکاح تحلیل درست نہیں ہے[2]۔ کذا فی الدر المختار والشامی۔

---

[1] و مبدأ ها ای العدة فی النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینهما ثم لو وطئها حد در المختار ای اظهار العزم من الزوج علی ترک وطئها الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخری لتجدد السبب وتداخلتا الخ (ایضاً ص ۸۳۶ ج ۲) ظفیر۔

جو عورت قابل مجامعت نہ ہو، اس پر بھی عدت ہے

سوال (۱۱۳۸) ایک شخص نے ایک عورت سے شادی کی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عورت قابل مجامعت نہیں ہے، سوائے سوراخ پیشاب کے کچھ نہیں ہے، تب اس نے طلاق دیدی تو اس پر عدت واجب ہے یا نہیں، اور شوہر پر نفقہ عدت کا واجب ہے یا نہیں، اور مہر کس قدر لازم ہے۔

الجواب:- عدت احتیاطاً اس پر واجب[1] ہے، اور نفقہ عدت بھی لازم ہے، کیونکہ نفقہ تابع عدت کے ہے کذا فی الشامی اور مہر نصف لازم ہے بوجہ نہ ہونے دخول کے اور نہ ہونے خلوت صحیحہ کے، کیونکہ اس عورت کے ساتھ جو خلوت ہوئی وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے کذا فی الدر[2] المختار۔

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کے انتقال کے آدھ گھنٹہ کے بعد ہی وضع حمل ہوا ہو

سوال (۱۱۳۹) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر اس کے شوہر کی وفات اور وضع حمل آن واحد میں ہو تو عدت کیا ہوگی، اگر وضع حمل انتقال شوہر سے آدھ گھنٹہ مقدم یا مؤخر ہو تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل ہے، اگر شوہر کی وفات سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد بھی وضع حمل ہوا تو عدت پوری ہو گئی، اور اگر وفات سے کچھ پہلے وضع حمل ہو تو پھر عدت دس یوم چار ماہ ہے، شامی میں ہے قولہ وضع

---

[1] ان المذهب وجوب العدة للخلوة صحيحة او فاسدة (رد المحتار ص ۵۲۵ ج ۲)

وتجب العدة بخلوته وان كانت فاسدة لان تصريحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۶۶ ج ۲) ظفير

[2] والخلوة بلا مانع حسي وطبعي وشرعي ومن الحسي رتق وقرن وعفل (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ص ۶۶۲ ج ۲) ظفير۔

جمیع حملها ای بلا تقدیر بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل[1] الخ

ختم عدت پر معلوم ہوا کہ حمل ہے تو عدت کا کیا ہوگا

سوال (۱۱۸۰) ایک عورت عرصہ ایک سال سے بوجہ نا اتفاقی اپنے خاوند سے علیحدہ ہے۔ اور اس کو اس کے شوہر نے ۲۸ مارچ کو طلاق دی، اور ۲۸ جون کو تین ماہ عدت ختم ہوئی، اس وقت اس کو حمل دو ماہ دس روز کا تھا، اس عورت کا نکاح ثانی حمل کی حالت میں دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں، اور حمل موجودہ کا بچہ کس کا تصور ہوگا، پہلے شوہر کا یا شوہر ثانی کا۔

الجواب:- اس عورت کو چونکہ عدت کے اندر حمل معلوم ہوا تو اس کی عدت وضع حمل[1] ہے۔ یعنی جس وقت بچہ پیدا ہوگا، اس وقت عدت اس کی پوری ہوگی، اور اگر طلاق رجعی دی گئی تھی یعنی ایک یا دو طلاق صریح لفظوں میں دی تھی تو عدت میں حاملہ ہونا اس کا رجعت سمجھی جاوے گی شوہر اول سے اور نسب بچہ کا شوہر اول سے ہی ثابت ہوگا، اور دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہ ہوگا کیونکہ پہلی طلاق سے رجوع ہو چکا تو وہ عورت زوجہ شوہر اول کی ہوگی، اور اگر طلاق بائنہ یا مغلظہ تھی اور عدت میں حمل ظاہر ہوا تو اگر بچہ چھ ماہ سے زائد میں پیدا ہوا تو نسب بچہ کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا، لیکن جب کہ شوہر دعویٰ کرے کہ بچہ میرا ہے اور عدت بہرحال وضع سے پوری ہوگئی، اور اس صورت میں بعد وضع حمل دوسرے مرد سے نکاح صحیح ہے، اور بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا بلکہ وہ ولد الزنا ہے اگر شوہر نے دعویٰ نہ کیا ہو۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] اعلم ان المعتدة لو حملت فی عدتها ذکر الکرخی ان عدتها وضع الحمل (ایضاً) ظفیر۔

عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے

سوال (۱۱۴۱) زید نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق دے کر گھر سے نکال دیا، آیا شرعاً عورت مذکورہ کو خرچہ وضع حمل تک اور مہر اور بعد میں پرورش بچہ کے لئے کچھ مل سکتا ہے۔

الجواب:- اس صورت میں عورت کا مہر اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے اور بچہ کی پرورش کا خرچ بھی بذمہ شوہر ہے کذا فی کتب[۱] نفقہ۔

معتدہ وفات تعزیت میں کہیں نہیں جا سکتی ہے

سوال (۱۱۴۲) معتدہ وفات کو تعزیت میں کسی رشتہ دار کے یہاں جانا کیسا ہے۔

الجواب:- ناجائز ہے کما فی الشامی عن الفتح والحاصل ان مدار حل خروجہا بسبب قیام شغل المعیشۃ فیتقدر بقدرہ[۲] ۔

دو سال علیحدہ رہنے کے بعد بھی شوہر طلاق دے تو بھی عدت لازم ہوگی

سوال (۱۱۴۳) اگر واقعی یہ معلوم ہوجائے کہ زوج اپنی زوجہ سے دو سال سے بالکل علیحدہ ہے اور دوسری جگہ رہتا ہے، اگر اس حالت میں دو برس کے بعد شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے تو کیا اس صورت میں بھی عورت پر عدت گذارنی لازم ہوگی یا نہیں، کیونکہ علت جو کہ استبراء رحم ہے وہ پہلے سے حاصل ہے۔

الجواب:- جب کہ اس عورت سے دخول یا خلوت ہو چکی ہے، تو عدت اس پر لازم ہے لا طلاق قولہ تعالیٰ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء[۳] ۔ کیونکہ اصل سبب عدت کے وجوب کا فرمان حق تعالیٰ ہے اور یہ علل جو فقہاء منصوصات میں تحریر فرماتے ہیں یہ از قبیل نکات بعد الوقوع ہے ان پر

---

[۱] وتجب للمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ کخیار عتق النفقۃ والسکنیٰ والکسوۃ ان طالت المدۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر۔

[۲] رد المحتار فصل فی الحداد ص ۸۵۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [۳] سورۃ البقرۃ - ۲۸ - ظفیر

مدار حکم کا موجودگی نص صریح نہیں ہوتا۔

عدت وفات میں جس نے شادی کرلی اس کی عدت کا بیان

سوال (۱۱۴۴) زید متوفی کی بیوی سے عدت وفات کے اندر عمر نکاح کرکے وطی کرتا رہا اور نکاح کے بعد ان دونوں میں تفریق نہ ہوئی اور نہ اس عورت کی مابقیہ عدت پوری ہوئی، چھ ماہ بعد عمر نے پھر اس عورت سے نکاح کرلیا، فتاویٰ عالمگیری باب العدۃ میں ہے ولو تزوجت فی عدۃ الوفاۃ فدخل بھا الثانی ففرق بینھما فعلیھا بقیۃ عدتھا من الاول تمام اربعۃ اشھر وعشر وعلیھا ثلث حیض من الآخر ویحتسب بما حاضت بعد التفریق من عدۃ الوفاۃ کذا فی معراج الدرایہ وھکذا فی المبسوط وایضاً فیہ المطلقۃ اذا حاضت حیضۃ ثم تزوجت بزوج آخر ووطئھا الثانی وفرق بینھما وحاضت حیضتین بعد التفریق کان لھذا الزوج الثانی ان یتزوجھا لانقضاء عدۃ الاول[1] اس صورت میں عمر کا نکاح جو بعد چھ ماہ کے زید متوفی کی زوجہ سے ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- اتمام عدت اولیٰ بعد تفریق یا متارکت زوج ثانی کے واجب ہے، پس جب کہ عمر سے علیحدگی نہ ہوئی تو وہ عدت اتمام عدت اولیٰ کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ بعد تفریق یا متارکت شوہر ثانی کے اتمام عدت اولیٰ لازم ہے، اور دوسری عدت بالاقرار یا بالاشہر لازم ہے، لیکن شوہر ثانی یعنی عمر اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو بعد گذرنے عدت اولیٰ کے دوسری عدت میں نکاح کرسکتا ہے، کیونکہ وہی اس صورت میں صاحب عدت ہے کما نقل عن الامام ابی حنیفۃ انہ یدخل علیھا للحال لانہ صاحب العدۃ

[1] عالمگیری مصری ص ۵۵۵ ج ۱ - ظفیر

شامی . وهكذا يفهم من العبارة المنقولة فی السوال من العالمگيرية كان لمهذا الزوج الثانی ان يتزوجها لانقضاء العدة الاولی ای بلا انتظار انقضاء العدة الثانية۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری عدت کا پورا ہونا اس سے نکاح کرنے میں ضروری نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہے تو پھر دوسری عدت کا پورا کرنا بھی لازم ہے، اور ان دونوں عدتوں میں تداخل ہو جاتا ہے کما فی الشامی فی شرح قوله وجبت عدة اخری الخ وفی الدر اعلم ان المرأة اذا وجب عليها عدتان فاما ان يكونا من رجلين او من واحد ففی الثانی لاشك ان العدتين تداخلتا وفی الاول ان كانتا من جنسين كالمتوفی عنها زوجها اذا وطئت بشبهة او من جنس واحد كالمطلقة اذا تزوجت فی عدتها فوطئها الثانی وفرق بينهما تداخلتا عندنا ويكون ما تراه من الحيض محتسبا منهما جميعا واذا انقضت العدة الاولی ولم تكمل الثانية فعليها اتمام الثانية الخ[2]۔

عدت میں ایک حیض کے بعد حمل ہو گیا عدت کیسے گذارے

سوال (۱۱۵۴) مطلقہ کو ایک حیض آیا، پھر اس کو زنا سے حمل رہ گیا۔ اب یہ مطلقہ زانی سے نکاح کرنا چاہتی ہے، کب کرے۔

الجواب: ۔ بعد وضع حمل کے نکاح کرے قبل وضع حمل اس کو نکاح کرنا جائز نہیں، کیونکہ عدت اس کی وضع حمل ہے کما فی رد المحتار للشامی ومثله ما لو كان الحمل فی العدة الاولی الخ وی اذا حبلت المعتدة

---

[1] رد المحتار باب العدة ص ۔ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ۔ ۱۲ ظفیر۔

وولادت تنقضی بہ العدۃ الخ فالمراد بقولہ اذا حبلت المعتدۃ معتدۃ الطلاق بقرینۃ ما بعدہ الخ واعلم ان المعتدۃ لو حبلت فی عدتھا ذکر الکرخی ان عدتھا وضع الحمل الخ ۔

حاملہ کا حمل خشک ہو جائے تو عدت کیسے پوری کرے

سوال (۱۱۴۶) عورت متوفی عنہا زوجہا حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، اگر حمل پیٹ میں خشک ہو جاوے تو عدت کیسے منقضی ہو گی ۔

الجواب:۔ جبکہ حمل پیٹ میں خشک ہو گیا تو شریعت میں وہ حاملہ متصور نہ ہو گی اور عدت اس کی چار ماہ دس دن ہو گی مثل غیر حاملہ کے کما قال اللہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا الآیۃ ۔ وفی الدر المختار والعدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشر مطلقا الخ فلم یخرج عنھا الا الحامل قولہ فلم یخرج عنھا الا الحامل فان عدتھا للموت وضع الحمل کما فی البحر وھذا اذا مات عنھا وھی حامل اما لو حبلت فی العدۃ بعد موتہ فلا تتغیر فی الصحیح کما یاتی قریبا پس مراد حاملہ سے وہ ہے کہ حمل اس کا محقق ہو، اور جب کہ خشک ہو گیا تو حاملہ ہونا اس کا متحقق نہ رہا ۔

لہ ردالمحتار باب العدۃ ص ۸۲۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ ۲ہ سورۃ البقرہ ۔ ۳۰ ۔ ظفیر
۳ہ ردالمحتار باب العدۃ ص ۸۳۲ ۱۲ ظفیر۔

قد تم الجزء العاشر بتوفیقہ تعالیٰ علیٰ ید **محمد ظفیر الدین**
غفر اللہ ذنوبہ ویلیہ الجزء الحادی عشر ان شاء اللہ تعالیٰ